شرعی پردہ

کیوں؟ کیسے؟

مولانا محمد افتخار احمد

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

مرتب

محمد طلحہ نظامی

مکتبہ عثمانیہ

اقبال مارکیٹ اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی 0333-5141413

MAKTABA USMANIA
RAWALPINDI

کتاب : شرعی پردہ کیوں ؟ کیسے ؟

مؤلف : حضرت مولانا محمد افتخار احمد صاحب (فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی)

ناشر : **مکتبہ عثمانیہ**

اقبال مارکیٹ، اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی 0333-5141413

ہماری مطبوعات ملنے کے پتے :

اسلام آباد......	مکتبہ بیت القلم	جامع مسجد الرحمٰن بلیوا ایریا اسلام آباد
راولپنڈی......	مکتبہ صفدریہ	المدد پلازہ مصریال روڈ چوہڑ چوک راولپنڈی
	مکتبہ شیخ الہند	اقبال روڈ، اعظم مارکیٹ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
لاہور......	اسلامی کتب خانہ	فضل الٰہی مارکیٹ، چوک اردو بازار، لاہور
ملتان......	مکتبہ حقانیہ	ٹی بی ہسپتال روڈ۔ ملتان
کراچی......	قدیمی کتب خانہ	آرام باغ کراچی
	مکتبہ عمر فاروق	شاہ فیصل کالونی، نزد جامعہ فاروقیہ۔ کراچی

...............درخواست...............

ایک مسلمان بحیثیت مسلمان قرآن پاک، کتب تفاسیر، کتب احادیث، دینی کتب، درسی کتب اور دیگر اسلامی لٹریچر میں جان بوجھ کر غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔
لیکن تصحیح، اصلاح الفاظ اور پروف ریڈنگ کے بھرپور اہتمام کے باوجود بحیثیت انسان سہواً غلطی ہو جانا بعید از عقل نہیں۔ اس اہتمام کثیر کے باوجود بھی اگر آنجناب کسی غلطی پر مطلع ہوں یا مزید معیار سے متعلق اپنا قیمتی مشورہ دینا چاہتے ہوں تو ہم آپ کی اطلاع اور اصلاحی مشورہ کے منتظر ہیں، اطلاع کے بعد اگلے ایڈیشن میں آپ کی بتائی ہوئی غلطی کو ان شاء اللہ تعالیٰ درست کر کے شائع کیا جائے گا۔ ہم آپ کے تعاون پر آپ کے شکرگزار رہیں گے۔ (منتظمین ادارہ)

فہرست مضامین

باب اول......اسلامی تعلیمات میں خواتین اور پردہ

باب دوم...... پردہ

قرآن وحدیث اقوال صحابہ ومفسرین ومسالک فقہاء کی روشنی میں

باب سوم ...... پردہ کے فوائد اور بے پردگی کے نقصانات

باب چہارم...... پردہ کی حدود ومسائل

باب پنجم...... پردے کے جدید مسائل

باب ششم......ناقدین پردہ کے اعتراضات

اوران کے حقیقت پسندانہ جوابات

باب ہفتم

پیش لفظ

پردہ اپنی شرعی حدود کے ساتھ ایک شرعی حکم اور دینی ہدایت ہے، جس کی بنیاد قرآن وسنت اوران کی فقہی تشریحات اور سلف صالحین کے تعامل پر قائم ہے اوران ہی بنیادوں پر پردہ ہر دور میں امت مسلمہ کا بلا انقطاع معمول رہا ہے، یہ کوئی رواجی چیز نہیں کہ جسے گھڑ لیا گیا ہو اور خوامخواہ اسے شرعی حیثیت دے دی گئی ہو۔

جب ایک ادنی فہم رکھنے والا انسان بلی کے خوف سے دودھ کو، لٹیرے کے خوف سے مال کو اور چیل کے خوف سے گوشت کو چھپانا ضروری سمجھتا ہے تو کیا شریعت مطہرہ بنت حوا کو رنگینیوں سے سجا کر سڑکوں اور بازاروں میں بے پردہ پھرانے کو جائز رکھ سکے گی؟ مغربی تہذیب کے زیر اثر بے پردگی کی مسلسل مشق نے نقطہ نظر میں بھی فرق اور خلل پیدا کر دیا ہے، جس کے باعث پردہ اور بے پردگی دونوں ہی نے افراط اور تفریط اور ایک دوسرے کے ردعمل کی صورت اختیار کر لی ہے جس سے اصول اور حدود دونوں مشتبہ ہو گئے ہیں، اس لئے اس کی ضرورت پیش آئی کہ اس مسئلے میں قرآن وحدیث کی صحیح تعلیمات کو پیش کر دیا جائے۔

اس موضوع پر عربی اور اردو زبان میں بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں اوران میں سب سے زیادہ جو مفید ثابت ہوئیں محمد بن اسماعیل المقدم کی کتاب " بل النقاب واجب " اور حمود بن عبداللہ کی " الصارم المشهور " ہیں لیکن ان میں بھی وہ جامعیت نظر نہیں آتی جو کہ پردے کے موضوع پر ایک کتاب میں ہونی چاہئے۔

اردو میں جن کتابوں کو اس موضوع پر پذیرائی ملی ان میں سرفہرست مولانا قاری محمد طیب کی کتاب "شرعی پردہ" اور مولانا ابوالاعلی مودودی صاحب کی کتاب "پردہ" ہے، اگرچہ ان دونوں کتابوں میں اسلامی وغیر اسلامی معاشرے کا بھرپور تقابلی جائزہ تو موجود ہے لیکن معترضین کے اعتراضات کا جواب اور رد ان کتابوں میں بھی نہیں۔

اس مقالے میں احقر نے کوشش کی ہے کہ پردے کے متعلق ہر موضوع کو باب در باب قلم بند کر دیا جائے تاکہ اس سے آسانی کیساتھ فائدہ حاصل کیا جا سکے، چنانچہ یہ مقالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے:

باب اول ...... پہلے باب میں اسلامی تعلیمات، خواتین اور پردے کے متعلق اختصار کے

ساتھ بحث کی گئی ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے اور وہ خواتین کی معاشرتی ضرورتوں اور درپیش مسائل کا حل پیش کرتا ہے اور ساتھ ساتھ پردہ کی اہمیت بھی اجاگر کی گئی ہے۔

باب دوم...... دوسرے باب میں پردے کے متعلق آیات مبارکہ اور احادیث نبویہ اور صحابہ کرام کے اقوال، مفسرین کی آراء اور فقہاء کے مسالک بیان کئے گئے ہیں۔

باب سوم...... تیسرے باب میں پردے کی معاشرتی ضرورت، پردے کے فائدے اور بے پردگی کے نقصانات پر بحث کی گئی ہے۔

باب چہارم...... چوتھے باب میں پردے کے حدود، چہرہ کا پردہ اور عبادات و معاملات میں پردے سے متعلق مسائل کا بیان ہے۔

باب پنجم...... پانچویں باب میں خواتین کی زیب و زینت سے متعلق جدید مسائل اور ان کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں ذکر کیا گیا ہے۔

باب ششم...... چھٹے باب میں پردے پر کئے جانے والے اعتراضات، ان کے جوابات قرآن و حدیث کی روشنی میں دیئے گئے ہیں۔

باب ہفتم...... ساتویں باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کیا شرعی پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے یا نہیں ؟

آخر میں جناب ڈاکٹر حسام الدین منصوری (چیئر مین شعبہ اصول الدین کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی) کا شکر گزار ہوں جنہوں نے شروع سے آخر تک اس مقالے کی تکمیل میں احقر کی معاونت فرمائی۔ اسی طرح میں ان تمام معاونین کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے اس مقالے کی ترتیب میں میری تھوڑی یا زیادہ معاونت فرمائی۔ بارگاہ ایزدی میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور انہیں دونوں جہانوں میں کامیابی سے سرفراز فرمائے اور اس مقالے کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔

محمد افتخار احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی

ایم اے...... کلیہ معارف اسلامیہ کراچی یونیورسٹی

باب اول

اسلامی تعلیمات میں

خواتین اور پردہ

الٹ دی جب نقاب رخ تو پھر کیا پاکدامانی
کہ چہرہ کھولنا در پردہ ہے تمہید عریانی
یہ قید پردہ ہے عین اقتضائے طرز انسانی
جس آزادی کے تم خواہاں ہو وہ ہے خوئے حیوانی

اسلام کا تعارف

لغوی معنی:

اسلام باب افعال کا مصدر ہے جس کا مادہ س ل م ہے۔اس کے لغوی معنی کئی ہیں مثلاً:

۱)...... ظاہری اور باطنی آفات اور عیوب سے محفوظ ہونا۔

۲)......صلح وامان

۳)......سلامتی

۴)......اطاعت وفرمانبرداری ۔(۱)

سَلَم کے معنی اذعان، سپردگی، فرمانبرداری اور اطاعت کے ہیں۔سلم سخت پتھر کو کہتے ہیں۔ اور سلم ببول کے خاردار درخت کو کہتے ہیں جو آفات سے محفوظ رہتا ہے۔لفظ السَّلام جو اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے اس میں بھی کمزوری سے پاک ہونے کا مفہوم موجود ہے۔

روح المعانی میں لفظ السّلام کی تفسیر یوں مرقوم ہے:

ذوالسلامة من کل نقص وآفة .(۲)

قرآن مجید میں ''س،ل،م'' مادے کے بہت سے مشتقات موجود ہیں۔ جو انہی لغوی معنی میں وارد ہوئے ہیں۔ مثلاً خلوص اور ظاہری اور باطنی براءت از آلائش کے معنی میں مندرجہ ذیل آیات مستعمل ہوئی ہیں۔

سلم معنی ظاہری عیب سے براءت:

مسلمة لاشية فيها .(۳)

سالم ہو اور اس میں کوئی داغ نہ ہو۔

إلا من اتى الله بقلب سليم (۴)

مگر ہاں جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آوے گا۔

سلم بمعنی صلح وامان:

فلا تهنوا وتدعوا إلى السلم .(۵)

سو تم مت ہارو اور صلح کی طرف مت بلاؤ۔

وان جنحوا للسلم فاجنح لها .(۶)

اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی اس طرف جھک جایئے۔

سلم بمعنی اطاعت وفرمانبرداری:

بل هم اليوم مستسلمون .(۷)

بلکہ وہ سب کے سب سر جھکائے کھڑے ہوں گے۔

سلم بمعنی سپردگی:

اسلمت لرب العلمين .(۸)

میں نے رب العالمین کی سپردگی اختیار کی۔

اسلام کے شرعی معنی:

کتاب احکام الحکام فی اصول الاحکام (سیف الدین ابو الحسن الآمدی۔م ۶۳۱ھ) کی مفصل بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ علماء کے نزدیک لفظ اسلام کا شرعی معنیٰ اس کے لغوی معنیٰ ہی سے نکلتا ہے اور دونوں کا باہم مضبوط تعلق ہے۔ اہل لغت نے اسلام کی شرعی تعریف یہ کی ہے:

الاسلام فی الشریعة اظهار الخضوع واظهار الشريعة والتزام لما اتى به النبى صلى الله عليه وسلم

یعنی اسلام کا اصطلاحی شرعی مفہوم اظہار اطاعت وتسلیم اظہار شریعت اور نبی کریم ﷺ کی سنت سے تمسک ہے اسی سلسلے میں امام رازی (م۶۰۶ ھ) نے بذیل آیت ان الدین عند الله الاسلام کے چار معنی بیان کئے ہیں:

۱)...... الاسلام هو الدخول فی الاسلام ای فی الانقیاد و المتابعة

۲)......الاسلام معناه اخلاص الدين و العقيدة

۳)...... في عرف الشرع فالاسلام هو الايمان

۴)......الاسلام عبارة عن الانقیاد (۹)

حدیث شریف میں اسلام کے شرعی معنی کی تشکیل وتفصیل اس فرمان نبوی میں ہے جو مسند احمد بن حنبل میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس حدیث میں حضرت جبرئیل کا آپ ﷺ سے اسلام کے بارے میں سوال کرنا مذکور ہے۔ بخاری کی روایت کا ترجمہ یہ ہے:

> ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ایک شخص نمودار ہوا۔ جس کے کپڑے بہت اجلے اور سفید اور بال نہایت سیاہ تھے۔ اس پر سفر کا کچھ اثر معلوم نہ ہوتا تھا اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا نہ تھا یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور اس نے اپنے زانو آنحضرت ﷺ کے زانو سے ملا دیئے اور اپنی ہتھیلیاں زانوؤں پر رکھ کر عرض کرنے لگا "اے محمد ﷺ بتایئے کہ اسلام کیا ہے"؟ آپ نے فرمایا: "اسلام یہ ہے کہ تو اس امر کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ تو نماز قائم کرے اور یہ کہ تو زکوٰۃ دے اور یہ کہ تو رمضان کے روزے رکھے اور یہ کہ اگر استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے"۔ اس شخص نے کہا "آپ نے درست فرمایا"۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم کو اس بات پر تعجب ہوا کہ یہ شخص سوال بھی کرتا ہے اور پھر خود تصدیق بھی کرتا ہے حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ یہ باتیں کر کے نو وارد شخص چلا گیا، پھر مجھے کچھ عرصہ گزر گیا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ سوال کرنے والا شخص کون تھا؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جاننے والے

ہیں۔ آپ نے فرمایا: کہ وہ جبرئیل تھے، تمہاری اس مجلس میں اس لیے آئے تھے کہ تم لوگوں کو تمہارا دین سکھادیں۔ (۱۰)

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات:

اسلام کسی ایسے مذہب کا نام نہیں ہے جو صرف انسان کی نجی اور انفرادی زندگی کی اصلاح کا داعی ہو اور جس کا کل سرمایہ حیات کچھ عبادات، چند اذکار اور مٹھی بھر رسوم پر مشتمل ہو بلکہ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو خدا اور اس کے آخری نبی ﷺ کی ہدایت کی روشنی میں زندگی کے تمام شعبوں کی تعمیر اور صورت گری کرتا ہے اور زندگی کے ہر پہلو کو ہدایت الٰہی کے نور سے منور کرتا ہے خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی، معاشرتی ہو یا تمدنی، مادی ہو یا روحانی معاشی ہو یا سیاسی اور ملکی ہو یا بین الاقوامی۔ اسلام کی اصل دعوت یہ ہے کہ خدا کی زمین پر خدا کا قانون جاری وساری ہو اور دل کی دنیا سے لے کر تہذیب وتمدن کے ہر گوشے تک خالق حقیقی کی مرضی پوری ہو۔

مکمل ضابطہ زندگی کی حیثیت سے اسلامی تعلیمات کے دو پہلو ہیں۔ ایک طرف اسلام زندگی کی بنیادی حقیقتوں پر روشنی ڈالتا ہے اور ہمیں بتاتا ہے کہ اس کائنات کی حقیقت کیا ہے؟ اس میں انسان کا اصل مقام کیا ہے؟ زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اور جو اساسی قانون اس میں کارفرما ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟ اسلام بنیادی عقائد کی شکل میں زندگی کی حقیقتوں کو روشناس کراتا ہے اور کائنات اور حیات کے بارے میں اسے صحیح زاویہ نظر عطا کرتا ہے دوسری طرف اسلام زندگی کا مفصل قانون پیش کرتا ہے تاکہ انسان افراط اور تفریط سے بچ کر اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اعتدال وتوازن کی بنیادوں پر استوار کرے اور کامیاب وکامران رہے عقائد اور ضابطہ عمل کے اس مجموعے کا نام اسلامی نظریہ حیات ہے۔ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جو ایک طرف زندگی کے مسائل کا ایسا معقول اور سائنٹفک حل پیش کرتا ہے جو فکر ونظر کی ہر الجھن کو دور اور ہر عقدے کو حل کر دیتا ہے اور دوسری طرف تہذیبی اور تمدنی زندگی کے لیے ایک مفصل لائحہ عمل دیتا ہے جو انسانی معاشرے کی تمام ضرورتوں کو پورا کرتا ہے اسلام پوری قوت کے ساتھ زندگی کی روحانی حقیقت کا اظہار کرتا ہے وہ نہ دوسرے مذاہب کی طرح مادی زندگی سے صرف

نظر کرتا ہے اور نہ دورِ جدید کی مادیت کی طرح مادی پہلو کو ہر دوسرے پہلو پر حاوی اور غالب کرتا ہے۔ وہ انسان میں یہ جذبہ پیدا کرتا ہے کہ دنیا کی ہر چیز تیرے لیے ہے لیکن تیرے مقاصد بہت بلند و بالا ہیں۔ بقول اقبال (۱۱)

نہ تو زمیں کے لیے ہے، نہ آسماں کے لیے
جہاں ہے تیرے لیے، تو نہیں جہاں کے لیے

عورتوں کے حقوق:

اسلام کے آنے سے پہلے دنیا نے عورت کو ایک غیر مفید بلکہ مخل تمدعنصر میدان عمل سے ہٹا دیا تھا اور اسے پستی کے ایسے غار میں پھینک دیا تھا جس کے بعد اس کے ارتقاء کی کوئی توقع نہیں تھی۔ اسلام نے دنیا کی اس روش کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور بتایا کہ زندگی مرد اور عورت دونوں ہی کی محتاج ہے عورت اس لیے نہیں پیدا کی گئی ہے کہ اسے دھتکارا جائے اور شاہراہ حیات سے کانٹے کی طرح ہٹا دیا جائے۔ کیونکہ جس طرح مرد اپنا مقصد وجود رکھتا ہے اسی طرح عورت کی تخلیق کی بھی ایک غایت ہے اور قدرت ان دونوں اصناف کے ذریعہ مطلوبہ مقاصد کی تکمیل کرا رہی ہے:

لله ملک السموت والارض یخلق مایشاء. یهب لمن یشاء انا ثا ویهب لمن یشاء الذکور. او یزوجهم ذکرانا واناثا ویجعل من یشاء عقیما. انه علیم قدیر. (۱۲)

اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں اور جسے چاہتا ہے لڑکے عطا کرتا ہے یا انہیں لڑکوں اور لڑکیوں کے جوڑے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے بے شک وہ علم والا اور قدرت والا ہے۔

اسلام نے عورت کو ذلت و رسوائی کے مقام سے اتنی تیزی سے اٹھایا اور حقوق و مراعات سے نوازا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

کنا نتقی الکلام والانبساط الی نساء نا علی عهدالنبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

هيبة ان ينزل فينا شيء فلما توفي النبي تكلمنا وانبسطنا. (۱۳)

نبی ﷺ کے زمانہ میں ہم اپنی عورتوں سے گفتگو کرتے اور بے تکلفی برتتے ہوئے بھی ڈرتے تھے کہ کہیں ہمارے متعلق کوئی حکم نہ نازل ہو جائے جب نبی ﷺ کا انتقال ہو گیا تو ہم ان کے ساتھ بے تکلف رہنے لگے۔

اس مظلوم صنف کو حق زیست تک حاصل نہ تھا۔ جبکہ قرآن نے کہا، نہیں! وہ زندہ رہے گی اور اس کے حق پر جو شخص بھی دست درازی کرے گا خدا کی طرف سے اس کی باز پرس ہوگی:

و إذا الموؤدة سئلت بأي ذنب قتلت. (۱۴)

"جب کہ زندہ درگور لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ کس گناہ میں وہ ماری گئی"۔

نبی کریم ﷺ نے اس مظلوم صنف کی حمایت میں جو ہدایات اور تعلیمات دی ہیں آج تک کوئی بھی مدعی حقوق نسواں ان سے زیادہ صحیح اور حقیقی تعلیمات نہیں پیش کر سکا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ان الله حرم عليكم عقوق الامهات ومنع وهات ووأد البنات. (۱۵)

اللہ نے حرام کی ہے تم پر ماؤں کی نافرمانی۔ ادائیگی حقوق سے روکنا اور ہر طرف سے مال بٹورنا اور لڑکیوں کا زندہ دفن کرنا۔

عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كانت له انثى فلم يئدها ولم يهنها ولم يؤثر ولده عليها يعني الذكور ادخله الله الجنة. (۱۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے اور نہ اس کے ساتھ حقارت آمیز سلوک کرے اور نہ اس پر اپنے لڑکے کو ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

عن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من عالى ثلاث بنات فادبهن وزوجهن واحسن اليهن فله الجنة. (۱۷)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی، پھر انہیں ادب سکھلایا اور ان کی شادی کرائی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں:

من بلی من هذه البنات شیئاً فاحسن الیهن کن له سترا من النار (۱۸)

اللہ جس شخص کو ان لڑکیوں کے ذریعے کچھ بھی آزمائش میں ڈالے اور وہ ان کے ساتھ بہتر سلوک کرے تو وہ اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہونگی۔

آنحضور ﷺ نے کتنے پرسوز اور مؤثر انداز میں ارشاد فرمایا ہے:

الا ادلک علی افضل الصدقه ابنتک مردودة الیک لیس لها کاسب غیرک .(۱۸)

کیا میں تجھے بتاؤں کہ بڑی فضیلت والا صدقہ کون سا ہے؟ اپنی اس بچی پر احسان کرنا جو (بیوہ ہونے یا طلاق دیئے جانے کی وجہ سے) تیری طرف لوٹا دی گئی ہو اور جس کا تیرے سوا کوئی کفیل اور بار اٹھانے والا نہ رہا ہو۔

دنیا نے عورت کو منبع معصیت اور مجسم گناہ سمجھ رکھا تھا لیکن کائنات کی اس برگزیدہ ہستی نے فرمایا جس نے دنیا کو تقوی اور خدا ترسی کے آداب سکھائے جو پیدا ہی اس لیے کیا گیا تھا کہ کائنات کی معصیت وفحاشی کو تہہ وبالا کردے۔

حبب الی من الدنیا النساء والطیب وجعلت قرة عینی فی الصلاة (۲۰)

دنیا کی چیزوں میں مجھے عورت اور خوشبو پسند ہے (لیکن) میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

یعنی عورت سے نفرت اور صفائی ونفاست سے بیزاری، خدا ترسی کی دلیل نہیں ہے خدا ترسی نام ہے تعلق باللہ کے استحکام کا انابت الی اللہ اور خوف وخشیت کا آدمی عورت سے پسندیدہ تعلقات رکھنے اور باذوق رہنے کے باوجود اللہ کا محبوب بن سکتا ہے بلکہ اس کی رضا جوئی کا یہی

صحیح طریقہ ہے ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ دنیا انسان کا مطمع نظر اور اس کی کوششوں کا مرکز نہ بننے پائے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

فالما ابنتی بضعة منی یریبنی مارابها یوذینی ما اذاها (۲۱)

میری بچی میرا گوشت پوست ہے جو چیز اس کے لیے باعث تشویش ہوگی۔ وہ میرے لیے بھی پریشانی کا سبب ہوگی اور جو بات اس کے لیے باعث اذیت ہوگی بالیقین اس سے مجھے بھی تکلیف ہوگی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی ﷺ سب سے زیادہ محبوب کسے رکھتے تھے؟ جواب دیا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو۔ ایک مرتبہ نبی ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کی محبوب ترین شخصیت کون ہے؟ فرمایا: عائشہ۔ یہ دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں بیویوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اولاد میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کو محبوب تھیں۔

ان احادیث سے صنف نسواں کے بارے میں اسلام کے رجحان اور مزاج کو سمجھا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے پیروکاروں میں اس صنف کے حق میں کس قسم کے جذبات کی پرورش کرتا ہے۔

اس تعلیم نے فکر و عمل میں ایسا انقلاب پیدا کیا کہ وہ لوگ جنہیں ایک معصوم جان کو زندہ درگور کرنے میں کوئی تامل نہیں ہوتا تھا اور جن کی پیشانی کبھی اس سنگ دلی پر عرق آلود نہیں ہوتی تھی اس کی چارہ گری اور پرورش کو اپنے لیے سرمایہ حیات تصور کرنے لگے جن کے ہاں اپنے ہی جگر گوشوں کو امان نہیں ملتی تھی وہ دوسروں کی اولاد کے محافظ و نگران بن گئے اور جو عورت کے ساتھ مہر و الفت کی روش سے ناواقف تھے انہیں اپنے آخری لمحات حیات میں اس مظلوم طبقہ کی فکر دامن گیر رہنے لگی۔

جنگ احد کے موقع پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد نے حضرت جابر سے کہا میرا جی چاہتا ہے شاید پیش آنے والے معرکے میں مجھے اس دنیا سے کوچ کرنا پڑے اس آخری وقت میں میں تمہیں اپنی لڑکیوں کے بارے میں خیر اندیشی کی وصیت کرتا ہوں۔

چنانچہ باوجودیکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ عہد شباب سے گذر رہے تھے لیکن انہوں نے اپنی بہنوں کی نگہداشت کے خیال سے ایک بیوہ کو اپنے لیے منتخب کیا۔ نبی ﷺ نے جب ان سے دریافت فرمایا کہ کسی دوشیزہ سے کیوں نہیں شادی کی؟ تو جواب دیا:

یا رسول اللہ ! ابی قتل یوم احد وترک تسع بنات. کن لی تسع اخوات فکرھت ان اجمع الیھن جاریۃ خرقاء مثلھن ولکن امراۃ تمشطھن وتقوم علیھن قال اصبت .(۲۲)

یا رسول اللہ ﷺ میرے والد احد کے معرکے میں شہید کردیئے گئے اور اپنے پیچھے نو لڑکیاں چھوڑ گئے جو میری نو بہنیں ہوئیں۔ ان کی نگہداشت کے پیش نظر میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ ان کے ساتھ ان ہی جیسی ایک نا تجربہ کار لڑکی کو جمع کردوں اس لیے ایک ایسی عورت کا انتخاب کیا جو ان کی کنگھی چوٹی اور دیکھ بھال کرسکتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک کیا تم نے۔

غور کیجئے ایک نوجوان جس کے سینہ میں جذبات کا سمندر تلاطم ہو اور جس کا نوخیز شباب اپنے مطالبات اور تقاضوں پر شدت کے ساتھ مصر ہو وہ اپنی بہنوں کی خاطر اپنے جذبات کی آگ پر پانی چھڑک دیتا ہے اور اپنی خواہشات کی آسودگی کا ایسا حل تلاش کرتا ہے جسے جوانی کی سرمستیاں بآسانی قبول نہیں کرسکتیں۔ کیا یہ کوئی معمولی ایثار ہے! (۲۳)

غیر مسلموں کا اعتراف حقیقت:

قرآن وحدیث اور اسلامی تعلیمات سے قطع نظر ہم غیر مسلم مؤرخین اور دانشوروں کی آراء پیش کرتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ہی درحقیقت حقوق نسواں کا علمبردار حقیقی ضامن، نجات دھندہ اور محسن ہے۔

ڈاکٹر حافظ محمد ثانی اپنی کتاب محسن انسانیت میں رقم طراز ہیں:

اب ان نام نہاد آزادی نسواں اور حقوق نسواں کے علمبرداروں اور مغرب پرست حلقوں اور دین اسلام کے نکتہ چینیوں کی آنکھیں کھل جانی چاہیں کہ خود مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم فلسفیوں مؤرخوں مفکروں ادیبوں راہبان کلیسا، غیر مسلم ارباب فکر ونظر دانایان فرنگ اور دانشوران عالم نے اعتراف حقیقت کرتے ہوئے دین اسلام کو علمبردار حقوق نسواں اور نجات ہندہ قرار دیا ہے۔

معروف فرانسیسی محقق ڈاکٹر گستاولی بان ''اسلام کا اثر مشرقی عورتوں کی حالت پر'' کے

عنوان کے تحت رقم طراز ہے:

اسلام نے مسلمان عورتوں کی تمدنی حالت پر نہایت مفید اور گہرا اثر ڈالا انہیں ذلت کے بجائے عزت ورفعت سے سرفراز کیا اور کم وبیش ہر میدان میں ترقی سے ہمکنار کیا چنانچہ قرآن کا قانون وراثت وحقوق نسواں یورپ کے قانون وراثت وحقوق نسواں کے مقابلے میں بہت زیادہ مفید اور زیادہ وسیع اور فطرت نسواں سے زیادہ قریب ہے۔(۲۴)

والٹیر (Voltaire) اپنے مضمون بعنوان فلسفہ قرآن کے تحت ڈکشنری آف فلاسفی میں لکھتا ہے:

''ہم اس سے ناواقف نہیں کہ قرآن عورت کا وہ امتیاز مانتا اور بیان کرتا ہے جو اس کو فطرت کی طرف سے ملا ہے لیکن قرآن اس بارے میں تورات سے مختلف نظر آتا ہے کہ وہ عورت کی فطری کمزوری کو خدائی سزا نہیں مانتا جیسا کہ سفرالتکوین احق میں الثالث نمبر ۱۶ میں ہے۔ یہ غلط بیانی اور تلبیس کی بات ہے کہ محمدﷺ جیسے عظیم شارع کی طرف عورتوں کے حق میں زیادتی وناانصافی منسوب کی جائے۔(۲۵)

ایک دوسرا مغربی مصنف اپنی کتاب "Defence of Islam" میں لکھتا ہے:

اگر معاشرتی نقطہ نظر سے یورپ میں عورت ایک بلند مرتبہ ومقام پر پہنچ گئی ہے تو اس میں شک نہیں کہ اس کی پوزیشن مذہبی وقانونی حیثیت سے چند سال پہلے تک (اور بعض مقامات پر اب تک) اپنے مرتبہ ومقام میں اس سے کم ہے جو مسلمان عورت کو عالم اسلامی میں حاصل ہے۔(۲۶)

مشہور ہندو ادیب اور سیرت نگار سوامی لکشمن پرشاد ''عرب کا چاند'' میں اسلام سے قبل عورت کی معاشی حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

انسان کی بہیمت کی صفات اپنے اصلی رنگ میں نمایاں ہوگئی تھیں عورتوں کے ساتھ غلاموں جیسا سلوک روا رکھا تھا۔ پانچ پانچ سات سات سال کی نوخیز پھول سی بچیوں کو کھلا پلا کر اور خوبصورت کپڑے پہنا کر باہر لے جا کر کسی گڑھے میں دھکیل کر پیوند زمین کر دینا ان کے ظلم وستم کا ادنیٰ سا کرشمہ تھا۔(۲۷)

مشہور پارسی لیڈر سی اے سورما اپنے مضمون ''حضرت محمد ﷺ اور عورتوں کی ترقی'' میں لکھتے ہیں:

''اسلام نے عورت کا درجہ بہت بلند کیا ہے اور ان کی حالت میں جو اصلاح کی ہے وہ دنیا کے کسی مذہب نے نہیں کی اس لیے ہم حضرت محمد ﷺ کو عورتوں کے حقوق کا سب سے بڑا علمبردار کہہ سکتے ہیں اسلام کے متعلق متعصب منصفین اور اندھے علماء نے بہت سی غلط فہمیاں پھیلائی ہیں اور ان کے ضمن میں یہ بھی مغالطہ کیا جاتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے عورتوں کو ان کی سابقہ پوزیشن سے گرا دیا حالانکہ یہ قطعی غلط ہے۔(۲۸)

آئرینا میڈمکس تعلیمات نبوی ﷺ میں عورت کے مقام و مرتبہ پر بحث کرتے ہوئے رقم طراز ہے:

''عورت کے حقوق کا تحفظ جس طرح محمد ﷺ نے کیا اس کی مثال دنیا کی پوری قانونی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اسلام میں ایک شادی شدہ مسلم عورت کو آج بھی کسی انگریز عورت سے بہتر قانونی تحفظ حاصل ہے اسلام نے عورت کو وہ حقوق عطا کئے جو آج فرانسیسی عورت کو بھی حاصل نہیں ہیں۔(۲۹)

جی ڈبلیو لائیٹیز رقم طراز ہے:

''عورت کو جو تکریم اور عزت محمد ﷺ نے دی وہ مغربی معاشرے اور دوسرے مذاہب اسے کبھی نہیں دے سکتے تھے''۔(۳۰)

اسلام میں عورتوں کا مقام

اسلام نے عورتوں کو جو مرتبہ دیا ہے اور عورتوں کی زندگی میں بلکہ دنیا کی معاشرتی زندگی میں جو انقلاب عظیم برپا کیا ہے وہ پڑھی لکھی تعلیم یافتہ خواتین کو معلوم ہی ہے۔ دنیا کے مختلف مذاہب اور قوانین کی تعلیمات کا مقابلہ اسلام کے اس نئے منفرد ممتاز کردار سے اگر کیا جائے جو اسلام نے عورت کے وقار واعتبار کی بحالی انسانی سماج میں اسے مناسب مقام دلانے، ظالم قوانین، غیر منصفانہ رسم ورواج اور مردوں کی خود پرستی، خودغرضی اور تکبر سے اُسے نجات دلانے کے سلسلے میں انجام دیا ہے تو آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور ایک پڑھے لکھے آدمی اور حقیقت پسند انسان کو اعتراف واحترام میں سر جھکا دینا پڑے گا قرآن مجید پر ایک سرسری نظر ڈالنا بھی عورت کے بارے میں جاہلی نقطۂ نظر اور قرآنی اسلامی زاویہ نگاہ کے کھلے فرق کو سمجھنے کے لیے کافی ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ دین میں، دین کے احکام ومسائل میں، فرائض میں، عبادات میں، عقائد اور علم میں کم سے کم ہمارا جس امت سے تعلق ہے اس میں عورتیں محروم نہیں رکھی گئیں اور انھیں نظر انداز نہیں کیا گیا بلکہ وہ اس میں شریک ہیں اس لیے کہ ان کے لیے مستقل احکام ومسائل اور نماز روزہ، حج، زکوۃ اور اس کے علاوہ دین کے دوسرے مسائل وعبادات میں وہ برابر کی شریک ہیں اور اسی طرح وہ دین وعلم، خدمت اسلام، خیر وتقویٰ میں تعاون اور صالح معاشرہ کی تعمیر میں پوری طرح حصہ لے سکتی ہیں۔

قرآن کریم قبول اعمال، نجات وسعادت اور آخرت کی کامیابی کے بیان میں ہمیشہ مردوں کے ساتھ عورتوں کا ذکر بھی کرتا ہے:

ومن یعمل من الصالحات من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن فاولئک یدخلون الجنة ولا یظلمون نقیرا۔ (۳۱)

اور جو کوئی نیکیوں پر عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان ہو تو ایسے سب لوگ جنت میں داخل ہونگے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔

دنیا کے بہت سے ایسے مذاہب ہیں جس میں بعض کام مردوں کے ساتھ خاص ہیں عورتوں کا

اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

بلکہ عورتیں اس کام کو ہاتھ نہیں لگا سکتیں، ان کا اس سے قریب ہو جانا یا پر چھائی پڑ جانا بھی اس کام کو برباد کر دیتا ہے۔ دنیا کا ایک بہت بڑا مذہب ''عیسائیت'' باوجود اس کے کہ وہ یورپ میں بڑا پھلا پھولا اس مذہب عیسائیت میں عورت کو بہت سی چیزوں سے محروم رکھا گیا ہے۔

قرن وسطیٰ میں ایک زمانہ ایسا گزرا ہے کہ جس میں یہ تھا کہ عورت کسی بھی چیز کی مالک نہیں ہو سکتی، اپنے حقوق ان کو حاصل نہ تھے۔ وہ کسی زمین کی مالک ہو ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ بہت سی عبادتیں اور فرائض ایسے تھے جو ان کے لیے ناجائز تھے اور لوگ عورتوں کے سایہ سے بھاگتے تھے۔ بہت سی عورتوں اور بچیوں کو راہب بنا کر گرجا گھروں میں بٹھا دیا کرتے تھے۔ ان کی مائیں روتیں تھیں اور جب انہیں ڈھونڈنے آتی تھیں تو راہب ان کے سایہ سے بھاگتے تھے کہ کہیں ان کا سایہ نہ پڑ جائے۔

یہ تو قرآن کا معجزہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں میں عورتوں کا ذکر الگ الگ کیا ہے اگر ساتھ کہہ دیا جاتا تو شاید ذہن پورے طور پر کام نہ کرتا اور جو اللہ تعالیٰ نے مرتبے بیان کئے ہیں ان میں سب کا ذہن نہ جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک ایک جز میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا ذکر کیا ہے ہمت افزائی کے لیے بھی اور ان کا درجہ بڑھانے کے لیے بھی اور بہت سے مسائل میں ان خیالات کو دور کرنے کے لیے بھی کہ شاید اس میں عورتوں کا حصہ ہو اور اس میں نہ ہو اس لیے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کا ذکر الگ سے کیا ہے۔

قرآن مجید صرف طاعات وعبادات اور مذہبی فرائض ہی میں مردوں اور عورتوں کا ذکر نہیں کرتا بلکہ اس کی تعلیمات کی رو سے اسلامی معاشرہ کی نگرانی ورہنمائی اس کو غلط راستہ پر چلنے سے روکنے اور صحیح معاشرہ پر چلنے کے سلسلہ میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی ذمہ داری میں شریک ہیں اللہ تعالیٰ ایمان والے مردوں ایمان والی عورتوں کو ایک متحد اور خیر وتقویٰ پر تعاون کرنے والی جماعت کو ایک محاذ کی شکل میں دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ فرماتا ہے:

والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر ويقيمون الصلاة ويوتون الزكوة ويطيعون الله ورسوله اولئک سيرحمهم الله ان الله عزيز حكيم . (۳۲)

''اور ایمان والے اور ایمان والیاں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں نیک باتوں

کا آپس میں حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں نماز کی پابندی رکھتے ہیں، زکوۃ دیتے رہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ ان پر ضرور رحمت کرے گا بے شک اللہ بڑا اختیار والا ہے اور بڑی حکمت والا ہے۔

وہ شرف انسانی کی اعلیٰ ترین منزل پر پہنچنے کا ذریعہ اور کامل معیار جنس ونسل اور رنگ وخون سے قطع نظر صرف تقویٰ کو قرار دیتا ہے۔

یاایھاالناس انا خلقنا کم من ذکر و انثیٰ وجعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر .(۳۳)

اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور خاندان بنا دیا ہے کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک تم میں سے پرہیزگار تر اللہ کے نزدیک معزز تر ہے۔ بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے، پورا خبردار ہے۔

یہ سب باتیں عورتوں میں ہمت، خودداری اور خود اعتمادی پیدا کرنے اور انہیں احساس کمتری سے دور رکھنے کے لیے بہت کافی ہیں۔

ان ہی تعلیمات کے نتیجے میں رسول اللہ ﷺ کے بعد سے عصر حاضر تک مشاہیر خواتین اسلام میں معلمات اور تربیت کرنے والی جہاد اور تیمارداری کرنے والی، ادیب ومصنف حافظہ قرآن وحدیث کی راوی، عابد وزاہد اور معاشرہ میں صاحب حیثیت و وجاہت کی ایک بڑی تعداد نظر آتی ہے۔ جن سے علمی استفادہ کیا گیا اور جن سے تربیت حاصل کی گئی اور جو معیاری ومثالی شخصیت کی حامل تھیں۔

قرآن میں عورتوں کے نام سے ایک مستقل سورۃ:

اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہوسکتی ہے کہ قرآن مجید کی بڑی سورتوں میں سے ایک سورۃ کا نام عورتوں کے نام پر رکھا گیا ہے "سورۃ النساء" کیا ہندو مذہب کا کوئی جاننے والا بتائے گا کہ اس کے مذہب میں اور اس کی مقدس کتاب میں عورت کے نام سے کوئی لیکھ ہو یا اس کے عنوان

سے ذکر ہو، لیکن جہاں پر ایک سورۃ بقرہ ہے اور سورۃ آل عمران اور پھر ساری سورتیں قرآن کی ہیں وہیں ایک سورۃ سورۃ النساء بھی ہے اور پہلے دن سے اس وقت تک اس کا یہ نام چلا آ رہا ہے اور یہ عورتوں کی ترقی کے لیے ہے ترقی اور علم دین حاصل کرنے اور دین میں ترقی اور اس میں امتیاز پیدا کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے اور اس کے یہاں اونچا مقام حاصل کرنے اور اللہ کا مقبول بندہ اور بندی بننے کی پوری پوری صلاحیت اور پورے پورے امکانات اور پہلی صدی سے لے کر اس وقت تک موجود ہیں اور آج بھی ایسا ہو سکتا ہے۔

عورتوں کی اچھی زندگی کی ضمانت:

اس طرح قرآن پاک حیات طیبہ کے مواقع و وسائل عطا کرنے کے موقع پر بھی مردوں کے ساتھ عورتوں کو یاد رکھتا ہے بلکہ اس کے لیے ضمانت دیتا ہے اور اس کا وعدہ کرتا ہے ''حیات طیبہ'' ایک جامع اور دور رس معانی پر مشتمل ایک کلمہ ہے جو مثالی اور کامیاب زندگی کا مفہوم اور عزت واطمینان کے غیر محدود معانی رکھتا ہے۔

من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانو یعملون .(۳۴)

نیک عمل جو کوئی بھی کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اسے ضرور ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم انہیں ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ضرور اجر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایک بہت بڑی بشارت سنائی ہے جو اچھے کام کرے گا اور اس کی بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول کے منشاء و فرمان کے مطابق ہوں۔ پھر آخری آسمانی صحیفہ قرآن مجید کے مطابق ہوں تو ہم اس کی اچھی زندگی گزروائیں گے اس میں دنیا کی زندگی بھی آ جاتی ہے۔

بندوں اور بندیوں کا الگ الگ ذکر:

صفات حسنہ، اعمال صالحہ اور دین کے اہم شعبوں کے ذکر کے وقت قرآن مجید صرف

مردوں کے ساتھ عورتوں کا ذکر اور یہ اشارہ نہیں کرتا کہ اعمال صالحہ اور صفات کریمہ میں ذکور واناث میں کوئی فرق نہیں بلکہ اس کے برعکس وہ ایک ایک صفت کو الگ الگ بیان کرتا ہے اور جب مردوں کی اس صفت کا ذکر کرتا ہے تو اسی صفت سے عورتوں کو بھی موصوف کرتا اور ان کا مستقل ذکر کرتا ہے۔ اگرچہ اس کے لیے طویل پیرایہ بیان ہی کیوں نہ اختیار کرنا پڑے۔

اس کی حکمت یہ ہے کہ ان صفات میں قوت وصلاحیت رکھنے والے مردوں پر عورتوں کو قیاس کرنے پر وہ انسانی ذہن آمادہ نہیں ہوتے جنہوں نے غیر اسلامی مذاہب وفلسفہ اور قدیم معاشرے وآداب کے سایہ میں تربیت پائی ہے ایسے ذہنوں نے ہمیشہ مردوں اور عورتوں میں تفریق کی ہے اور انہیں بہت سے فضائل میں مردوں کے ساتھ شرکت سے بھی مستثنیٰ رکھا ہے چہ جائے کہ ان میں ان کی مزاحمت وسبقت کو گوارا کریں۔ آپ قرآن کریم میں غور کریں کہ وہ کیا کہتا ہے:

ان المسلمين والمسلمات والمؤمنين والمؤمنات والقانتين والقانتات والصادقين والصادقات والصابرين والصابرات والخاشعين والخاشعات والمتصدقين والمتصدقات والصائمين والصائمات والحافظين فروجهم والحافظات والذاكرين الله كثيرا والذاكرات أعدا الله لهم مغفرة وأجرا عظيما.

اتنی لمبی فہرست اعمال کی کیوں بیان کی تاکہ معلوم ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جس طرح اپنے بندوں پر شفقت کرتا ہے اسی طرح اپنی بندیوں پر بھی شفقت کرتا ہے اس کی صفت ربوبیت اور اس کی صفت رحمت مردوں اور عورتوں کے ساتھ ایک ساتھ کام کرتی ہے اور ان پر سایہ فگن ہے۔

ان آیتوں سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ بیبیاں اور شریف بیٹیاں اور خواتین سمجھیں کہ ہر میدان میں فضائل انسانی میں، مکارم اخلاق میں، فضائل اعمال میں وہ مردوں سے پیچھے نہیں ہیں اور ان کو مردوں کے برابر اجر وانعام ملے گا۔ اور ان کی صنف اس کے مغائر نہیں ہے۔ ان کے مقاصد آفرینش کے مغائر نہیں ہے اس کی صنفی خصوصیات مجروح کرنے والی نہیں ہیں۔

اسلام میں عورت کا حقیقی دائرہ کار:

اسلامی معاشرہ میں مسلمان عورت کا کیا رول ہوگا اور اس کی تگ ودو کن خطوط پر ہوگی؟ اس سوال کا جواب قرآن مجید نے حضور اکرم ﷺ کی زواج مطہرات کو خطاب کرتے ہوئے یہ دیا ہے:

وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولىٰ. (۳۶)
''اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور پہلے کے دور جاہلیت کی طرح زیب و زینت کا اظہار نہ کرتی پھرو''۔

اسلام نے ریاست اور معاشرہ کے تحفظ کی ذمہ داری اصلاً مرد کے سر پر ڈالی ہے اور عورت کی جدوجہد کا رخ گھر کی طرف موڑ دیا ہے۔ اس کی حقیقی پوزیشن یہ نہیں ہے کہ وہ بازار کی تاجر، دفتر کی کلرک، عدالت کی جج اور فوج کی سپاہی بنی رہے بلکہ اس کے عمل کا حقیقی میدان گھر ہے۔

علامہ ابوبکر حصاص رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

وفيه الدلالة على ان النساء مامورات بلزوم البيوت، منهيات عن الخروج (۳۷)
''اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں اپنے گھروں سے چمٹی رہنے پر مامور ہیں۔ اور ان کو باہر نکلنے سے روک دیا گیا ہے۔

اسلام میں پردہ کی اہمیت:

کثیر الازدواجی اور طلاق کے بعد پردہ ہی اسلام کا ایک ایسا رکن ہے جس کی بناء پر ''مہذب اور متمدن'' مغرب کے مفکرین و مدبرین نے اسلام کو بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور غضب یہ ہے کہ مغربی علوم وفنون کی حیرت انگیز ترقی سے مرعوب اور مغرب کے صدیوں کے غلام مشرق نے وہاں کی تمام مادی ترقیوں کو بے حجابی اور بے حیائی کی کرامت سمجھ رکھا ہے اور اسی لیے ان کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔

اس تقلید ونقالی میں آج وہی ملک پیش پیش ہیں جن سے کسی زمانہ میں اسی مغرب نے

تہذیب وتمدن کا سبق پڑھا تھا اور جن کا اعتراف تہذیب جدید کے بانی اور مرکز فرانس کے مشہور ومعروف محقق اور مؤرخ ڈاکٹر لیبان نے اپنی کتاب تمدن عرب میں ان الفاظ میں کیا ہے:

''مسلمانوں نے یورپ کی ان وحشی قوموں کو انسان بنایا جنہوں نے رومیوں کی سلطنت کو فتح کیا تھا۔ مسلمانوں نے یورپ میں علوم وفنون، ادب وفلسفہ کا دروازہ کھول کر احسان کیا جس سے ہم یورپین ناواقف تھے۔ مسلمان چھ سو برس تک مشرق سے مغرب تک سارے یورپ کے استاد رہے۔ عربوں کی بدولت یورپ نے تمدن حاصل کیا۔ عربوں کی معاشرت اور تقلید نے یورپ کے امراء کی عادتوں کو درست کیا اور انہیں بہتر اخلاق وعادات سکھائے اور انہی کی بدولت یورپ نے تمدن حاصل کیا''۔(۳۸)

عورت کی عفت وعصمت کے محافظ پردہ کی بنیاد اسلام نے نہیں رکھی بلکہ اس کا رواج عہد قدیم سے چلا آرہا ہے۔ جہاں جہاں بھی زنا عام ہوتا گیا وہیں پردہ کی ضرورت پیدا ہوتی گئی۔ انیسویں صدی کی انسائیکلو پیڈیا سے پتہ چلتا ہے کہ موجودہ مغرب کی مہذب ومتمدن ماں رومن ایمپائر میں بھی پردہ کا اسی قسم کا رواج موجود تھا جس قسم کا یہاں آج کل پایا جاتا ہے جیسا کہ اس کی مندرجہ ذیل تحریر سے ظاہر ہے۔

''رومانیوں کی عورتیں بھی اسی طرح کام کاج پسند کرتی تھیں۔ جس طرح مرد پسند کرتے ہیں اور وہ اپنے گھروں میں کام کرتی رہتی تھیں۔ ان کے شوہر اور باپ بھائی صرف میدان جنگ میں سرفروشی کرتے رہتے تھے۔ خانہ داری کے کاموں سے فراغت پانے کے بعد عورتوں کے اہم کام یہ تھے کہ وہ سوت کاتیں اور اون کو صاف کر کے اس کے کپڑے بنائیں۔ رومانی عورتیں نہایت سخت پردہ کیا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ ان میں جو عورت دایہ گری کا کام کرتی تھی، وہ اپنے گھر سے نکلتے وقت بھاری نقاب سے اپنا چہرہ چھپا لیتی اور اس کے اوپر ایک موٹی لمبی چادر اوڑھتی جو ایڑی تک لٹکتی رہتی۔ پھر اس چادر پر بھی ایک عباء اور اوڑھی جاتی جس کے سبب اس کی شکل کا نظر آنا تو کیا جسم کی بناوٹ کا بھی پتہ لگنا مشکل ہوتا تھا''۔(۳۹)

ایران کی سلطنت میں تو پردہ اتنا سخت تھا کہ ایرانی حرم میں نرگس کے پھول بھی نہیں جا سکتے

تھے کیونکہ نرگس کی آنکھ مشہور ہے۔ روم اور ایران کی طرح یونان، شام اور عرب میں بھی پردہ کا سخت رواج تھا۔ آفتاب نبوتﷺ کے طلوع ہونے سے قبل اگرچہ عرب میں بے پردگی عام ہوگئی تھی لیکن اس زمانہ میں بھی بعض گھرانوں میں پردہ رائج تھا۔ یہاں تک کہ بعض کفار بھی کشف وجہ یعنی چہرہ کھولنے کو برا سمجھتے تھے۔ چنانچہ کتاب حماسہ اور شعرائے جاہلیت کے دواوین میں ایسے کئی اشعار ملتے ہیں۔ جن سے وہاں کے رواج پردہ کی تفصیل معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً نابغہ ذبیانی کا یہ شعر ملاحظہ ہو جو متجردہ زوجہ نعمان بن منذر شاہ حیرہ کی تعریف میں کہا ہے جب کہ ایک موقعہ پر اس شہزادی کا دوپٹہ اتفاق سے گر گیا تھا اور اس نے فوراً ہاتھ سے چہرہ چھپالیا۔ پھر دوپٹہ اٹھالیا۔

سقط النصیف ولم ترد اسقاطھا

فتناولتہ واتقتنا بالید

یعنی اس کا دوپٹہ گر گیا مگر اس کا قصد نہ تھا کہ وہ گر جائے۔ پھر ہاتھ منہ پر دے دیا کہ ہم سے چھپ جائے اور اس دوپٹہ کو اٹھالیا۔ (۴۰)

باقاعدہ نزول حجاب (ذی قعدہ ۵ ھ) سے قبل بدوی عورتیں بھی ایسا پردہ کرنے کی عادی تھیں جس میں ان کا چہرہ چھپا رہتا تھا۔ جنگ بدر اور جنگ احد کے واقعات سے قبل جب ایک عورت منہ پر نقاب ڈالے بنی قینقاع کے یہودیوں کے بازار میں واقع بیرون مدینہ منورہ میں ایک سنار کی دکان پر کسی زیور کے سلسلے میں بیٹھی تو یہودیوں نے اُسے منہ کھولنے پر مجبور کیا۔ عورت کے انکار پر انہوں نے کوئی ایسی شرارت کی کہ جس سے اس کا پردہ کھل گیا۔ اور یہودی ہنسنے لگے۔ باغیرت خاتون نے اس پر چیخ ماری جسے سن کر ایک مسلمان نے یہودی کا کام تمام کر دیا اور یہودیوں نے اٹھ کر مسلمان کو شہید کر دیا۔ جس کی خبر پا کر حضور اکرمﷺ نے وہاں کے سات سو یہودیوں کا جن میں تین سو مسلح تھے محاصرہ کرلیا۔ حضورﷺ نے ایک سفارش پر ان کو قتل کرنے سے تو درگزر فرمایا لیکن مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ ان یہودیوں کے اموال بطور غنیمت لوٹ کر باہم تقسیم کرلیں اور ان کو ملک بدر کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا غرض یہ کہ دور تہذیب وتمدن اور دور جاہلیت دونوں میں ایک ہی نوع کا پردہ رائج تھا جس میں چہرہ بھی چھپا ہوا ہوتا تھا۔

اسلام امن وسلامتی کا ضامن بن کر آیا جو کہ فتنہ وفساد کا دشمن بھی ثابت ہوا کیونکہ اس نے

سب سے بڑا اور سنگین جرم فتنہ کو قرار دیا:

والفتنة اشد من القتل (۴۱)

فتنہ تو قتل سے بھی سخت تر ہے

قرآن کے نزدیک ہر وہ چیز جو انسان کی عقل اور اس کے عزم کے لیے وجہ امتحان اور آزمائش ہو فتنہ ہے دوسرے لفظوں میں یوں سمجھنا چاہیے کہ وہ تمام چیزیں جو انسان کی عقل وضمیر اور اس کے عزم و استقامت میں ضعف کا باعث ہوں اور جن کی بناء پر حق وصداقت کی راہ پر قائم رہنا دشوار ہو جائے فتنہ ہیں۔

فتنوں میں سب سے پہلا فتنہ اور خطرناک ترین فتنہ شیطان کا ہے جس نے انسان کی ضلالت اور جہالت کی مہم کا آغاز ہی بے پردگی اور بے حجابی سے کیا اور اُسے ورغلا کر اس کا لباس تقویٰ اتر وایا۔ اسی واقعہ سے عبرت پکڑنے کے لیے حق تعالیٰ نے انسان کو واضح لفظوں میں خبردار کیا تا کہ وہ پھر اپنے ازلی دشمن کے فتنہ میں نہ پھنسے۔

یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابو یکم من الجنة ینزع عنهما لباسهما لیریهما سواٰتهما. (۴۲)

اے اولادِ آدم! کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں اسی طرح فتنہ میں مبتلا کر دے جس طرح تمہارے والدین کو اس نے جنت سے نکلوایا کہ ان دونوں کا لباس اتروا دیا جس سے ان دونوں کو ان کا ستر دکھائی دینے لگا۔

سب سے خطرناک فتنہ:

شیطان کے فتنوں میں سب سے زیادہ خطرناک فتنہ نگاہ کا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"نگاہ شہوت کی قاصد اور پیامبر ہوتی ہے اور نگاہ کی حفاظت دراصل شرمگاہ اور شہوت کی حفاظت ہے جس نے نظر کو آزاد کر دیا اس نے اس کو ہلاکت میں ڈال دیا اور نظر ہی ان تمام آفتوں کی بنیاد ہے جن میں انسان مبتلا ہوتا ہے کیوں کہ نظر کھٹک پیدا کرتی ہے۔ پھر کھٹک فکر کو وجود بخشتی ہے اور فکر شہوت کو ابھارتی

ہے شہوت ارادہ کو جنم دیتی ہے ارادہ قوی ہو کر عزم میں تبدیل ہو جاتا ہے اور عزم میں مزید پختگی ہو کر فعل واقع ہوتا ہے جس سے اس منزل پر پہنچ کر اس وقت کوئی چارہ کار نہیں رہتا جب کوئی مانع حائل نہ ہو"۔ (۴۳)

اس لیے اسلام نے انسداد زنا کے لیے نظروں پر پابندی لگائی ہے اور زنا سے بچنے کے لیے حصار نکاح قائم کیا ہے اور حصار نکاح کے روزن بند کرنے کے لیے مختلف قسم کے پردے لٹکا دیئے ہیں تاکہ نظروں کی سرچ لائٹ حصار نکاح کے اندر نہ جا سکے اور عورت کی عفت وعصمت محفوظ رہے اس غرض کے لیے اسلام نے ستر اور پردہ کی حدود متعین کر دی ہیں تاکہ کسی قسم کے فتنہ وفساد کا اندیشہ ہی نہ رہے۔ (۴۴)

المراجع والمصادر...... باب اول

☆	نام کتاب	جلد مع صفحہ	مصنف	مطبع
۱	القرآن الکریم	۵۳/۳۳	❁	❁
۲	ایضا	۱/۶۵	❁	❁
۳	ایضا	۳۳/۳۳	❁	❁
۴	حجاب	ص:۱۶	محمد اسماعیل میمن	مظہری کتب خانہ کراچی
۵	القرآن الکریم	۳۲/۳۳	❁	❁
۶	احکام القرآن	۱۷۸،۱۷/۱۴	علامہ قرطبی	احیاء التراث بیروت
۷	القرآن الکریم	۳۲/۳۳	❁	❁
۸	ایضا	۳۲/۳۳	❁	❁
۹	معارف القرآن	۱۲۳/۷	محمد شفیعؒ	ادارۃ المعارف کراچی
۱۰	حجاب	ص:۲۱	محمد اسماعیل میمن	مظہری کتب خانہ کراچی
۱۱	روح المعانی	۸_۷/۲۲	علامہ آلوسی	احیاء التراث بیروت
۱۲	حجاب	ص:۲۲	محمد اسماعیل میمن	مظہری کتب خانہ کراچی
۱۳	القرآن الکریم	۵۹/۳۳	❁	❁
۱۴	لسان العرب	۲۷۲/۱	ابن منظور افریقی	احیاء التراث بیروت
۱۵	ایضا	۳۱۴/۹	ابن منظور افریقی	احیاء التراث بیروت
۱۶	ایضا	۲۷۳/۱	ابن منظور افریقی	احیاء التراث بیروت
۱۷	ایضا	۲۸۳/۱	ابن منظور افریقی	احیاء التراث بیروت
۱۸	ایضا	۱۸۳/۱	ابن منظور افریقی	احیاء التراث بیروت
۱۹	ایضا	۱۸۳/۱	ابن منظور افریقی	احیاء التراث بیروت
۲۰	ایضا	۳۰۱/۸	ابن منظور افریقی	احیاء التراث بیروت

۲۱	روح المعانی	۸۸/۲۲	علامہ آلوسی	احیاء التراث بیروت
۲۲	محلی	۲۱۷/۳	ابن حزم	مکتبہ جمہوریہ مصر
۲۳	روح المعانی	۸۹/۲۲	علامہ آلوسی	احیاء التراث بیروت
۲۴	ایضا	۸۸/۲۲	علامہ آلوسی	احیاء التراث بیروت
۲۵	القرآن الکریم	۳۱،۳۰/۲۴	❁	❁
۲۶	بیان القرآن	ص: ۳۱۹	اشرف علی تھانوی	تاج کمپنی پاکستان
۲۷	معارف القرآن	۲۰۳،۲۰۲/۶	مفتی محمد شفیع	ادارۃ المعارف کراچی
۲۸	القرآ الکریم	۲۷/۲۴	❁	❁
۲۹	ایضا	۶۰،۵۹،۵۸/۲۴	❁	❁
۳۰	سنن نسائی	۱۴۲/۸	علامہ نسائی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۱	سنن ابوداؤد	۵/۳	علامہ ابوداؤد بجستانی	احیاء التراث بیروت
۳۲	مؤطا امام مالک	ص: ۷۳۰	امام مالک	نور محمد کتب خانہ کراچی
۳۳	صحیح مسلم	۱۰۲/۱۷	امام مسلم بن حجاج	ادارۃ القرآن کراچی
۳۴	ادلہ	ص: ۴۲	احمد آل بوطامی	وزارۃ الاوقاف قطر
۳۵	ایضا	ص: ۴۲	احمد آل بوطامی	وزارۃ الاوقاف قطر
۳۶	الصارم المشہور	ص: ۱۰۲،۱۰۱	حمود بن عبداللہ	دارالسلام بیروت
۳۷	ادلہ	ص: ۸۲	احمد آل بوطامی	وزارۃ الاوقاف قطر
۳۸	ایضا	ص: ۸۲	احمد آل بوطامی	وزارۃ الاوقاف قطر
۳۹	حجاب	ص: ۴۰	محمد اسماعیل میمن	مظہری کتب خانہ کراچی
۴۰	ادلہ	ص: ۸۳	احمد آل بوطامی	وزارۃ الاوقاف قطر
۴۱	ایضا	ص: ۸۶	احمد آل بوطامی	وزارۃ الاوقاف قطر
۴۲	ایضا	ص: ۸۷	احمد آل بوطامی	وزارۃ الاوقاف قطر
۴۳	ایضا	ص: ۸۸	احمد آل بوطامی	وزارۃ الاوقاف قطر

باب دوم

پردہ

قرآن وحدیث

اقوال صحابہ ومفسرین ومسالک فقہاء کی روشنی میں

پردے کے بارے میں آیات قرآنیہ

مردوزن کا باہمی تعلق اور ان کے آپس میں میل وجول کی حدود انسانی تمدن کی وہ بنیادی چیزیں ہیں جن میں ذراسی کوتاہی پورے تمدن کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہے۔ جس کا مشاہدہ انسانی تاریخ کے مختلف ادوار سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے بڑی تفصیل اور احاطہ کے ساتھ اس موضوع پر کلام فرمایا ہے کہیں مردوں اور عورتوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم ہے۔ کہیں عورتوں کو باتیں کرتے وقت نرم لہجہ اختیار کرنے سے منع فرمایا جارہا ہے، اور کہیں صحابہ کرام ؓ کو حکم دیا جارہا ہے کہ کسی چیز کی ضرورت ہوا کرے تو پردے کے پیچھے سے مانگا کریں۔

آیت حجاب:

مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ پردے کی فرضیت کا حکم سورۂ احزاب کی درج ذیل آیت میں نازل ہوا، اسی لیے اس آیت کو آیت حجاب بھی کہا جاتا ہے۔

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِينَ اِنٰهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَاْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ○ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ ○ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ○ وَاِذَا سَاَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ○ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ○ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوٓا اَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ اَبَدًا ○ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ

عَظِيْمًا۝

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں (بے بلائے مت جایا کرو) مگر جس وقت تم کو کھانے کے لیے (آنے کی) اجازت دی جائے (تو کوئی مضائقہ نہیں مگر تب بھی) اس طرح کہ کھانے کی تیاری کے منتظر نہ رہو، اور جب تمہیں بلایا جائے، تب جایا کرو، پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو، اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھا کرو، اس بات سے نبی کو (ناگواری) ہوتی ہے، سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے کسی کا لحاظ نہیں کرتا اور آئندہ اِن (ازواج مطہرات) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر (کھڑے ہو کر وہاں سے) مانگا کرو، یہ بات تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے اور تم کو جائز نہیں کہ اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ، اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپ کے بعد آپ کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو، یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری (مصیبت کی) بات ہے۔

آیت مذکورہ میں اسلامی معاشرت کے چند آداب واحکام کا بیان ہے:

۱)......دعوت طعام اور مسلمانوں کے لیے بعض آداب واحکام

۲)......عورتوں کے لیے پردہ کا حکم

۳)......ازواج مطہرات کا حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد کسی اور سے نکاح کا عدم جواز چونکہ پہلا اور تیسرا حکم ہمارے موضوع سے خارج ہے، اس لیے صرف دوسرے حکم کے متعلق تفصیل لکھی جاتی ہے۔

سورہ احزاب کی اس آیت میں عورتوں کے لیے حجاب اور پردہ کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ اس آیت کے نزول سے پہلے عورتوں کے لیے حجاب اور پردہ ضروری نہیں تھا۔

مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس آیت میں گو خطاب خاص ازواج مطہرات کو ہے مگر حکم عام ہے جیسا کہ قرآن پاک میں دیگر بہت سے مقامات پر یہی اسلوب اختیار فرمایا گیا ہے مثلاً سورہ طلاق میں ارشاد ہے:

يَآيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا

الْعِدَّةَ ؕ (۲)

اے نبی جب تم عورتوں کو طلاق دو، تو ان کی عدت کے مطابق طلاق دو اور ان کی عدت گنتے رہو۔

ظاہر ہے کہ عدت کا لحاظ رکھتے ہوئے حیض کے بجائے طہر میں طلاق دینا اور پھر عدت کی مدت کا حساب رکھنا، تنہا پیغمبر ﷺ اور ازواج مطہرات کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام مسلمان مرد وعورت اس حکم کے پابند ہیں۔ سورۂ احزاب کی زیر بحث آیت میں بھی خطاب خاص اور حکم عام ہے جس کی سب سے بڑی دلیل اس حکم کی علت ہے فرمایا گیا کہ

ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ

یعنی یہ حجاب اور پردہ تمہارے اور ان کے دلوں کی طہارت اور پاکیزگی کا بہترین ذریعہ ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ بے حجابی اور بے پردگی قلب کی نجاست اور گندگی کا سبب ہے، اور ظاہر ہے کہ ایک نجاست اور گندگی سے بچنے کے عام مسلمان مرد وزن ضرورت مند اور مستحق ہیں۔ کیونکہ ان کے لیے معصیت میں ابتلاء کا خدشہ بہت زیادہ ہے۔

اس جگہ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ مذکورہ آیت میں احکام حجاب کے اولین مخاطب جو مرد و زن ہیں ان میں عورتیں تو ازواج مطہرات ہیں جن کے دلوں کو پاک صاف رکھنے کا حق اللہ تعالیٰ نے خود ذمہ لیا ہے، جیسا کہ اسی سورت میں دوسری جگہ ارشاد ہے کہ:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ؕ

اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے پیغمبر کے گھر والو تم سے (معصیت اور نافرمانی) کی آلودگی کو دور رکھے اور تم کو ظاہراً اور باطناً ہر طرح بالکل پاک وصاف رکھے۔

دوسری طرف وہ صحابہ کرامؓ ہیں جن میں بہت سے حضرات کا مقام فرشتوں سے بھی آگے بھی ہے جب قرون اولیٰ کے ان پاکیزہ حضرات کو پردے کے احکامات دیئے گئے تو بعد کے ادوار کے لوگ تو ان احکامات کے زیادہ مخاطب ہوئے، کیونکہ قرب قیامت کی وجہ سے فسق وفجور اور شہوانیت ونفس پرستی میں مسلسل اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے چنانچہ آج کون ہے جو اپنے نفس

کوصحابہؓ کرامؓ کے نفوس سے پاک اور اپنی عورتوں کے نفوس کو ازواج مطہرات کے نفوس سے پاک ہونے کا دعویٰ کر سکے اور یہ سمجھے کہ ہمارا عورتوں کے ساتھ اختلاط کسی خرابی کا موجب نہیں ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

مسلمان کو حضور اقدس ﷺ کے گھروں میں بلا اجازت داخل ہونے سے روک دیا گیا، جیسا کہ ان لوگوں کی اپنے گھروں کے سلسلہ میں زمانہ جاہلیت اور ابتداء اسلام میں عادت تھی کہ (بغیر اجازت اور روک ٹوک کے ایک دوسرے کے گھروں میں چلے جاتے تھے) اللہ رب العزت نے اس اُمت کے لیے غیرت کا معاملہ پسند فرمایا حجاب کا حکم دیا اور بلاشبہ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اُمت کے اکرام اور احترام کی وجہ سے ہے۔ (۴)

عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم:

عورتوں کی عصمت کی حفاظت اور معاشرے کی اخلاقی پاکیزگی کے لیے سب سے اہم بات یہ ہے کہ عورتوں کا مردوں سے کم سے کم اختلاط ہو، جس کی سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ خود عورتیں بلا ضرورت گھروں سے نہ نکلیں کہ ان کا بکثرت گھروں سے نکلنا نامحرم مردوں سے ٹکراؤ اور شدید فتنہ کا سبب بنتا ہے۔

جیسا کہ اسلام سے پہلے کی جاہلیت قدیمہ اور موجودہ جاہلیت جدیدہ سے یہ بات نمایاں طور پر واضح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے مسلمان عورتوں کو اپنے گھروں میں ٹکے رہنے کا خاص طور سے حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۝ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۝

اے نبی کی بیبیو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو (بشرطیکہ) تم تقویٰ اختیار کرو تو تم (نامحرم مرد سے) بولنے میں (جبکہ بضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو (اس سے) ایسے شخص کو (طبعًا) خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے، جس کے قلب میں خرابی (اور بدی) ہے اور قاعدہ کے موافق بات کہو اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو، اور تم نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو، اور اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ (اے پیغمبر کے) گھر والو! تم سے (معصیت ونافرمانی کی) آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ظاہراً وباطناً عقیدۃً وعملاً وخلقاً) پاک صاف رکھے۔

اس آیت سے دو احکامات معلوم ہوئے:

اول یہ کہ عورتوں کو چاہیے کہ نامحرم مردوں سے گفتگو کرتے ہوئے احتیاط سے کام لیں۔ اپنے لہجہ میں لوچ، نرمی اور مٹھاس پیدا نہ کریں اور نہ ہی بلاضرورت باتیں بگھاریں تاکہ کسی بدباطن کو ان کے بارے میں برا خیال لانے کی جرات نہ ہو۔

امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ غیر محرموں سے بات کرتے وقت صاف صاف اور کھری کھری بات کیا کریں۔ ان کی گفتگو نرمی اور مٹھاس سے خالی ہونی چاہیے نہ کہ جس طرح کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں مردوں سے نرم اور لوچ دار لہجے میں باتیں کیا کرتی تھیں، اور آوارہ اور بدقماش عورتیں اب بھی کیا کرتی ہیں۔ ۔رت کو چاہیے کہ جب وہ اجنبیوں سے بات کرے خواہ وہ سسرالی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، سخت لہجہ میں بات کرے اور زور زور سے نہ بولے۔(٦) (قرطبی ج ۲۔ص ۱۷۸،۱۷۷)

حضرت مفتی شفیع صاحب ؒ تحریر فرماتے ہیں:

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ (٧)

یعنی کسی غیر محرم سے پس پردہ بات کرنے کی ضرورت بھی پیش آئے تو کلام میں اس نزاکت

اور لطافت کے لہجہ سے بتکلف پرہیز کیا جائے جو فطرۃً عورتوں کی آواز میں ہوتی ہے مطلب اس نرمی اور نزاکت سے وہ نرمی ہے جو مخاطب کے دل میں میلان پیدا کرے جیسا کہ اس کے بعد فرمایا ہے:

فَیَطۡمَعَ الَّذِیۡ فِیۡ قَلۡبِہٖ مَرَضٌ (۸)

یعنی ایسی نرم گفتگو نہ کرو جس سے ایسے آدمی کو طمع اور میلان پیدا ہونے لگے جس کے دل میں مرض ہو۔ مرض سے مراد نفاق یا اس کا کوئی شعبہ ہے، اصلی منافق سے تو ایسی طمع سرزد ہونا ظاہر ہی ہے لیکن جو آدمی مومن مخلص ہونے کے باوجود کسی حرام کی طرف مائل ہوتا ہے۔ دراصل یہ بھی نفاق کا ایک شعبہ ہی ہے، ایمان خالص وہ ہوتا ہے جس میں نفاق کا شائبہ نہ ہو، اس کے ہوتے ہوئے کوئی حرام کی طرف مائل نہیں ہوسکتا۔ (۹)

خلاصہ اس پہلی آیت کا عورتوں کے لیے اجنبی مردوں سے اجتناب اور پردہ کرکے وہ اعلیٰ مقام حاصل کرنا ہے جس سے کسی اجنبی ضعیف الایمان کے دل میں کوئی طمع یا میلان پیدا نہ ہوسکے۔

کلام کے متعلق جو ہدایت دی گئی ہے، اس کو سننے کے بعد بعض اُمہات المومنین اس آیت کے نزول کے بعد اگر غیر مرد سے کلام کرتیں، تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیتیں تاکہ آواز بدل جائے اسی لیے حضرت عمرو بن عاصؓ کی ایک حدیث طبرانی و مسند احمد میں ہے:

ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نھی ان تکلم النساء الا باذن ازواجھن. (۱۰)

بے شک نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ عورتیں (کسی غیر محرم سے) بغیر شوہروں کی اجازت کے بات کریں۔

اس آیت سے دوسرا اہم حکم یہ معلوم ہوا کہ عورتوں کے پردہ کی سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں میں رہیں اور بلا ضرورت شرعیہ باہر نہ نکلیں اور یہی پردے کی وہ صورت ہے جسے حجاب بالبیوت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

نیز اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قدرت نے عورت کی تخلیق اس انداز میں کی ہے کہ وہ اپنے گھر کی چاردیواری میں گھریلو کاموں میں مشغول ہوکر ہی سکون واطمینان کی زندگی گزار سکتی

ہے اور معاشرے کی حقیقی فلاح و بہبود بھی اسی میں ہے۔

اس کی فطری ساخت اسے روکتی ہے کہ وہ معاشی جدوجہد کے لیے مردانہ وار گھر سے نکلے اور وہ تمام مشکلات برداشت کرے جن سے نبرد آزما ہونے کی مکمل صلاحیت صرف مرد میں رکھی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عورت کے کاندھے پر کمانے کا کوئی بوجھ نہیں ڈالا، نکاح سے قبل اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری اس کے والدین اور بھائیوں پر ہے اور نکاح کے بعد شوہر پر ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ اہم ترین قانون خود بتاتا ہے کہ اسلام عورتوں کو کس قدر گھر سے باہر نکلتا دیکھنا چاہتا ہے۔

پھر اس آیت میں جو یہ کہا گیا کہ ''تم جاہلیت اولی کی عورتوں کی طرح کھلی بندوں نہ پھرو'' اس سے معلوم ہوا کہ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں بھی عورتیں آزادانہ، بے محابا، بے حیائی اور بے پردگی سے پھرا کرتی تھیں، چنانچہ قرون اولی کے مفسرین نے اس کی جو کچھ تفسیر کی ہے وہ وہی ہے جو اس زمانہ جاہلیت میں رائج تھی۔ انہیں پڑھیے اور آج کی جاہلیت جدیدہ کو اس کے پیمانے پر ناپیئے تو معلوم ہوگا کہ آج انسان حقیقی جاہلیت کے زمانہ سے بھی زیادہ جاہل ہو چکا ہے۔

حضرت مجاہدؒ اور حضرت قتادہؒ کہتے ہیں کہ ''تبرج'' عورت کا اِتراتے، اِٹھلاتے اور مٹکتے ہوئے چلنا ہے۔

مقاتلؒ کہتے ہیں کہ ''تبرج'' یہ ہے کہ عورت اپنے محاسن کو ظاہر کرے جن کا چھپانا اس کے ذمہ لازم ہے۔

لیثؒ کہتے ہیں کہ ''تبرج'' یہ ہے کہ عورت اپنے چہرے کے خدوخال اور جسم کے نشیب وفراز نہ چھپائے اور اُسے اچھا سمجھے۔

ابوعبیدہؒ کہتے ہیں کہ ''تبرج'' یہ ہے کہ عورت اپنے جسم اور حسن کی اس طرح نمائش کرے کہ جس سے مردوں کے شہوانی جذبات بھڑک اٹھیں۔ (۱۱)

علامہ ابن جوزیؒ ان اقوال کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

'میں کہتا ہوں محض عورت کا گھر سے نکلنا اور راستہ میں اُس کا چلنا ہی بڑا فتنہ ہے کجا کہ وہ اپنے محاسن دکھاتے ہوئے چلے، یہ تو کریلہ اور نیم چڑھا ہونا۔

(۱۲)

یہ جو کچھ ان قدماء مفسرین نے جاہلیت اولیٰ میں رائج تبرج کے بارے میں کہا ہے یہ سب آج رائج ہے، اور مسلم معاشرے کی بہو بیٹیاں الا ماشاء اللہ اس سے بہت آگے نکل چکی ہیں۔

اب ذرا غور کیجئے جن کو یہ حکم دیا جا رہا ہے، یہ مرد کون ہیں؟ یہ خواتین کون ہیں؟ حکم کیا دیا جا رہا ہے؟ اور کس ضرورت کے تحت دیا جا رہا ہے؟ اب جب ان مقدس ہستیوں کو یہ احکامات دیئے جا رہے ہیں، تو آج کے مردوں اور عورتوں کے لیے ان کی پابندی کس قدر ضروری ہوگی، اس کا اندازہ ہر شخص بخوبی کر سکتا ہے۔

بُرقع یا جلباب کا حکم:

گذشتہ آیت سے معلوم ہوا تھا کہ مسلمان عورتیں بلا ضرورت گھروں سے نہ نکلا کریں اور اگر کبھی کسی ضرورت کی بناء پر نکلنا پڑے تو جاہلیت کے طور طریقے اپنا کر بے دھڑک اور بے پردہ نہ نکلا کریں۔ سورہ احزاب ہی میں آگے واضح طور پر حکم دیا گیا ہے کہ جب نکلیں تو برقع یا جلباب اوڑھ کر نکلا کریں چنانچہ ارشاد ہے:

يَآَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَا بِيْبِهِنَّ o ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ o وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا o

اے نبی اپنی بیویوں، صاحبزادیوں اور دوسرے مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ لٹکا لیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی چادریں، اس طرح کہ وہ قریب ہو جائینگی اس بات سے کہ پہچان لی جائیں اور کوئی انہیں نہ ستائے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ آیت پردہ کے سلسلے میں نازل ہونے والی آیات میں بڑی اہمیت کی حامل ہے چونکہ اس آیت سے بڑے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ پردہ کے حکم میں چہرے کا چھپانا بھی شامل ہے چنانچہ علماء اور مفسرین نے اس آیت کے تحت چہرے کے پردہ پر خاصی بحث کی ہے نیز اس آیت میں چونکہ خطاب صرف ازواج مطہرات یا حضورِ اکرم ﷺ کی بیٹیوں ہی کو نہیں ہے، بلکہ واضح

طور پر تمام مسلمان عورتوں کو ہے اس لیے اس میں عام عورتوں کو حکم سے خارج کرنے کے لئے کسی تاویل یا تخصیص کی گنجائش بھی نہیں ہے۔

آیت پر تفصیلی بحث کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس میں مذکورہ دو الفاظ جلا بیب اور یدنین علیھن کی لغوی تحقیق کر لی جائے۔

جلباب کسے کہتے ہیں؟

جلابیب دراصل جلباب کی جمع ہے، جلباب کسے کہا جاتا ہے؟ اس کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے۔ علامہ ابن منظور لکھتے ہیں:

"جلباب اس اوڑھنی کو کہا جاتا ہے جو دوپٹہ سے بڑی ہوتی ہے اور بڑی چادروں سے چھوٹی، عورتیں اس سے اپنے سر اور سینے کو چھپاتی ہیں"

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جلباب اس بڑے اور چوڑے کپڑے کو کہا جاتا ہے جو "ملحفہ" سے چھوٹا ہوتا ہے اور عورتیں اسے پہنا کرتی ہیں۔ (۱۴)

علامہ موصوف اپنی اسی لغت میں "ملحفہ" کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ اس شال وغیرہ کو کہا جاتا ہے جو سردیوں میں سارے لباس پر اوڑھی جاتی ہے (اور پھر تمام کپڑوں کو ڈھانپ لیتی ہے) جیسا کہ لحاف وغیرہ میں ہوتا ہے (کہ اُوڑھ کر آدمی اپنے تمام بدن کو سردی کی زد سے بچالیتا ہے) تو ہر وہ چیز جس سے آپ اپنے آپ کو مکمل طور پہ ڈھانپ لیں لحاف کہلاتی ہے"

(۱۵) (لسان العرب مادہ لحف ج ۹ ص ۳۱۴)

علامہ موصوف جلباب کی تحقیق کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ "جلباب" دراصل اس چادر کو کہتے ہیں جو عورت اپنے آپ کو چھپانے کے لیے سر سے پاؤں تک اوڑھتی ہے جیسا کہ "ملحفہ" میں ہوتا ہے نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ "جلباب" عورت کی اس چادر کو کہا جاتا ہے جو اسے مکمل طور پر لپیٹ کر ڈھانپ لے۔ (۱۶) لسان العرب مادہ جلب" ج ۹ ص ۲۷۳)

علامہ ابن منظورؒ لکھتے ہیں کہ لغت کے اعتبار سے "جلب اور جلباب" کا مادہ دراصل ڈھانپنے

کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور اس مادہ کے اندر چھپانے کے معنی بطورِ خاص پائے جاتے ہیں چنانچہ وہ اس سلسلے میں دو اشعار سے استشہاد کرتے ہیں ایک شاعر کہتا ہے:

والعیش داج کنفا جلبابة

یعنی زندگی تاریک رات کی طرح ہے مصائب کی چادر نے اسے ڈھانپ رکھا ہے۔

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے:

مجلب من سوادِ اللیل جلبابا

اُسنے اپنے آپ کو رات کی تاریکی سے چھپائے رکھا ہے۔

علامہ موصوف آگے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک قول نقل کرتے ہیں جس سے اُس مفہوم کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے:

من احبنا اھل البیت فلیعد للفقر جلبابا

جو شخص ہم اہلِ بیت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی زندگی کو فقر کی چادر سے ڈھانپنے کے لیے تیار رہے۔(۱۷)

اس کے بعد علامہ ابن منظور لکھتے ہیں:

ابن عربیؒ نے ''جلباب'' کے معنی ازار بتائے ہیں ابو عبید امام زہری کا قول نقل کرتے ہیں کہ ابن عربیؒ نے جلباب کی تفسیر جو ازار سے کی ہے، اس میں ازار سے مراد وہ چادر ہے جسے پہننے والا اچھی طرح لپیٹ لے، اور وہ اس کے پورے بدن کو ڈھانپ لے اس طرح ازار اللیل اس چادر کو کہا جاتا ہے جسے سونے والا اوڑھتا ہے اور وہ اس کے پورے بدن کو ڈھانپ لیتی ہے۔(۱۸)

علامہ موصوف آگے لکھتے ہیں:

علامہ ابن اثیر نے ''جلباب'' کی تفسیر مقنعہ سے کی ہے اور یہ وہ کپڑا ہوتا ہے جس سے عورت اپنے سر، پشت اور سینے کو چھپاتی ہے۔(ایضاً۔ النہایہ۔ ج ۱۔ ص ۲۸۳)(۱۹)

خود علامہ ابن منظور ''مقنعہ'' کی تحقیق اپنی اسی لغت میں یوں کرتے ہیں:

''قناع یا مقنعہ'' دراصل اس کپڑے کو کہا جاتا ہے جس سے عورت اپنے سر اور اپنی زینت کو چھپاتی ہے چنانچہ محاورے میں بولا جاتا ہے کہ: القی عن وجہہ قناع

الحیاء اس نے اپنے چہرے سے حیا کی چادر اُتار پھینکی۔(۲۰)

(لسان العرب مادہ قنع ج ۸۔ص ۳۰۱)

مندرجہ بالا لغوی تحقیق سے درج ذیل امور واضح ہو کر سامنے آئے:

۱)......جلباب اور جلابیب کا مادہ بنیادی طور پر ایسی اشیاء کے لیے استعمال ہوتا ہے جو کسی چیز کو مکمل طور پر ڈھانپ دیں۔ مثلاً سردیوں میں استعمال کیے جانے والا لحاف اور رات کا گھٹا ٹوپ اندھیرا۔

۲)......جلباب کا لفظ خاص عورتوں کے استعمال میں آنے والی چادر کے لیے ہوتا ہے اور چادر بھی وہ جسے عورتیں اپنے آپ کو اجنبی مردوں کی نظروں سے بچنے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔

۳)......لغت ہی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ''جلباب'' کے نام سے استعمال کی جانے والی چادر، عورتیں اپنے تمام بدن کو چھپانے کے لیے استعمال کرتی تھیں خاص طور پر سر، پشت، سینہ اور چہرہ وغیرہ۔

اس لغوی تحقیق کے بعد ہم مفسرین کے اقوال نقل کرتے ہیں۔علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباسؓ کے قول کے مطابق ''جلباب'' اس چادر کو کہا جاتا ہے، جو عورت (اجنبی مردوں کی نظر سے بچنے کے لیے) اوپر سے نیچے تک اوڑھتی ہے۔

حضرت ابنِ جبیرؓ نے جلباب کی تفسیر ''مقنعہ'' سے کی ہے۔(۲۱)

(روح المعانی۔ج ۲۲۔ص ۸۸)

علامہ ابن حزم ''جلباب'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جلباب'' عربوں کی زبان میں (وہ زبان جس میں نبی کریم ﷺ گفتگو فرمایا کرتے تھے) اس کپڑے کو کہا جاتا ہے جو تمام بدن کو ڈھانپ لے، اور جو کپڑا تمام بدن کو نہ ڈھانپ سکے، اس پر جلباب کا لفظ صادق نہیں آتا۔(۲۲)

یدنین علیھن کی تشریح:

جلباب کے بعد اس آیت میں دوسرا لفظ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ ہے، جس کی تفسیر کا ذکر کرنا بھی

ضروری ہے علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

''ادناء لغت میں کسی چیز کو قریب کرنے کو کہا جاتا ہے یہاں یہ لفظ لٹکانے اور گرانے کے معنی کو متضمن ہے کیونکہ یہاں اسے ''علی'' کے ساتھ متعدی کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں اس تضمین میں اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ (پردے سے) اصل مطلوب اس طرح عورتوں کا اپنے آپ کو چھپانا ہے کہ جب وہ چلنا چاہیں تو انہیں راستہ نظر آتا رہے۔ (۲۳) (روح المعانی۔ ج ۲۲۔ ص ۸۹،۸۸)

امام ابوحیانؒ لغت کے مشہور امام کسائیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ ''یدنین علیھن'' کا مطلب یہ ہے کہ:

یقنعن بملاحفهن منضمة عليهن

یعنی عورتیں اپنے آپ کو چادر میں مکمل طور پر ڈھانپ لیں اور چادر کو اپنے اوپر پورے طور سے لپیٹ لیں۔

امام موصوف ''امام کسائیؒ '' کے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امام کسائی کا مقصد انضمام سے ادناء یعنی چادر لٹکا کر اچھی طرح لپیٹ لینا ہے''۔

علامہ زمخشری یُدْنِیْنَ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس کے معنی یہ ہیں کہ عورتیں اپنے چہروں پر چادر ڈال لیا کریں۔ چنانچہ جب کسی عورت کے چہرے سے نقاب ہٹ جاتی ہے تو اس وقت عرب کہا کرتے ہیں: ''ادنی ثوبک علی وجھک '' اپنے چہرے کو نقاب سے چھپالو۔

اور اسی چیز کی تفسیر سعید بن جبیر نے ''یدنین علیھن'' سے کی ہے۔

علامہ آلوسیؒ علامہ زمخشری اور ابوحیانؒ کی مذکورہ تفسیر کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

میرے نزدیک مذکورہ تمام بحث میں حاصل معنیٰ بیان کیا گیا ہے ورنہ ظاہری معنی تو علیھن کے یہی ہیں کہ وہ اپنے تمام بدن کو چادر سے ڈھانپ لیں۔ البتہ بعض لوگوں نے (تمام بدن کو چھوڑ کر) سر (ڈھانپنے) یا چہرہ (چھپانے) سے جو تفسیر کی ہے، وہ اس لیے کہ زمانۂ جاہلیت میں عام طور پر چہرے ہی کو کھلا

چھوڑا جاتا تھا۔(۲۴)(روح المعانی۔ج۲۔ص۸۸)

غضِ بصر اور اخفاء زینت کا حکم:

اسلام نے صرف عورتوں کو گھروں میں رہنے، نامحرم مردوں سے لوچ دار آوز میں باتیں نہ کرنے اور برقع اوڑھنے کا ہی حکم نہیں دیا بلکہ ہر اس راستہ پر بند باندھ دیا ہے جہاں سے بُرے خیالات پیدا ہونے اور سفلی جذبات بھڑکنے کا خدشہ ہو، چنانچہ ارشاد ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۝ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يصنعون وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۝ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝(۲۵)

آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (یعنی جس کو دیکھنا ناجائز ہے اس کو نہ دیکھیں) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (یعنی ناجائز محل میں شہوت رانی نہ کریں) یہ ان کے لیے زیادہ صفائی کی بات ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔ (پس خلاف کرنے والے سزایابی کے مستحق ہوں گے) اور اسی طرح مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ (وہ بھی) نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنی زینت (کے مواقع) کو ظاہر نہ کریں (یعنی سر سے پاؤں تک تمام بدن) پوشیدہ رکھیں (بلحاظ دو استثناؤں کے) یعنی مگر جو اس (موقع زینت) میں سے غالبًا

کھلا ہی رہتا ہے، اور (خصوصاً سر اور سینہ ڈھانکنے کا بہت اہتمام کریں) اور اپنے دوپٹے (جو سر ڈھانکنے کے لیے ہیں) سینوں پر ڈالے رہا کریں۔ (گو سینہ قمیض سے ڈھک جاتا ہے اور سینے کی ہیئت قمیص کے باوجود ظاہر ہو جاتی ہے، اس لیے اہتمام کی ضرورت ہوئی، آگے دوسرا استثناء بیان کیا جاتا ہے جن میں محرم مردوں وغیرہ کو مستثنیٰ کیا گیا ہے) اور اپنی زینت (کے مواقع مذکورہ کو (کسی پر) ظاہر نہ ہونے دیں، مگر اپنے شوہروں پر یا (اپنے محارم پر یعنی) اپنے باپ پر یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر یا اپنی (یعنی دین شریک) عورتوں پر (یعنی مسلمان عورتوں پر) یا اپنی لونڈیوں پر (مطلقاً گو وہ کافر ہی ہوں) یا ان مردوں پر جو (محض کھانے پینے کے واسطے) طفیلی (کے طور پر رہتے) ہوں اور ان کو بوجہ حواس درست نہ ہونے کے عورتوں کی طرف ذرا توجہ نہ ہو (یعنی مسلوب العقل ہوں) یا ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کے پردہ کی باتوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے (مراد وہ بچے ہیں جو ابھی بلوغ کے قریب نہیں پہنچے اور انہیں) شہوت کی کچھ خبر نہیں۔ اور چلنے میں اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے گا (یعنی زیور کی آواز غیر محرم کے کان تک پہنچے) اور مسلمانو! (تم سے جو احکام میں کوتاہی ہوگئی ہو تو) تم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔　　(بیان القرآن)(۲۶)

اس آیت میں مذکورہ احکام کی تفصیل و وضاحت سے پہلے یہ جان لینا مفید ہوگا کہ عورتوں کے حجاب اور پردہ کے متعلق نازل ہونے والی پہلی آیت وہ ہے جو ہم نے سب سے پہلے ذکر کی ہے، اور جو سورہ احزاب میں اُم المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ کے نبی کریم ﷺ کے عقد نکاح میں آنے کی وقت نازل ہوئی، جس کی تاریخ بعض حضرات نے سن ۳ ہجری بتلائی ہے۔ امام ابن کثیر اور علامہ شوکانی نے سن ۵ ہجری کو ترجیح دی ہے روح المعانی میں علامہ آلوسیؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ذی قعدہ سن ۵ ہجری میں یہ عقد ہوا ہے، اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ پہلی آیتِ حجاب اسی موقع پر نازل ہوئی۔

خمار کی تشریح وتفسیر:

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں:

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ

یعنی آنچل مارلیا کریں اپنے ڈوپٹوں کا اپنے سینے پر

"خُمر" خمار کی جمع ہے اس کپڑے کو کہتے ہیں جو عورت سر پر استعمال کرے اور اس سے گلا اور سینہ بھی چھپ جائے۔ "جیوب" جیب کی جمع ہے جس کے معنی ہیں گریبان چونکہ زمانہ قدیم سے گریبان سینہ ہی پر ہونے کا معمول ہے اس لیے جیوب کے چھپانے سے مراد سینہ کا چھپانا ہے۔

شروع آیت میں اظہارِ زینت کی ممانعت تھی، اس جملہ میں اخفاء زینت کی تاکید اور اس کی ایک صورت کا بیان ہے، جس کی اصل وجہ ایک رسم جاہلیت کا مٹانا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عورتیں دوپٹہ سر پر ڈال کر اس کے دونوں کنارے پشت پر چھوڑ دیتی تھیں۔ جس سے گریباں اور گلا، سینہ اور کان کھلے رہتے تھے۔ اس لیے مسلمان عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ایسا نہ کریں بلکہ دوپٹے کے دونوں پلے ایک دوسرے پر الٹ دیں تاکہ یہ سب اعضاء چھپ جائیں۔ (یہاں دوپٹہ سے باریک دوپٹہ مراد نہیں جیسا کہ ہمارے معاشرے میں آجکل رائج ہے بلکہ دوپٹہ موٹے کپڑے کا ہونا چاہیے جس سے اعضاء صحیح طور پر چھپ سکیں۔ جیسا کہ ہم آگے بتائیں گے)

آگے دوسرا استثناء ان مردوں کا بیان کیا گیا ہے جن سے شرعاً پردہ نہیں جس کے دو سبب ہیں اول......تو جن مردوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے ان سے کسی فتنہ کا خطرہ نہیں، وہ محارم ہیں جن کی طبائع کو حق تعالیٰ نے خلقۃً ایسا بنایا ہے کہ وہ ان عورتوں کی عصمتوں کے محافظ ہوتے ہیں ان سے خود کوئی فتنہ کا احتمال نہیں۔ دوسرے ہر وقت ایک جگہ رہنے کی ضرورت بھی سہولت پیدا کرنے کی مقتضی ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ شوہر کے سوا دوسرے محارم کو جو مستثنیٰ کیا گیا ہے وہ احکام حجاب اور پردہ سے استثناء ہے، ستر عورت سے استثناء نہیں، عورت کا جو بدن ستر میں داخل ہے، جس کا

کھولنا نماز میں جائز نہیں اُس کا دیکھنا محارم کے لیے بھی جائز نہیں۔ (۲۷)

استیذان کا حکم:

اسلامی شریعت نے عورتوں کے حجاب کے سلسلے میں ایک حکم یہ دیا ہے کہ ایک دوسرے کے گھر میں بلا جھجک اور بغیر اجازت نہ گھس جایا کرو کہ اس طرح چار دیواری کا تحفظ برقرار نہیں رہتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا کسی گھر میں مت داخل ہوا کرو، جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو یہ بہتر ہے تمہارے حق میں تا کہ تم یاد رکھو۔

گھروں میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ خواتین خانہ کسی اجنبی کے آنے سے پہلے اپنے آپ کو پوری طرح پردہ میں کر لیں۔

بوڑھی عورتوں کا حکم:

وہ بوڑھی عورتیں جو شہوت سے خارج ہو چکیں ان کے معاملہ میں البتہ شریعت نے کس قدر نرمی رکھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۝ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۝ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۝ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الحلم فليستاذنوا كما

استأذن الذی من قبلھم کذٰلک یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ ط وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْھِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَھُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَۃٍ ط وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّھُنَّ ط وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ٥ (۲۹)

اے ایمان والو! (تمہارے پاس آنے کے لیے) تمہارے مملوکوں کو اور جو تم میں حد بلوغ کو نہیں پہنچے ان کو تین وقتوں میں اجازت لینا چاہیے (ایک تو) نماز صبح سے پہلے اور (دوسرے) جب دوپہر کو (سونے لیٹنے کے لیے) اپنے (زائد) کپڑے اتار دیا کرتے ہو، اور (تیسرے) نمازِ عشاء کے بعد۔ یہ تین وقت تمہارے پردے کے ہیں، ان اوقات کے علاوہ نہ (تو بلا اجازت آنے دینے اور منع نہ کرنے میں تم پر) کوئی الزام ہے اور نہ (بلا اجازت چلے آنے میں) ان پر کچھ الزام ہے (کیونکہ) وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں کوئی کسی کے پاس اور کوئی کسی کے پاس (پس ہر وقت اجازت لینے میں تکلیف ہے اور چونکہ یہ وقت پردے کے نہیں ہیں اس لیے ان میں اپنے اعضاء مستورہ کو چھپائے رکھنا کچھ مشکل نہیں) اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے اور جس وقت تم میں سے وہ لڑکے (جن کا حکم اوپر آیا ہے) حد بلوغ کو پہنچیں (یعنی بالغ یا قریبا البلوغ ہو جائیں) تو ان کو اسی طرح اجازت لینا چاہیے، جیسے ان سے اگلے (یعنی ان سے بڑی عمر کے) لوگ اجازت لیتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ جہاں فتنہ کا عادۃً احتمال نہ ہو مثلاً (بڑی بوڑھی) عورتیں، جن کو (کسی کے) نکاح (میں آنے) کی اُمید نہ رہی ہو، (یعنی وہ محل رغبت نہیں رہیں) ان کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے اوپر کے کپڑے (جس سے چہرہ وغیرہ چھپا رہتا ہے غیر محرم کے روبرو بھی) اُتار رکھیں بشرطیکہ زینت (کے مواقع) کا اظہار نہ کریں اور (اگر بوڑھی عورتوں کے لیے غیر محرموں کے سامنے چہرہ کھولنے کی اجازت ہے لیکن) اس سے بھی احتیاط

رکھیں تو ان کے لیے اور زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔

اس سے پہلی آیات میں حجاب اور پردے کے احکام مفصل آ چکے ہیں اور ان میں دو استثناء ذکر کیے گئے ہیں۔ ایک استثناء ناظر یعنی دیکھنے والے کے اعتبار سے، دوسرا استثناء منظور یعنی جس کو دیکھا جائے اس کے اعتبار سے، ناظر کے اعتبار سے تو محارم کو اپنی مملوکہ کنیزوں اور نا بالغ بچوں کو مستثنیٰ کیا گیا، اور منظور یعنی جس چیز کو نظروں سے چھپانا مقصود ہے، اس کے اعتبار سے زینت ظاہرہ کو مستثنیٰ کیا گیا، جس میں اوپر کے کپڑے برقع یا بڑی چادر باتفاق مراد ہیں۔

یہاں اس آیت میں ایک تیسرا استثناء عورت کے شخصی حال کے اعتبار سے یہ کیا گیا کہ جو عورت بڑی بوڑھی ایسی ہو جاوے کہ نہ اس کی طرف کسی کو رغبت ہو اور نہ وہ نکاح کے قابل ہو تو اس کے لیے پردہ کے احکام میں یہ سہولت دی گئی کہ اجانب بھی اس کے حق میں مثلِ محارم ہو جاتے ہیں۔ مگر ایسی بوڑھی عورت کے لیے بھی ایک قید تو یہ ہے کہ جو اعضاء محرم کے سامنے کھولے جائیں یہ عورت غیر محرم کے سامنے بھی کھول سکتی ہے بشرطیکہ بن سنور کر زینت کر کے نہ بیٹھیں۔ دوسری بات آخر میں یہ فرمائی وَاَن یَّستَعفِفنَ خَیرٌ لَّهُنَّ یعنی اگر وہ غیر محرموں کے سامنے آنے سے بالکل ہی بچیں تو یہ اُن کے لیے بہتر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایسی بوڑھی عورتوں کو اجازت ہے کہ وہ برقع یا چادر اُتار دیا کریں۔ صرف دوپٹے اور کرتے پاجامے میں رہیں۔

نوٹ...... مگر بوڑھی عورتوں کو اپنے بالوں کا پردہ ہر حال میں ضروری ہے۔

خلاصہ کلام:

اوپر جو کچھ حق تعالیٰ کے ارشادات لکھے گئے ان کا خلاصہ یہ ہے۔

۱)...... عورتیں بلا شدید ضرورت اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں۔

۲)...... اگر کسی شدید ضرورت سے باہر نکلنا ہی پڑے تو اپنے سارے جسم کو بڑی اور موٹی چادر یا برقع میں لپیٹ کر نکلیں۔

۳)...... مرد عورت کو نہ دیکھے اور عورت بلا ضرورت مرد کو نہ دیکھے۔

۴)......مرد کو کوئی چیز عورت سے مانگنی ہو یا بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو پردے کے پیچھے سے بات کرے۔

۵)......عورت جب غیر محرم سے بات کرے، تو پردے کے پیچھے سے بات کرے اور اپنی آواز کو سخت اور درشت بنا کر بات کرے، نرم آواز سے بات نہ کرے۔

۶)......عام حالات میں چہرہ، ہاتھ اور قدم کے علاوہ اپنا جسم محرم کے سامنے بھی نہ کھولے، اور ہر وقت ستر کو ڈھانکے رکھے۔

پردے کے بارے میں احادیث شریفہ

قرآن پاک کی آیات کے ذیل میں بھی بہت سی احادیث پردہ کے متعلق بیان ہو چکی ہیں ان کو دوبارہ بیان کرنا بلاضرورت تکرار ہے، اس لیے ان احادیث کے علاوہ بقیہ احادیث میں سے بعض نقل کی جاتی ہیں کہ سب کا احاطہ تو اس بے علم اور بے بضاعت کے لیے نہ ممکن ہے نہ ضروری۔ عمل کرنے والے کے لیے مندرجہ بالا قرآنی احکام ہی کافی ہیں اور عمل نہ کرنا ہو تو قرآن اور احادیث کا بڑے سے بڑا ذخیرہ بھی ناکافی ہے جیسا کہ آجکل ہم مسلمانوں کا حال ہے، مرد اور عورتیں ایک ساتھ ایک ہی جگہ بیٹھ کر تفسیر کے نام سے یہ احکام پڑھتے ہیں مگر ان صاف اور صریح احکامات کے باوجود ہمارے کان پر جوں تک نہیں رینگتی اور اس طرح بے پردہ بیٹھ کر حق تعالیٰ کے ارشادات کا گویا مذاق اڑاتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ ”بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہے کہ خود قرآن ان پر لعنت کرتا ہے“ سب سے پہلے وہ احادیث ذکر کی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابیات میں پردہ کا کس قدر اہتمام تھا اور یہ کہ اس معاملہ میں ان کے ہاں کوئی تفریق یا کوتاہی نہیں تھی۔ وہ عام وخاص ہر اجنبی شخص سے حتی کہ حضور اکرم ﷺ سے بھی پردہ کرتی تھیں اور اس میں اس قدر اہتمام تھا کہ تمام بدن مع چہرہ کے چھپاتی تھیں۔

صحابیات کا حضور اکرم ﷺ سے پردہ:

احکامِ حجاب کے نزول کے بعد صحابیات پردہ کا بہت اہتمام کرتی تھیں حتی کہ حضور اقدس

ﷺ سے بھی پردہ کرتی تھیں اور بے محابا یا بے حجاب آپ ﷺ کے سامنے بھی نہیں آتیں تھیں کوئی چیز لینی دینی ہوتی یا کوئی مسئلہ پوچھنا ہوتا، تب بھی پردہ کے پیچھے ہی سے بات کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک طویل حدیث کے ذیل میں حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ:

عن عائشه قالت امراة من وراء ستر بيدها كتاب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقبض النبى صلى الله عليه وسلم يده فقال ما ادرى ايد رجل ام يد امراة قال لو كنت امراة لغيرت اظفارك بالحناء . (۳۰)

ایک عورت کے ہاتھ میں پرچہ تھا اس نے پرچہ دینے کے لیے پردہ کے پیچھے سے آنحضرت ﷺ کی طرف ہاتھ بڑھایا، آپ ﷺ نے ہاتھ روک لیا اور فرمایا کہ نہ معلوم مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا؟ اس نے کہا یہ عورت کا ہاتھ ہے آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو عورت ہوتی تو اپنے ناخنوں پر مہندی لگاتی۔

یہ حدیث واضح طور پر اس بات کی دلیل ہے کہ صحابی عورتیں خود آنحضرت ﷺ سے بھی پردہ کرتی تھیں اس لیے عورت نے پردہ کے پیچھے سے پرچہ دینے کے لیے ہاتھ بڑھایا اگر بے پردہ سامنے آنے کی اجازت ہوتی تو پردہ کی کیا ضرورت تھی؟ نیز اگر پردہ جو اس عورت نے کیا ہوا تھا شریعت کے خلاف ہوتا تو حضور اکرم ﷺ اسے ضرور ٹوکتے کہ اس کی حرکت آگے چل کر بڑی مشقت اور گمراہی کا ذریعہ بنتی۔

عن قيس بن شماسؓ قال جاء ت امراة الى النبى صلى الله عليه وسلم يقال لها ام خلاد وهى منتقبة فسالت عن ابنها وهو مقتول فقال لها بعض اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم جئت تسالين عن ابنك وانت منتقبة فقالت ان ازرا ابنى فلن ازرا حيائى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابنك له اجر شهيدين قالت ولم ذاك يا رسول الله فقال لانه قتله اهل الكتاب . (۳۱)(ابو دائود ج، ا ص، ۳۲۶)

حضرت قیس بن شماسؓ کا بیان ہے کہ ایک صحابیہ جن کا نام اُمِ خلاد تھا حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں اپنے بیٹے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے

حاضر ہوئیں۔ ان کا بیٹا کسی غزوہ میں شہید ہوگیا تھا وہ جب آئیں تو اپنے چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے تھیں، ان کا یہ حال دیکھ کر کسی صحابی نے کہا تم اپنے بیٹے کا حال معلوم کرنے آئی ہو اور نقاب ڈالے ہوئے ہو؟ حضرت اُمِ خلادؓ نے جواب دیا کہ اگر میں بیٹے کی وجہ سے مصیبت زدہ ہوں تو اپنی شرم وحیا کھو کر ہرگز مصیبت زدہ نہ بنوں گی۔ حضرت اُمِ خلادؓ کے پوچھنے پر حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا تمہارے بیٹے کے لیے دو شہیدوں کا ثواب ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس لیے کہ اسے اہلِ کتاب نے قتل کیا ہے۔

مصیبت کے وقت بھی پردہ:

اس حدیث سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ حضرت اُمِ خلاد نے موقع پر موجود تمام لوگوں سے جن میں حضور اقدس ﷺ بھی شامل تھے، نقاب ڈال کر پردہ کیا وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرات صحابیات میں حیاء کا کس قدر بلند معیار پیدا ہو چکا تھا کہ اس خاتون نے کسی بھی عورت کے لیے دنیاوی اعتبار سے سب سے بڑے صدمے کے موقع پر بھی شرعی احکام کی پوری پوری پاسداری کی، اور جب ایک شخص نے یہ ماجرا دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر مجھ پر بیٹے کے جاتے رہنے کا صدمہ پڑا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ میری حیا بھی جاتی رہی گویا حیا جانے کی مصیبت بیٹے کے مرنے کی مصیبت سے کم نہیں۔

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پردہ کا حکم ہر حال میں لازم ہے، خواہ رنج ہو یا خوشی کسی صورت میں بھی نا محرم مرد کے سامنے آنا جائز نہیں اب جو بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ رنج وغم اور مصیبت یا شادی بیاہ اور خوشی کے وقت انسان احکامِ شریعت سے مستثنیٰ ہے اور شریعت کی پابندی اس پر لازم نہیں رہتی، بڑی جہالت ہے۔

اب بعض عورتوں کا جنازہ کے گھر سے نکلنے کے وقت دروازوں پر آجانا بلکہ قبرستان تک جانا یا بیاہ شادی کے وقت پردہ کا اہتمام نہ کرنا یا سفر میں پورے طور پر پردہ نہ کرنا سب کام ناجائز ہیں۔

نیز اس حدیث میں یہ بھی واضح ہو گیا کہ شریعت میں چہرے کا پردہ بھی لازم ہے۔ کیونکہ اس عورت نے چہرے پر نقاب ڈال رکھی تھی۔

بیعت کے وقت پردہ کا اہتمام:

خود حضور اقدس ﷺ بھی نامحرم عورتوں سے پردہ کے احکام کا لحاظ کرتے تھے۔ آپ ﷺ جس طرح مردوں سے بیعت لیا کرتے تھے اسی طرح عورتیں بھی آپ ﷺ سے بیعت کیا کرتی تھیں مردوں کو آپ ﷺ ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت فرمایا کرتے تھے مگر عورتوں کو پردے کے پیچھے سے ہاتھ میں ہاتھ لئے بغیر بیعت فرمایا کرتے تھے کیونکہ غیر محرم کو جس طرح دیکھنا جائز نہیں اسی طرح مصافحہ کرنا یا ہاتھ میں ہاتھ لینا بھی ناجائز ہے۔

عن اميمة بنت رقيقة انها قالت اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى نسوة بايعنه على الاسلام فقلن له يا رسول الله (صلى الله عليه وسلم) نبايعك على ان لانشرك بالله شيا ولا نسرق ولا نزنى ولا نقتل اولاد نا ولا نانى ببهتان نفتريه بين ايدينا وارجلنا ولا نعصيك فى معروف قال رسول الله ﷺ فيما استطعن قالت فقلن الله ورسوله ارحم بنا من انفسنا، هلم نبايعك يا رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انى لا اصافح النساء انما قولى لمائة امرأة كقولى لامرأة واحدة اومثل قولى لامرأة واحدة . (۳۲)

(موطا امام مالک باب ماجاء فى البيعة ص ۷۳۰، ۷۳۱)

حضرت امیمہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں اور چند دیگر عورتیں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بیعت کے لیے حاضر ہوئیں عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ سے ان شرطوں پر بیعت ہوتی ہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کریں گی اور چوری نہ کریں گی اور زنا نہ کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی اور کوئی بہتان نہ لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان ڈالیں (اور

اپنے شوہر کی اولاد بتائیں) اور نیک کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی اور یہ سُن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اور کہہ دو کہ اپنی طاقت کے مطابق پورا عمل کریں گی۔ یہ سن کر عورتوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہم پر اس سے زیادہ مہربان ہیں جتنا ہم اپنے نفسوں پر رحم کرتے ہیں۔ اس کے بعد ان عورتوں نے عرض کیا یارسول اللہ! زبانی اقرار تو ہم نے کرلیا، لایئے (ہاتھ میں ہاتھ دے کر بھی) آپ سے بیعت کرلیں۔ یہ سن کر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا مگر میں نے زبان سے کہہ دیا سب پر لازم ہوگیا اور الگ الگ بیعت کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ سو عورتوں سے بھی میرا وہی کہنا ہے جو ایک عورت سے کہنا ہے۔

ازواج مطہرات کا صحابۂ کرامؓ سے پردہ:

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ حضرات صحابیاتؓ پردہ کا بڑا اہتمام فرماتی تھیں حتیٰ کہ خود آنحضرت ﷺ سے بھی پردہ کرتی تھیں اسی طرح ازواج مطہرات بھی باوجود اس کے کہ وہ قرآنی حکم کے مطابق اُمت کی مائیں ہیں اور وہ اُمت کے ہر فرد پر ہمیشہ کے لیے حرام ہیں تمام صحابۂ کرامؓ سے پردہ کیا کرتی تھیں چنانچہ واقعہ افک کی تفصیلی حدیث میں حضرت عائشہؓ کا بیان ہے:

فخرجت معه بعد ما انزل الحجاب ...... فلما اخذوا برأس البعير فانطلقوا به فرجعت الى المعسكر ومافيه من داع ولا مجيب قدانطلق الناس فتلفعت بجلبابي ثم اضطجعت في مكاني اذمربي صفوان بن المعطل السلمي وكان قد تخلف عن المعسكر لبعض حاجاته فلم يبت مع الناس فراى سوادى فاقبل حتى وقف على فعرفني حين رانى وكان قدرانى قبل ان يضرب الحجاب فاستيقظت باسترجاعه حين عرضى فخمرت وجهي بجلبابي. (۳۳) (مسلم كتاب التوبة باب حديث الافك)

میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ نزولِ حجاب کے بعد غزوہ میں شریک ہوئی .... جب انہوں نے اونٹ کھڑا کیا اور اسے لے کر گئے تب میں لشکر گاہ واپس پہنچی وہاں اس وقت نہ کوئی آواز لگانے والا باقی تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا، سب لوگ لشکر کے ساتھ جا چکے تھے۔ میں نے اپنی چادر اوڑھ لی اور اسی جگہ لیٹ گئی تھوڑی دیر بعد وہاں صوان بن معطل گزرے وہ اپنی کسی ضرورت کی بناء پر لشکر سے پیچھے رہ گئے تھے اور انہوں نے رات عام لوگوں کے ساتھ نہیں گزاری تھی انہوں نے میرا ہیولہ دیکھا تو قریب آئے اور مجھے دیکھا تو پہچان گئے، انہوں نے مجھے نزول حجاب سے پہلے دیکھا تھا انہوں نے زور سے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا میں اُن کی آواز سن کر جاگ گئی اور فوراً چادر سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔

اس حدیث سے ازواج مطہرات کا پردہ کرنا کئی طرح سے ثابت ہوتا ہے اول تو اس واقعہ میں جو سبب حضرت عائشہؓ کے جنگل میں رہ جانے کا پیش آیا تھا وہ یہی تھا کہ ازواج مطہرات کا پردہ صرف برقع یا چادر ہی کا نہیں تھا بلکہ وہ سفر میں بھی اپنے ہودج (شغدف) میں رہتی تھیں یہ شغدف کمرے کی طرح کا ہوتا تھا جو پورا اونٹ کے اوپر رکھ دیا جاتا تھا اور اسی طرح اُتار دیا جاتا تھا شغدف مسافر کے مکان کی طرح ہوتا تھا اس واقعہ میں جب قافلہ چلنے لگا تو حسب عادت خادموں نے شغدف کو یہ سمجھ کے اونٹ کے اوپر رکھ دیا کہ اُمِ المومنین اس کے اندر موجود ہیں اور واقعہ یہ تھا کہ وہ اس کے اندر نہیں تھیں بلکہ طبعی ضرورت کے لیے باہر گئی ہوئی تھیں اس مغالطہ میں قافلہ روانہ ہوگیا اور اُمّ المومنین جنگل میں تنہا رہ گئیں۔ خدام اندر جھانک کر اس لیے نہیں دیکھ سکتے تھے کہ نزولِ حجاب کے بعد ایسا کرنا ممکن نہ رہا تھا۔

یہ واقعہ اس بات کا بھی قوی شاہد ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں عورتیں بالعموم اپنے گھروں میں رہا کرتیں تھیں۔ اور خود سفر میں بھی شغدف کا اہتمام کرتی تھیں جو عارضی طور پر چار دیواری کا کام دیا کرتا تھا۔

پھر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ (ضرورت سے فارغ ہو کر جنگل سے جب واپس آکر میں نے دیکھا کہ قافلہ چلا گیا ہے تو میں بیٹھ گئی یہ سوچ کر کہ جب حضور اکرم ﷺ کو پتہ چلے گا تو میری تلاش میں واپس تشریف لائیں گے) نیند کا غلبہ ایسا ہوا کہ وہیں پڑ کر سوگئی۔ صبح کو حضرت صفوان

بن معطلؓ وہاں سے گزرے تو دور سے کسی کو پڑا دیکھ کر ادھر آئے تو وہ مجھے دیکھتے ہی پہچان گئے کیونکہ حجاب کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے مجھے پہچان کر انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو ان کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنی چادر سے منہ ڈھانک لیا۔

اب اس حدیث میں حضرت عائشہؓ کا یہ فرمانا کہ انہوں نے مجھے نزولِ حجاب سے پہلے دیکھا تھا خود بتا رہا ہے کہ نزولِ حجاب کے بعد کسی بھی غیر شخص کے لیے اُمّ المومنین کو دیکھنا ممکن نہ رہا تھا۔

پھر یہاں بھی حضرت عائشہؓ نے حضرت صفوانؓ کو دیکھ کر فوراً چادر سے منہ چھپا لیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ آپ پردہ کا بہت ہی اہتمام فرماتی تھیں اور یہ کہ پردہ میں خود چہرہ چھپانا بھی لازم ہے ورنہ حضرت عائشہؓ صدیقہ محض چادر اوڑھ لینے پر اکتفا کر لیتیں۔

پردے کے بارے میں اقوال صحابہؓ اکرامؓ

(۱) قول ابن عباس رضی اللہ عنہ

روی ابن جریر الطبری فی تفسیرہ عن عبیدۃ السلمانی أنہ قال تغطی المرأۃ وجھھا ورأسھا وتبرز عینا واحدۃ ...... و ذلک عند ماسئل عن قول اللہ تعالیٰ (یدنین علیھن من جلا بیبھن) ...... قال السندی رجالہ کلھم ثقات.

ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں حضرت عبید سلمانی سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا عورت اپنے چہرے اور سر کو ڈھانپے گی اور صرف ایک آنکھ ظاہر کرے گی۔ اور یہ بات انہوں نے اس وقت کہی جب ان سے اللہ کے قول یدنین علیھن من جلابیبھن کے بارے میں سوال کیا گیا۔ علامہ سندھی فرماتے ہیں کہ اس روایت کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

ومثل ذلک اوردہ محمد بن سیرین عن ابن عباس ایضا من أنہ قال: امر اللہ تعالیٰ نساء المومنین اذا خرجن من بیوتھن

لحاجة ان يغطين وجوههن ويبدين عينا واحدة

اسی طرح محمد بن سیرین ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیا کہ جب اپنے گھروں سے کسی ضرورت سے نکلیں تو اپنے چہروں کو ڈھانپ لیں اور صرف ایک آنکھ کو ظاہر کریں۔ (۴۴)

(۲) قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

روى الطبرى وابن كثير عن ابن مسعود انه قال: (الاماظهر منها) قال الثياب أو الرداء أو الجلباب.

ابن کثیر اور طبری روایت کرتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ الا ما ظھر منھا سے مراد کپڑے یا اوڑھنی یا چادر ہے۔ (۴۵)

(۳) قول عمر رضی اللہ عنہ:

روى القرطبى بسنده أن عمر بن الخطاب قال (ما يمنع المرأة المسلمة اذا كانت لها حاجة أن تخرج فى اطمارها أو اطمار جارتها مستخفية لا يعلم بها أحد حتى ترجع الى بيتها.

قرطبی اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسلم عورت کو کسی ضرورت سے اپنے پرانے یا اپنی پڑوسن کے پرانے کپڑوں میں اس طرح چھپ کر نکلنا کہ اُسے کوئی جان نہ سکے ممنوع نہیں ہے حتی کہ اپنے گھر لوٹ آئے۔

وروى عنه رضى الله عنه أنه قال فى قوله تعالىٰ (فجاء ته احداهما تمشى على استحياء) قال: ليست بسلفع من النساء خراجة ولاجة ولكن جاء ت مستترة، قد وضعت كم زراعها على وجهها استحياء ...... ذكره البغوى فى تفسيره ......

وقدرواه ابن أبي حاتم باسناد صحيح ...... وفيه: (فجائته احداهما تمشي على استحياء) قائلة وثوبها على وجهها ورواه الحاكم في مستدركه

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے اللہ کے قول (**فجاء ته احداهما تمشي على استحياء**) کی تشریح میں فرمایا۔

کہ وہ جسارت کرنے والی اور بہت زیادہ گھر سے خارج اور داخل ہونے والی نہیں تھیں اور وہ مستور ہو کر آئی تھیں۔ اور حیاء کے مارے اپنے چہرے پر اپنے آستین کا کپڑا ڈال دیا تھا۔ (٣٦)

(۴) قول علی رضی اللہ عنہ

جاء في الفتح الرباني أنه قال: ألا تستحيون ...... ألا تغارون؟ أن يخرج نساء كم ...... فانه قد بلغني أن نساء كم يخرجن في الأسواق يزاحمن العلوج

فتح الربانی میں آیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم حیا نہیں کرتے کیا تم غیرت نہیں کرتے کہ تمہاری عورتیں باہر نکلتی ہیں بے شک مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ تمہاری عورتیں بازاروں میں نکلتی ہیں اور موٹے آدمیوں سے مزاحمت کرتی ہیں"

صاحب زواجر نے اسی بات کو یوں نقل کیا۔

الا تستحيون الا تغارون يترك احدكم امراته بين الرجال تنظر اليهم وينظرون اليها

"کیا تم حیا نہیں کرتے کیا تم غیرت نہیں کرتے تم میں سے کوئی اپنی عورت کو مردوں کے درمیان چھوڑ دیتا ہے۔ وہ انہیں دیکھتی ہے اور وہ اسے دیکھتے ہیں"۔ (٣٧)

(۵) قول ابن عمر رضی اللہ عنہ:

روی ابن المبارک عن موسی بن عقبة أنه کان یأمر المرأة برز الجلباب الی جبهتها...... وذلک فی الحج فما بالنا بالوضع خارج الحج

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ عورت کو حج میں چادر پیشانی تک ڈالنے کا حکم دیتے تھے۔ یہ تو حج میں تھا۔ تو ہمارا حج کے علاوہ میں کیا خیال ہونا چاہیے۔ (۳۸)

پردے کے بارے میں اقوال مفسرین

قاضی شوکانی لکھتے ہیں:

علامہ ابن جریر ابن ابی حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کے تحت گھر سے نکلیں تو اپنی چادروں سے اپنے سروں کو ڈھانپتی ہوئی اپنے چہروں کو چھپا کر نکلیں اور صرف وہ ایک آنکھ کھلی رکھ سکتی ہیں۔

علامہ آلوسی نقل کرتے ہیں:

عورت اولاً اپنی چادر کو اپنی پیشانی پر لپٹ کر باندھے گی، پھر اس کے بعد اسی چادر کو چہرے کے نچلے حصے کو ڈھانپتے ہوئے ناک پر باندھے گی۔ اس طریقے میں اگرچہ اس کی دونوں آنکھیں کھلی رہیں گی البتہ چادر اس طرح اوڑھی جائے کہ اس سے سینہ اور چہرے کا بڑا حصہ چھپ جائے۔

محمد ابن سیرین لکھتے ہیں:

میں نے حضرت عبیدۃ بن سفیان بن حارث حضرمی سے اس کا طریقہ پوچھا تو انہوں نے اپنی شال اٹھائی اور اسے باقاعدہ اوڑھ کر سمجھایا پہلے انہوں نے اس سے اپنے سر اور پیشانی کو اس طرح ڈھانکا کہ بھنویں تک چھپ گئیں، پھر اسی چادر سے اپنے چہرے کے بقیہ حصے کو اس طرح چھپایا کہ صرف داہنی آنکھ کھلی رہ گئی۔

امام ابن جریر فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ آیت میں نبی کریم ﷺ سے فرما رہے ہیں کہ اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ جب وہ اپنے گھروں سے کسی حاجت کے لیے نکلیں تو لونڈیوں کے سے لباس نہ پہنیں کہ سر اور چہرے کھلے ہوئے ہوں۔ بلکہ وہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگٹ ڈال لیا کریں تاکہ کوئی فاسق ان سے تعرض نہ کرے اور سب جان لیں کہ یہ شریف عورتیں ہیں۔

امام ابوبکر جصاص لکھتے ہیں:

آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جوان عورت کو اجنبیوں سے چہرہ چھپانے کا حکم ہے اور اسے گھر سے نکلتے وقت پردہ داری اور عفت مآبی کا اظہار کرنا چاہیے۔ تاکہ بدنیت شر پسند لوگ اس کے حق میں طمع نہ کرسکیں۔

علامہ نیشا پوری لکھتے ہیں:

ابتداء اسلام میں عورتیں زمانہ جاہلیت کی قمیص اور دوپٹے کے ساتھ نکلتی تھیں اور شریف عورتوں کا لباس ادنی درجہ کی عورتوں سے مختلف نہ تھا۔ پھر حکم دیا گیا کہ وہ چادریں اوڑھیں اور اپنے سر اور چہرے کو چھپائیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ شریف عورتیں ہیں، فاحشہ نہیں۔

امام رازی لکھتے ہیں:

جو عورت چہرہ چھپائے گی تو کوئی شخص اس سے توقع نہیں کرے گا کہ ایسی شریف عورت کشف ستر پر آمادہ ہوسکے گی۔ چنانچہ اس لباس سے یہ ظاہر ہو جائے گا کہ وہ ایک پردہ دار عورت ہے اس سے بدکاری کی توقع نہیں کی جاسکے گی۔

صاحب جامع البیان لکھتے ہیں:

جلباب اس چادر کو کہا جاتا ہے جو دوپٹہ کے اوپر اوڑھی جاتی ہے اور اوپر سے نیچے تک عورت کو مکمل طور پر ڈھانپ لیتی ہے۔ چنانچہ مسلمانوں عورتوں کے لیے لازم ہے کہ چادر سے گھونگٹ نکالیں اور اس سے اپنے پورے بدن اور چہرے کو چھپائیں۔

علامہ ابوحیان لکھتے ہیں:

پردے کے حکم میں عورتوں کا تمام بدن داخل ہے اور ''علیھن'' سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے چہروں پر چادر ڈال لیں، اس لیے کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں اپنے چہروں ہی کو کھلا چھوڑتی تھیں .... جو عورت ڈھکی چھپی ہوتی ہے تو کسی کو اس کی طرف پیش قدمی کی جرأت نہیں ہوتی، بخلاف اس کے جو عورت بن سنور کر نکلتی ہے آوارہ اور بدطینت مرد اس سے بڑی امیدیں وابستہ کر لیتے ہیں۔

علامہ جمل لکھتے ہیں:

آیت کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں اپنے چہروں اور بدنوں کو چھپائیں تاکہ وہ باندیوں اور مغنیات سے ممتاز رہیں۔

یہ تو چند مشہور مفسرین کی عبارتیں ہیں ورنہ کم وبیش چودہ سو سال سے تقریباً تمام مفسرین ہی چہرہ چھپانے کا حکم نقل کرتے چلے آرہے ہیں۔(۳۹)

پردے کے بارے میں مسالکِ فقہاء

(۱) ......مسلک شافعیہ

تحفۃ المحتاج میں علامہ ابن حجر ہیثمی رقمطراز ہیں۔

"ویحرم نظر فحل بالغ الی عورۃ حرۃ کبیرۃ وأجنبیۃ وکذا وجھھا عند خوف الفتنۃ بشھوۃ بأن یلتذبہ وبلا شھوۃ علی الصحیح"۔

حرام ہے کسی بالغ مرد کا ایک بڑی آزاد عورت اور اجنبیہ کے ستر کو دیکھنا اور اسی طرح اس کے چہرہ کو دیکھنا فتنہ کے خوف کے وقت شہوت کی وجہ سے کہ وہ اس کو دیکھ کر لذت حاصل کرے اور صحیح قول کے مطابق بغیر شہوت کے بھی۔

امام نووی اس عبارت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کبیرہ سے مراد عورت اس حد تک بڑی ہو جائے کہ سلیم الطبع لوگ اس میں رغبت کرنے لگیں اور عورت اگر چہ بدشکل ہی کیوں نہ ہو اس کا چہرہ دیکھنا حرام ہے اور بعض چہرہ بھی اگر چہ وہ ایک آنکھ ہی کیوں نہ ہو۔ یا اس کو کپڑے کی کناریوں سے ایسا دیکھے جس سے اس کے جسم کے بارے میں معلوم ہو جائے یا اس کی ہتھیلیوں کی طرف دیکھے۔

اور خوف فتنہ سے مراد خلوت یا اس کو چھونا ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ امام نے باتفاق مسلمین توجیہ بیان کی ہے کہ عورتوں کا چہرہ کھول کر نکلنا ممنوع ہے۔ اگر چہ ان کی طرف دیکھنا حلال

ہے۔ جیسے کہ امرد (حسین بے ریش لڑکا) کی طرف اور یہ کہ نظر فتنہ کا مظنہ اور شہوت کی محرک ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ شوافع کے نزدیک فتنہ سے امن ہو یا فتنہ کا خوف عورت کے چہرے کو دیکھنا اور ان کا چہرہ کھلا رکھنا جائز نہیں۔ (۴۰)

(۲)......مسلک حنابلہ

امام ابن قدامہ المقدسی المغنی اور الشرح الکبیر میں فرماتے ہیں کہ:

امام احمد کے ظاہری کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ آدمی کا بغیر سبب کسی اجنبیہ کے تمام جسم کو دیکھنا حرام ہے۔ کیونکہ امام احمد فرماتے ہیں کہ:

آدمی اپنی مطلقہ کے ساتھ کھانا نہیں کھائے گا وہ اجنبی ہے اس کے لیے اس کی طرف دیکھنا جائز نہیں اس کے ساتھ کیسے کھانا کھائے گا ہتھیلیوں کو دیکھے گا جو اس کے لیے جائز نہیں۔

اور قاضی فرماتے ہیں کہ چہرے اور ہتھیلیوں کے ماسوا دیکھنا حرام ہے کیونکہ یہ ستر ہے اور اس کی طرف دیکھنا مباح مع الکراھۃ ہے جبکہ فتنہ سے امن ہو اور نظر بغیر شہوت کے ہو۔

لیکن قاضی کا قول مرجوح فی المذہب ہے اور اصح قول وہی ہے جو ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ کا ہے۔ (۴۱)

(۳)......مسلک مالکیہ

علامہ الخطاب مالکی اپنی شراح مختصر خلیل میں فرماتے ہیں:

آزاد نوجوان اجنبی عورت کی طرف دیکھنا تین مواقع پر جائز ہے گواہی کے لیے، طبیب اور اس جیسوں کے لیے اور خطبہ دینے والے کے لیے اور امام مالک سے خاطب کے لیے عدم جواز بھی مروی ہے اور علم وغیرہ سیکھنے کے لیے بھی دیکھنا جائز نہیں۔

مختصر الاحکام لابن قطان میں الخطاب کے کلام کا یہ مقتضیٰ لکھا ہے کہ خرید و فروخت کے لیے بھی اس کی طرف دیکھنا جائز نہیں کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ خرید و فروخت کرنا کوئی صنعت اختیار کرنا اس کی ضروری احتیاج میں سے نہیں ہے کیونکہ اکثر اوقات یہ ایسی ضرورت نہیں ہوتی کہ اس میں چہرے کا تکشف (کھولنا) مباح ہو جائے وہ خرید و فروخت اور صنعت حجاب کے ساتھ بھی اختیار کر سکتی ہے اور انہیں باہر نکلنے اور اپنی ضروریات کے لیے جانے سے منع بھی نہیں کیا گیا ہے اگرچہ وہ عدت میں ہی کیوں نہ ہوں البتہ انہیں باہر جاتے وقت تبرج، تکشف، تطیب وتزین سے منع کیا گیا ہے۔ اگر انہیں نکلنا ہے تو وہ نقاب باندھیں اور راستے میں چلتے وقت اتراہٹ سے نہ چلیں بلکہ دیواروں سے چمٹتے ہوئے چلیں۔

الخطاب کے کلام سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اجنبیہ کے چہرے کو دیکھنا حرام ہے اور وہ اپنی ضرورت کے لیے باہر نہیں جا سکتی سوائے اس صورت کے کہ وہ نقاب ڈالی ہوئی ہو۔ (۴۲)

(۴)......مسلک حنفیہ

حاشیہ طحطاوی میں لکھا ہے:

منع نظر الوجه من الشابة ولو من غير شهوة الا لضرورة ثم قال واذا كان الناظر الى وجه المرأة الاجنبية هو الرجل فليتجنبه وهذا دليل الحرمة وهوا لصحيح

نوجوان عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا ممنوع ہے اگرچہ بغیر شہوت کے ہو مگر ضرورت کے وقت پھر فرمایا اگر اجنبی عورت کے چہرے کی طرف دیکھنے والا کوئی مرد ہو تو اس سے اعراض کرو اور یہ حرمت کی دلیل ہے اور یہی صحیح ہے۔

پھر فرمایا:

"ولا يحل للمرأة الصالحة أن تضع جلبابها أو خمارها عند المرأة الفاجرة حتى لا تصفها الرجال" ثم قال: "والنظر الى

ملاءة الأجنبية بشهوة حرام"
نیک عورت کے لیے جائز نہیں کہ اپنی چادر یا دوپٹہ کو فاجرہ عورت کے سامنے اتارے تاکہ وہ دوسرے مردوں کے سامنے اس کی صفت بیان نہ کر سکے۔ پھر فرمایا: اجنبی عورتوں کی چادروں کو شہوت کے ساتھ دیکھنا بھی حرام ہے۔

حاشیہ ابن عابدین میں لکھا ہے:

"وينظر من الأجنبية ولو كافرة الى وجهها وكفيها فقط للضرورة وان خاف شهوة أو شكا امتنع"
اجنبیہ اگرچہ کافرہ ہی کیوں نہ ہو اس کے چہرے اور ہتھیلیوں کو صرف ضرورت کے وقت دیکھا جا سکتا ہے اور اگر شہوت کا خوف یا شک ہو تو وہ بھی ممنوع ہے۔

ابن عربی فرماتے ہیں:

"والمرأة كلها عورة، بدنها وصوتها، ولا يجوز كشف ذلك الا للضرورة و الحاجة"
عورت پوری کی پوری ستر ہے اس کا بدن اس کی آواز اور اس کا کھولنا بجز ضرورت و حاجت کے جائز نہیں۔ (۴۳)

المراجع والمصادر

باب دوم

☆	نام کتاب	جلد مع صفحہ	مصنف	مطبع
۱	دائرہ معارف اسلامیہ	۶۶۷/۳	جماعہ	دانش گاہ لاہور
۲	ایضا		❁	❁
۳	القرآن الکریم	۷۱/۲	❁	❁
۴	القرآن الکریم	۸۹/۲۶	❁	❁
۵	القرآن الکریم	۳۵/۴۷	❁	❁
۶	القرآن الکریم	۶۱/۸	❁	❁
۷	القرآن الکریم	۲۶/۳۷	❁	❁
۸	القرآن الکریم	۱۳۱/۲	❁	❁
۹	دائرہ معارف اسلامیہ	۶۶۸/۳	جماعہ	دانش گاہ لاہور
۱۰	معارف الحدیث	۵۹،۵۸/۱	منظور احمد نعمانی	دارالاشاعت کراچی
۱۱	اسلامی نظریہ یات	ص:۱۰	خورشید احمد	شعبہ تصنیف جامعہ کراچی
۱۲	القرآن الکریم	۹،۸/۴۳	❁	❁
۱۳	جامع صحیح بخاری	۳۴/۸	محمد بن اسمائیل	دار الجلیل بیروت
۱۴	القرآن الکریم	۹،۸/۸۱	❁	❁
۱۵	جامع صحیح بخاری	۳۴/۸	محمد بن اسماعیل	دار الجلیل بیروت

۱۶	سنن ابوداؤد	۳۳۷/۴	سجستانی	داراحیاء سنۃ نبویہ
۱۷	ایضا	۳۳۸/۴	❁	❁
۱۸	صحیح بخاری شریف	۸/۸	محمد بن اسماعیل	دارالجیل بیروت
۱۹	سنن ابن ماجہ	۳۹۰/۲	امام ابن ماجہ	دارالجیل بیروت
۲۰	سنن نسائی	۶۱/۷	امام نسائی	دارالکتب العلمیہ
۲۱	صحیح مسلم	۲/۱۶	امام مسلم	ادارۃ القرآن کراچی
۲۲	صحیح بخاری	۱۲۳/۵	محمد بن اسماعیل	دارالجیل بیروت
۲۳	عورت اسلامی معاشرہ میں	ص: ۷۳	جلال عمری	اسلامک پبلی کیشنز لاہور
۲۴	محسن انسانیت	ص: ۳۹۷	حافظ محمد ثانی	دارالاشاعت کراچی
۲۵	محسن انسانیت	۴۰۱	حافظ محمد ثانی	دارالاشاعت کراچی
۲۶	محسن انسانیت	۴۰۲	حافظ محمد ثانی	دارالاشاعت کراچی
۲۷	محسن انسانیت	۴۰۳	حافظ محمد ثانی	دارالاشاعت کراچی
۲۸	محسن انسانیت	۴۰۳	حافظ محمد ثانی	دارالاشاعت کراچی
۲۹	محسن انسانیت	۴۰۵	حافظ محمد ثانی	دارالاشاعت کراچی
۳۰	محسن انسانیت	۴۱۰	حافظ محمد ثانی	دارالاشاعت کراچی
۳۱	القرآن الکریم	۱۲۴/۴	❁	❁
۳۲	القرآن الکریم	۷۱/۹	❁	❁
۳۳	القرآن الکریم	۱۳/۴۹	❁	❁
۳۴	القرآن الکریم	۹۷/۱۶	❁	❁
۳۵	القرآن الکریم	۳۵/۳۳	❁	❁
۳۶	القرآن الکریم	۳۳/۳۳	❁	❁

۳۷	احکام القرآن	۳/۴۴۳	ابوبکر جصاص	دار الکتب العلمیہ بیروت
۳۸	عورت انسانیت کے آئینے	ص:۲۰۳،۲۰۴	منشی عبدالرحمٰن	شیخ اکیڈمی لاہور
۳۹	عورت انسانیت کے آئینے	ص:۲۰۵	منشی عبدالرحمٰن	شیخ اکیڈمی لاہور
۴۰	عورت انسانیت کے آئینے	ص:۲۰۶	منشی عبدالرحمٰن	شیخ اکیڈمی لاہور
۴۱	القرآن الکریم	۲/۱۹۱	❁	❁
۴۲	القرآن الکریم	۲/۲۷	❁	❁
۴۳	عورت انسانیت کے آئینے	ص:۲۰۹	منشی عبدالرحمٰن	شیخ اکیڈمی لاہور
۴۴	عورت انسانیت کے آئینے	ص:۲۰۹	منشی عبدالرحمٰن	شیخ اکیڈمی لاہور

باب سوم

پردہ کے فوائد
اور
بے پردگی کے نقصانات

پردے کی معاشرتی ضرورت

اسلام نے حجاب کے سلسلے میں جو احکامات دیئے ہیں اور عریانت اور فحاشی کے انسداد کے لیے جو ایک منظم سلسلہ قائم فرمایا ہے، اس پر ایک طائرانہ نظر ڈال لی جائے، حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ سورہ احزاب کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فواحش، بدکاری، زنا اور اس کے مقدمات دنیا کی ان مہلک برائیوں میں سے ہیں جن کے مہلک اثرات صرف اشخاص وفرد کو نہیں بلکہ قبائل وخاندان کو اور بعض اوقات بڑے بڑے ملکوں کو تباہ کر دیتے ہیں اس وقت دنیا میں جتنے قتل وغارت گری کے واقعات پائے جاتے ہیں اگر صحیح تحقیق کی جائے تو اکثر اوقات اس کے پس منظر میں کوئی عورت یا شہوانی جذبات کا جال نظر آئے گا یہی وجہ ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اس میں کوئی قوم، کوئی مذہب، کوئی خطہ ایسا نہیں جو اس کی برائی اور مہلک عیب ہونے پر متفق نہ ہو۔

دنیا کے اس آخری دور میں یورپین اقوام نے اپنی مذہبی حدود اور قدیم وقومی روایات سب کو توڑ کر اگرچہ زنا کو اپنی ذات میں کوئی جرم ہی نہیں رکھا اور تمدن ومعاشرت کو ایسے سانچوں میں ڈھال لیا ہے جن میں ہر قدم پر جنسی انارکی اور فواحش کو دعوت عام ہے۔ مگر ان کے ثمرات و نتائج کو وہ بھی جرائم سے خارج نہ کر سکے۔ عصمت فروشی، زنا بالجبر منظر عام پر فحش حرکات کو تعزیری جرم قرار دینا پڑا۔ جس کی مثال اس کے سوا کچھ نہیں کہ کوئی شخص آگ لگانے کے لیے سوختہ کا ذخیرہ جمع کرے، پھر اس پر تیل چھڑک کے پھر اس میں آگ لگائے اور جب اس کے شعلے بھڑکنے لگیں تو ان شعلوں پر پابندی لگانے اور روکنے کی فکر کرے، ہنڈیا پکانے کے لیے اس کے نیچے آگ جلائے پھر اس کے ابال اور جوش کو روکنا چاہے۔

اس کے خلاف اسلام نے جن چیزوں کو جرائم اور انسانیت کے لیے مضر قرار دے کر قابل سزا جرم کہا ہے۔ ان کے مقدمات پر بھی پابندیاں لگائیں اور ان کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اس معاملے میں مقصد اصلی زنا اور بدکاری سے بچانا تھا تو اس کو نظر نیچی رکھنے کے قانون سے شروع

کیا۔ عورتوں مردوں کے بے محابا اختلاط کو روکا، عورتوں کو گھروں کی چار دیواری میں محدود رکھنے کی ہدایت کی اور ضرورت کے وقت باہر نکلنے کے لیے بھی برقع یا لمبی چادر میں پورا بدن چھپا کر نکلنے اور سڑک کے کنارے چلنے کی ہدایت کی، خوشبو لگا کر یا بجنے والا زیور پہن کر نکلنے کی ممانعت کی پھر جو شخص ان سب حدود و قیود اور پابندیوں کے حصار پھاند کر باہر نکل جائے اس پر ایسی سخت عبرت آموز سزا جاری کی کہ ایک مرتبہ کسی بدکردار پر جاری کر دی جائے تو پوری قوم کو مکمل سبق مل جائے۔

اہل یورپ اور ان کے مقلدین نے اپنی فحاشی کے جواز میں عورتوں کے پردہ کو عورتوں کی صحت اور اقتصادی اور معاشی حیثیت سے معاشرہ کے لیے مضر ثابت کرنے اور بے پردہ رہنے کے فوائد پر بحثیں کی ہیں۔ ان کا مفصل جواب بہت سے علمائے اہل عصر نے مفصل کتابوں میں لکھ دیا ہے۔

اس کے متعلق یہاں اتنا سمجھ لینا بھی کافی ہے کہ فائدہ اور نفع سے تو کوئی جرم و گناہ بھی خالی نہیں۔ چوری، ڈاکہ، دھوکہ اور فریب ایک اعتبار سے بڑا نفع بخش کاروبار ہے۔ مگر جب اس کے ثمرات و نتائج میں آنے والی مہلک مضرتیں سامنے آتی ہیں، تو کوئی شخص ان کو نافع کاروبار کہنے کی جرات نہیں کرتا۔

بے پردگی میں اگر کچھ معاشی فوائد بھی ہوں مگر جب پورے ملک و قوم کو ہزاروں فتنہ و فساد میں مبتلا کر دے تو پھر اس کو نافع کہنا کسی دانشمند کا کام نہیں ہو سکتا۔ (۱)

انسداد جرائم کے لیے سد ذرائع کا زریں اصول:

جس طرح اصول، عقائد، توحید، رسالت اور آخرت تمام انبیاء علیہم السلام کی شرائع میں مشترک اور متفق علیہ چلے آئے ہیں۔ اسی طرح عام معاصی اور فواحش و منکرات ہر شریعت و مذہب میں حرام قرار دیئے گئے ہیں۔ لیکن شرائع سابقہ میں ان کے اسباب و ذرائع کو مطلقاً حرام نہیں کیا گیا تھا۔ جب تک کہ ان کے ذریعہ کوئی جرم واقع نہ ہو جائے۔ شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) چونکہ قیامت تک رہنے والی شریعت تھی، اس لیے اس کی حفاظت کا منجانب اللہ خاص اہتمام یہ کیا گیا کہ جرائم و معاصی تو حرام تھے ہی، ان اسباب و ذرائع کو بھی

حرام قرار دے دیا گیا جو عادت غالبہ کے طور پر ان جرائم تک پہنچانے والے ہیں۔ مثلاً شراب نوشی کو حرام قرار دیا گیا۔ تو شراب کے بنانے، بیچنے، خریدنے اور کسی کو دینے کو بھی حرام قرار دیا گیا، سود کو حرام کرنا تھا تو سود سے ملتے جلتے معاملات کو بھی ناجائز کردیا گیا، اسی لیے حضرات فقہاء نے تمام معاملات فاسدہ سے حاصل ہونے والے نفع کو سود کی طرح مال خبیث قرار دیا۔

شرک و بت پرستی کو قرآن نے ظلم عظیم اور ناقابل معافی جرم قرار دیا، تو اس کے اسباب و ذرائع پر بھی کڑی پابندی لگادی۔ آفتاب کے طلوع، غروب اور وسط ہونے کے اوقات میں چونکہ مشرکین آفتاب کی پرستش کرتے تھے، ان اوقات میں نماز پڑھی جاتی تو آفتاب پرستوں کے ساتھ ایک طرح کی مشابہت ہوجاتی، پھر یہ مشابہت کے وقت خود شرک میں مبتلا ہونے کا سبب بن سکتی تھی۔ اس لیے شریعت نے ان اوقات میں نماز اور سجدہ کو بھی حرام و ناجائز کردیا، بتوں کے مجسمات اور تصویریں چونکہ بت پرستی کا قریب ذریعہ تھیں، اس لیے بت تراشی اور تصویر سازی کو حرام اور ان کے استعمال کو ناجائز کردیا گیا۔

اسی طرح جب شریعت نے زنا کو حرام قرار دیا تو اس کے تمام اسباب قریبہ اور ذرائع کو بھی محرمات میں داخل کردیا، کسی اجنبی عورت یا مرد پر شہوت سے نظر ڈالنے کو آنکھوں کا زنا قرار دیا، اس کا کلام سننے کو کانوں کا، اس کے چھونے کو ہاتھوں کا، اس کے لیے جدوجہد میں چلنے کو پاؤں کا زنا فرمایا، جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے، انہی جرائم سے بچانے کے لیے عورتوں کے واسطے پردہ کے احکام نازل ہوئے۔

مگر اسباب و ذرائع کا قریب و بعید ایک طویل سلسلہ ہے، اگر دور تک اس سلسلے کو روکا جائے تو زندگی دشوار ہوجائے، اور عمل میں بڑی تنگی پیش آجائے جو اس شریعت کے مزاج کے خلاف ہے، قرآن کریم کا اس کے بارے میں کھلا اعلان یہ ہے کہ:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ . (۲)

یعنی دین میں تمہارے اوپر کوئی تنگی نہیں ڈالی گئی ہے۔

اس لیے اسباب و ذرائع کے معاملے میں یہ حکیمانہ فیصلہ کیا گیا کہ جو افعال و اعمال کسی معصیت کا ایسا سبب قریب ہوں کہ عام عادت کے اعتبار سے اس کا ارتکاب کرنے والا اس معصیت میں ضرور مبتلا ہو ہی جاتا ہے ایسے اسباب قریبہ کو شریعت اسلام نے اصل معصیت کے ساتھ ملحق کرکے انکو حرام قرار کردیا، اور جو اسباب بعیدہ ہیں کہ ان کے عمل میں لانے سے

معصیت میں مبتلا ہونا عادتاً لازم وضروری تو نہیں مگر کچھ نہ کچھ دخل معصیت میں ضرور ہے ایسے اسباب وذرائع کو مکروہ قرار دیا، اور جو اسباب ان سے بھی زیادہ بعید ہیں کہ معصیت میں ان کا دخل شاذ ونادر ہے ان کو نظر انداز کر کے مباحات میں داخل کر دیا۔

پہلے مسئلہ کی مثال شراب فروشی ہے کہ یہ شراب نوشی کا سبب قریب ہے، اس کو بھی شریعت نے اسی طرح حرام کر دیا جس طرح شراب نوشی حرام ہے۔

کسی غیر عورت کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگانا اگرعین زنا نہیں مگر اس کا سبب قریب ہے، شریعت نے اس کو اسی کی طرح حرام قرار دے دیا۔

اور دوسرے مسئلہ کی مثال یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کے ہاتھ انگور فروخت کرنا جس کے متعلق معلوم ہے کہ وہ اس سے شراب ہی بناتا ہے، اس کا پیشہ یہی ہے یا اس نے صراحتاً کہہ دیا ہے کہ میں اس کام کے لئے خرید رہا ہوں، یہ اگرچہ شراب فروشی کے درجہ میں حرام تو نہیں مگر مکروہ وناجائز یہ بھی ہے۔

یہی حکم سینما گھر بنانے یا سودی بینک چلانے کے لیے زمین مکان کرایہ پر دینے کا ہے کہ معاملہ کے وقت جب معلوم ہو کہ یہ اس مکان کو ناجائز کام کے لیے لے رہا ہے تو کرایہ پر دینا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔

تیسرے درجہ کی مثال یہ ہے کہ عام لوگوں کے ہاتھ انگور فروخت کیے جائیں جن میں یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی شخص ان سے شراب کشید کرے مگر نہ اس کا اظہار کیا، نہ ہمارے علم میں وہ ایسا شخص ہے جو شراب کشید کرتا ہے تو شرعاً اس طرح کی بیع وشراء مباح وجائز قرار دی۔

یہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ شریعت اسلام نے جن کاموں کو گناہ کا سبب قریب درجہ اول کا قرار دے کر حرام کر دیا۔ اس حکم حرمت کے بعد وہ سب کے لیے مطلقاً حرام ہے، خواہ ابتلاء گناہ کا سبب بنے یا نہ بنے اب وہ خود ایک حکم شرعی ہے جس کی مخالفت حرام ہے۔

اس تمہید کے بعد یہ سمجھئے کہ عورتوں کا پردہ بھی شرعاً اسی ذرائع کے اصول پر مبنی ہے کہ ترک پردہ سبب ہے معصیت میں مبتلا ہونے کا، اس میں بھی اسباب کی مذکورہ قسموں کے احکام جاری ہوں گے، مثلاً کسی جوان مرد کے سامنے جوان عورت کو اپنا بدن کھولنا ابتلاءِ گناہ کا ایسا سبب قریب ہے کہ عادت اکثریہ کے اعتبار سے اس پر گناہ کا مرتب ہونا لازمی جیسا ہے۔ اس لیے یہ تو شرعاً زنا کی طرح حرام ہو گیا۔ کیونکہ شرعاً اس عمل کو حکم فاحشہ کا دے دیا گیا ہے، اب وہ مطلقاً

حرام ہے، اگرچہ معاملہ کسی معصوم کے ساتھ ہو یا کوئی شخص اپنے نفس پر مکمل قابو رکھنے کی وجہ سے مطمئن ہو کر گناہ سے بچ جائے گا، مواقع ضرورت علاج وغیرہ مستثنیٰ ہونا الگ چیز ہے۔ اس سے اصل حرمت پر کوئی اثر نہیں پڑتا یہ مسئلہ اوقات اور حالات سے بھی متاثر نہیں ہوتا، قرن اول اسلام میں بھی اس کا حکم وہی تھا، جو آج فسق وفجور کے زمانے میں ہے۔

دوسرا درجہ ترک حجاب کا یہ ہے کہ گھروں کی چاردیواری سے باہر برقع یا لمبی چادر سے پورا بدن چھپا کر باہر نکلے یہ سبب بعید ہے فتنہ کا، اس کا حکم ہے کہ اگر ایسا کرنا سبب فتنہ ہو تو ناجائز ہے اور جہاں فتنہ کا خوف نہ ہو وہاں جائز ہے، اس لیے اس کا حکم زمانے اور حالات کے بدلنے سے بدل سکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اس طرح کا خروج عورتوں کا موجب فتنہ نہیں تھا، اس لیے آپ ﷺ نے عورتوں کو برقع وغیرہ میں سارا بدن چھپا کر مسجدوں میں آنے کی چند شرائط کے ساتھ اجازت دی تھی۔ اور ان کو مسجدوں میں آنے سے روکنے کو منع فرمایا تھا، اگرچہ اس وقت بھی ان کو ترغیب اسی کی دی تھی کہ نماز اپنے گھروں میں ادا کریں، کیونکہ ان کے لیے مسجدوں میں آنے سے زیادہ ثواب گھر میں پڑھنے کا ہے، مگر فتنہ کا خوف نہ ہونے کے سبب منع نہیں فرمایا تھا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابۂ کرامؓ نے دیکھا کہ اب عورتوں کا مسجدوں میں آنا فتنہ سے خالی نہیں رہا، اگرچہ برقع چادر وغیرہ لپیٹ کر آئیں، تو ان حضرات نے بالاجماع والاتفاق عورتوں کو مسجدوں کی جماعت میں آنے سے روک دیا، حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ ﷺ آج کے حالات کو دیکھتے تو ضرور عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے روک دیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرامؓ کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ سے مختلف نہیں بلکہ آپ ﷺ نے جن شرائط کی بناء پر اجازت دی تھی اب وہ شرائط نہ رہیں تو حکم آپ ﷺ ہی کے فیصلے سے بدل گیا۔

عورت کا پردہ اور جدید سائنسی تحقیقات

اسلام میں عورت کا پردہ:

انسان نے ہر زمانے میں اپنے دور کو ''دورِ نو'' سمجھا اور یہ خیال کیا کہ پہلا دور ''دورِ کہن'' تھا

جس میں کوئی خوبی نہ تھی لوگ جہالت اور دقیانوسیت میں مبتلا تھے۔ اور اب ہم دورِ نو کے لوگ روشن خیال ہیں۔ علوم وفنون سے آراستہ ہیں اور ہمارے پاس وہ جدید چیزیں ہیں جو پہلے لوگوں کو نصیب نہ تھیں۔ ہر زمانے میں انسان اس غلط فہمی میں مبتلا رہا ہے۔ حالانکہ اگر علمی انکشافات اور فنی ترقی کو، جن کے دروازے اللہ تعالیٰ نے آہستہ آہستہ انسان کے لیے کھولے ہیں۔ چھوڑ کر دیکھا جائے تو انسان حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر آج تک وہی رہا ہے جو تھا۔ اس کے ذہن کی ساخت وہی رہی ہے۔ اس کی دماغی صلاحیتیں وہی رہی ہیں اس کے نفس کی خواہشات وہی رہی ہیں۔ اس کے جسم کے مطالبات وہی رہے ہیں۔ اس کے سوچنے کے انداز وہی رہے ہیں ان میں کبھی کوئی بنیادی فرق واقع نہیں ہوا۔ کیونکہ انسان کی تخلیق جس ساخت پر ہوئی ہے وہ آج بھی وہی ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے وقت تھی اور قوم لوط جس برائی میں مبتلا تھی۔ وہ آج بھی ہم یورپ اور امریکہ جیسے مادی طور پر ترقی یافتہ ملک میں دیکھ سکتے ہیں۔

ان سب باتوں کے باوجود ہم پھر کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم بدل گئے ہیں۔ ہماری سوچ بدل گئی ہے۔ ہم آزاد ہیں ہر طرح کی جنسی اور بدخواہشات سے یہ باتیں کہہ دینا صرف ایک فریب ہے جو ہم اپنے آپ کو سہارا دینے کے لیے دیتے ہیں، ہم پر آج بھی وہ پابندیاں عائد ہوتی ہیں جو ہم سے پہلی قوموں پر تھیں۔ آج بھی وہ چیز برائی ہے جو اسلام کے آغاز میں برائی تھی کیونکہ وقت گزرنے کے باوجود ساتھ ساتھ برائی اچھائی میں تبدیل نہیں ہو سکتی۔ نیکی بھی وہی ہے اور بدی بھی وہی۔ انسان کے ذرائع اور وسائل کی ترقی سے، اس کے عملی اکتشافات سے اور ان اکتشافات کو زندگی میں استعمال کرنے کی وجہ سے اگر کوئی فرق واقع ہوا ہے تو وہ ایک ہی فرق ہے۔ اصل اور بنیادی اور جوہری فرق نہیں۔

تو پھر آپ کو یہ جان لینا چاہیے۔ کہ ایک عورت ہونے کی حیثیت سے اگر آپ اپنے کردار کو اعلیٰ، اپنے اخلاق بلند و پاکیزہ، اپنی زندگی کو روشن و تابناک اور صحت مند بنانا چاہتی ہیں اور خدا پرستی، دین داری، حق پسندی اور شرم وحیا کا سبق پڑھنا چاہتی ہیں، تو پھر آپ کو اپنے دل و دماغ کی آنکھیں کھول کر آج بھی وہ اصول، طریقے روایات اختیار کرنا پڑیں گے جو آج سے چودہ سو سال پہلے تک انسان میں موجود تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''ہر دین کے لیے کچھ اخلاق ہیں اور اسلام کا اخلاق حیاء ہے''۔ (۳)

حیا ہر مرد اور عورت دونوں کے لیے اس کے ایمان کا لازم جز ہے۔ مگر جب میرا موضوع صرف عورت ہے اس لیے میں صرف عورت پر ہی بات کر رہا ہوں اس حیا، پردہ، شرم کے پیچھے بھی عورت کے لیے کچھ فوائد ہیں کیونکہ کوئی بھی چیز بے فائدہ نہیں ہوتی جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل ہو۔ اب ہم شرم وحیا، پردہ، کے کچھ طبعی فوائد دیکھتے ہیں۔

آج مسلمان عورت کے پردہ کو دیکھ کر یورپ بھر میں روز ہزاروں غیر مسلم عورتیں اسلام میں داخل ہو رہی ہیں اور مسلمان عورت کے فوائد اور تحفظ میں پردہ کے میڈیکل فوائد پر تحقیقات ہو رہی ہیں۔

ذیل میں ہم پردہ کے میڈیکل فوائد پر چند تحقیقاتی رپوٹیں پیش کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

نمائشی عورت:

رسالہ ''بے پردگی'' مصنفہ اہلیہ ڈاکٹر محمد رضا میں لکھا ہے:

''جو عورتیں اپنی کمین گاہوں سے دلہن بن کر سج دھج کر نکلتی ہیں، گویا زبان حال سے وہ دعوت نظارہ دیتی ہیں اور کہتی پھرتی ہیں کہ کیا تم اس حسن جمال کو نہیں دیکھ رہے ہو یہ سب دیکھ کر بھی کیا تم قربت اور وصل کی خواہش نہیں رکھتے ہو؟''

اس طرح یہ عورتیں بازاروں اور شاہراہوں میں اپنی خوبصورتی کی اسی طرح نمائش کرتی ہیں جیسے پھیری والا چل پھر کر اپنا مال جگہ جگہ دکھاتا پھرتا ہے مٹھائی والا اپنا مال مختلف رنگوں سے سجا کر چاندی کا ورق لگا کر شوکیس میں قرینہ سے رکھتا ہے، تاکہ آنے جانے والوں کی نظریں ان پر پڑیں، دل ان کے لیے للچائے اور خریدنے کی خواہش تیز سے تیز تر ہو۔ اس طرح اس کے مال کا رواج ہو۔ گاہک زیادہ آئیں۔ بھوک پیاس کا شکار ہونے والے مٹھائی کے رسیا اور اس کے چاہنے والوں کی بھیڑ لگ جائے۔ (خدا کی پناہ) (۴) (ص ۲۶ رسالہ ''اسلامی تمدن دمشق)

امریکی عورت کے سر پر برقعے کے اثرات:

ایک مستورات کی جماعت مع محرموں کے امریکہ گئی۔ ایک مسلمان کے گھر مستورات نے قیام کیا۔ مرد حضرات ساتھ والی مسجد میں ٹھہرے۔ محلے میں گشت کر کے اکھٹے ہونے کی دعوت

دی۔ وہاں کی مستورات میں کئی غیر مسلم تھیں اور ان کے لباس بھی بہت ہی عریاں جب انہوں نے بیان سنا اور پاکستانی مستورات سے ملیں جلیں تو اسلامی لباس سے بہت متاثر ہوئیں اور خاص کر ایک امریکن عورت نے جب پاکستانی برقعہ اپنے سر پر رکھا تو بہت سکون محسوس کیا۔ اور اس نے خود بتایا کہ ایسے لگا کہ کسی نے شفقت کا ہاتھ میرے سر پر رکھ دیا ہے۔ سادگی، لباس اور کھانے پینے کے طریقے سے غیر ملکی مستورات نے بہت اثر لیا۔ دوسرے دن جب آئیں تو لباس بھی اسلامی تھا اور کافی عورتوں نے مسلمان ہو کر اسلامی زندگی گزارنے کا تہیہ کیا۔ یہ صرف حضور ﷺ کے فرمائے ہوئے طریقے کے اثرات تھے۔ (۵)

پردہ اور ڈاکٹر سیل کی ریسرچ:

''پرسنل ہالن'' کے سلسلہ میں ڈاکٹر سیل لکھتے ہیں کہ:

''شادی شدہ اور غیر شادی شدہ لوگوں میں آزادانہ اور ناجائز (غیر شرعی) میل ملاپ کو بالکل ممنوع قرار دیا جانا چاہیے۔ اس لیے کہ ان کے خطرناک نتائج ہوتے ہیں چنانچہ اس کے نتیجے میں گناہ کی ترغیب اخلاق کی گراوٹ دماغ کی بے چینی، نسلی اختلاط، ناجائز حمل، اسقاط حمل، وغیرہ اس کے ثمرات ہیں۔ (۶) (پریونیٹو سوشیل میڈیشن ص ۱۶۸)

الحمدللہ کہ اسلام نے ان خطرناک حالات کے پیدا ہونے سے پہلے ''پردہ'' کو لازم قرار دے کر یکلخت اس کا سدباب کر دیا تا کہ نہ آنکھ ان کے توبہ شکن مناظر کو دیکھے اور نہ ہی دل بے قابو ہو جائے۔

حجاب پر تازہ ترین میڈیکل ریسرچ رپورٹ:

کراچی (اے این این) حجاب پہنے سے خواتین منہ اور ناک کے ذریعے لگنے والی بیماریوں مثلاً نزلہ، زکام اور مختلف جلدی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتی ہیں۔ اپنے چہرے اور بالوں کو مٹی، دھول اور دھوپ کے مضر اثرات سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ نواب شاہ میڈیکل کالج میڈیسن ڈیپارٹمنٹ سال چہارم کی طالبات کی جانب سے کی جانے والی تحقیق کے مطابق گزشتہ چار

سالوں سے پردہ دار خواتین کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔امیر طبقے سے تعلق رکھنے والی خواتین بارہ فیصد، درمیانے طبقہ کی خواتین پندرہ سے اٹھارہ فیصد، غریب طبقے کی ۶.۵۳ فیصد خواتین حجاب استعمال کرتی ہیں۔حجاب استعمال کرنے والی خواتین میں والدین کے کہنے پر ۳۶.۵ فیصد، بھائیوں کے کہنے پر ۳.۸۴ فیصد، شوہروں کے کہنے پر ۱۰.۳۸ فیصد اور مرضی سے حجاب کرنے والی خواتین ۴۹.۲۳ فیصد ہیں۔تعلیمی اعتبار کے حوالے سے پردہ کرنے والی خواتین میں ان پڑھ 6.15 فیصد، پرائمری پاس خواتین ۲۰.۴۹ فیصد، سیکنڈری پاس خواتین ۳۸.۵۲ اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ۴۰.۹۸ فیصد ہیں۔شعبہ ہائے زندگی کے مختلف دفاتر اور فیکٹریوں میں کام کرنے والی خواتین ۲۸.۷ فیصد اور اسکول و کالج جانے والی ۴۵.۳۸ فیصد۔جو خواتین کام کرنے کی غرض سے باہر نکلتی ہیں یا انسٹی ٹیوٹ وغیرہ تعلیم حاصل کرنے جاتی ہیں وہ پردہ فقط دوران سفر کرتی ہیں حجاب پر یہ تحقیق نواب شاہ میڈیکل کالج کے کمیونٹی میڈیسن ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ ڈاکٹر عطا محمد چانڈیو کی نگرانی میں میڈیکل کی طالبات نے کی جن کی گروپ لیڈر ڈاکٹر شائستہ پروین شیخ تھیں۔(۶)

مغربی معاشرہ بے پردگی کی وجہ سے بگڑا ہے:

مغربی معاشرہ پردہ نہ کرنے کی وجہ سے بگڑا، پردہ کا رواج ہوتا تو امریکا اور یورپ میں شادیاں ناکام ہوتیں نہ فحاشی پھیلتی، مغرب کے رہنے والے پردے کا اسلامی اصول اپنا لیں تو معاشرے میں انقلاب آجائے۔ان خیالات کا اظہار ایک اطالوی ماہر نفسیات ڈاکٹر اسٹیفین کلارک نے ایک جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ پردہ حکم ربی ہے جب تک پردہ ہوتا ہے گھر امن سکون اور حیا کا پیکر ہوتا ہے۔جو قوم ان متین اوصاف سے محروم ہو جائے وہ پریشانیوں میں گھر جاتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ عورتوں اور مردوں کا میل جول رشتہ دار مرد خواتین کا گھر بلا روک ٹوک آنا جانا، عام رشتے داروں کے گھر قیام کرنا اور کھانا پینا میری نظر میں سخت نقصان دہ ہے۔اس کا اثر آئندہ نسلوں پر بھی پڑتا ہے اور میں نے اس میل جول کی وجہ سے عورتوں کو غیر مردوں کے طرف مائل ہوتے دیکھا۔

انہوں نے کہا کہ مغربی معاشرے میں طلاق کی کثرت، زنا اور فحاشی کی بڑی وجہ فطرت اور اسلامی اصولوں پر عدم عمل درآمد ہے انہوں نے کہا کہ اگر ہم ان اصولوں پر عمل کریں تو ہماری زندگیوں میں انقلاب آسکتا ہے انہوں نے کہا کہ اس لیے مسلمانوں کے نبی محمد (ﷺ) نے اس کا سختی سے حکم دیا ہے۔

پردہ اور جدید سائنس:

پردہ کرنے سے سردیوں میں سرد ہوا جب چلتی ہے تو اگر چہرہ پر پردہ ہوگا۔ یعنی نقاب ہوگا تو ہوا چھن کر پھیپھڑوں میں داخل ہوگی۔ میڈیکل نقطہ نظر سے یہ عورتوں کے لیے بے حد مفید ہے۔

پردہ اور میڈیکل تحقیق:

پردہ عورت کے لیے ایک ڈھال کا کام کرتا ہے۔ دیکھئے اگر آپ اپنے سر کو ڈھانپ کر گھر سے باہر نکلتی ہیں ایک طرف یہ دینی فرض ادا ہو جاتا ہے۔ اور دوسری طرف دیکھیں تو آپ کو اس سے بہت دنیاوی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ سر پر چادر ہونے کی وجہ سے باہر کی گرد وغبار سے آپ بچ جاتی ہیں۔ آپ کے بالوں پر دھوئیں کے بد اثرات نہیں پڑتے۔ آپ کے بال اپنی قدرتی چمک برقرار رکھتے ہیں۔ اور اس طرح آپ کے بالوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا اسی طرح گھر میں جھاڑو دیتے ہوئے سر کو ڈھانپا جائے اور کھانا کھاتے وقت حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق بال ڈھانپے جائیں تو بال اڑ کر کھانے میں نہیں پڑتے اور آپ بیماریوں سے بچ جاتی ہیں۔ اور اس طرح گرم موسم میں اپنے سر اور جسم کو ڈھانپ کر باہر نکلیں تو سورج کی روشنی اور اس کی لو سے ہمارا جسم اور دماغ محفوظ رہتا ہے اور آپ بیمار ہونے سے بچ جاتی ہیں۔ (۷)

ڈاکٹر جان مارشل اور سر ڈھانپنے کے میڈیکل فوائد:

برطانیہ کے ماہر امراض چشم یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی کے پروفیسر جان مارشل نے بیان کیا ہے کہ سر کو ڈھانپ کے رکھنے والے افراد بینائی کے مسائل کا کم شکار ہوتے ہیں۔ شریعت مطہرہ

نے مسلمانوں کو سر ڈھانپ کر رکھنے کا خصوصی طور پر حکم دیا ہے۔ کھانا کھاؤ تو سر ڈھانپو۔ بیت الخلاء جاؤ تو سر ڈھکا ہو۔ عبادت کرو تو سر ڈھکا ہو۔ گھر سے باہر نکلو تو سر ڈھکا ہو بے شمار بزرگ گھر میں ہوتے ہوئے آج بھی سر ڈھکا رکھتے ہیں حتیٰ کہ سوتے وقت بھی سر کھلا نہیں رکھتے۔ سر کو کھلا رکھنا عیسائیوں اور غیر مسلمین کی تہذیب ہے۔ شریعت حق نے عورت کے سر کے بالوں کو ستر میں شامل کیا ہے اور عورت پر ستر پوشی فرض ہے۔ اس کے کفن میں مرد کے کفن کے مقابلہ میں ایک کپڑا زیادہ ہوتا ہے جو اس کے سر کے بالوں کو چھپانے کے کام آتا ہے۔ دین دار گھرانوں میں اب بھی نوجوان لڑکیاں اور مستورات ہر وقت دوپٹے سے سر کو ڈھکے رکھتی ہیں اور اس پر فخر کرتی ہیں یہی سنت طریقہ ہے۔

پردے کے ذریعے دھوپ سے بالوں کا بچاؤ اور جدید تحقیق:

آپ کے لمبے بالوں کے لیے زائد سورج کی روشنی، آلودگی اور وہ پانی جس میں کلورین کی مقدار زیادہ ہو، نہایت مضر ہے یہ عناصر بالوں کو ملائم ہونے سے روکتے ہیں اور بال اپنی مرضی سے سنوارے نہیں جاسکتے۔ وہ خواتین جو گھر سے باہر زیادہ وقت گزارتی ہیں اور جن کا تقریباً روزانہ ہی آدھا وقت باہر دھوپ میں گزرتا ہے انہیں یہ بات یاد رکھنی چاہے کہ بالوں کو بہت تھوڑی مقدار میں دھوپ درکار ہوتی ہے۔ زیادہ وقت دھوپ میں گزارنے سے بالوں میں کھردارا اور روکھا پن محسوس ہونے لگتا ہے۔

سر ڈھانپنا اور میڈیکل ریسرچ:

ایک زمانہ وہ تھا کہ سر ننگا رکھنا آداب معاشرہ کے خلاف تھا۔ گھر میں تو خیر ننگا سر رکھنے کی اجازت تھی لیکن گھر سے باہر قدم رکھتے ہی ٹوپی یا پگڑی سر پر رکھ لی جاتی تھی۔ آج کل اس کا رواج بہت کم ہوگیا ہے۔ شہر اور دیہات ہر جگہ لوگ ننگے سر پھرتے ہیں۔

بالوں کو دھوپ اور ہوا بھی لگنی چاہیے لیکن شدید گرمی کے موسم میں دھوپ سے بچیں ورنہ لو لگ جائے گی۔ برقعہ پوش خواتین سفید رومال رکھیں اور اوپر سے برقع پہنیں۔ کالے اور گہرے رنگ کا برقع سورج کی شعاعیں بآسانی جذب کرتا ہے۔

سمائیل سمائکس اور عورت کا گھر میں بیٹھنا اور جدید تحقیق:

انیسویں صدی کا مشہور تحقیق دان اور انگلستان کے جدید تمدنی دور کا مسلم موسس ہے جن کی اخلاقی تصنیفات آج یورپ کے تعلیمی نصاب کا ایک ضروری جزو سمجھی جاتی ہیں یورپ کے تمام فاضل اور علماء شہادت دے چکے ہیں کہ ہم تمام مصنفین میں ''سمائکس'' اخلاق کا سرخیل اور بزرگ ترین مصنف ہے اس سے بڑھ کر مقبولیت کیا ہوسکتی ہے کہ علمی اور اخلاقی سوسائٹی کی طرح مذہبی سوسائٹی بھی ان تصنیفات کو بائبل کا ہم پلہ تسلیم کرتی ہے اور اس الماری کو منحوس سمجھتی ہے جس میں سمائکس کی تصنیفات کو جگہ نہ دی گئی ہو۔

یہی عالی دماغ اخلاقی فلاسفر اپنی گراں بہا تصنیف ''الاخلاق'' میں انگلستان کی آزاد عورتوں کی حالت پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے:

قدیم اہل روما کے نزدیک شریف اور رتبہ العائلہ'' عورت کی سب سے زیادہ قابل تعریف اور اعلیٰ درجہ قابل مدح بات یہ سمجھی جاتی تھی. وہ گھر بیٹھنے اور گھر سے باہر کی کشمکش سے محفوظ ہے ہمارے زمانے میں بھی کہا جاتا ہے کہ عورت پر جغرافیہ کی تعلیم اس لیے واجب ہے کہ وہ اپنے گھر میں مناسب رخ اور صحیح سمت میں کھڑکیاں بنوا سکے اور علم کیمسٹری کی تحصیل اس لیے فرض ہے کہ جوش کی حالت میں دیگچی کی حفاظت کر سکے۔ (۸)

اسلامی معاشرے میں عورت پر پابندی کی نوعیت غیر مسلموں کی زبان سے سر جان ایبکٹ اسلامی معاشرہ میں عورتوں پر پابندی پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہے:

عورتوں پر آپ ﷺ نے جو پابندیاں عائد کی ہیں وہ محض اخلاقی نوعیت کی ہیں اور ان میں حقارت سختی، یا بے رحمی کا کوئی پہلو نہیں نکلتا اور اس کے برخلاف آپ ﷺ نے ہمیشہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور ان کے نقطہ نظر کو سمجھنے کی وکالت کی ہے ایک اور موقعہ پر جان بیکٹ لکھتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے عورتوں پر جو پابندیاں عائد فرمائی ہیں ان کی نوعیت سخت نہیں ہے بلکہ ان پابندیوں میں عورتوں کے لیے آسانیاں فراہم کی گئی ہیں۔

وہ مزید لکھتے ہیں! مختصر یہ ہے کہ اسلام نے زندگی کی تشکیل میں مردوں اور عورتوں کے درمیان نظریاتی حد فاصل کھینچی ہے زندگی کے مختلف شعبوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلام نے ان

دونوں کے درمیان فرق محسوس کیا یہ صحیح ہے کہ عورتیں اپنی جسمانی، طبعی کمزوریوں کے باعث ہمیشہ مردوں کا آلہ کار بنتی رہیں مرد نے عورت کا استحصال خوب کیا ہے۔ مغربی دنیا نے مسلم معاشرے میں عورت کے مقام کو سمجھنے میں غلطی کی ہے اور اس کے مقام کو توڑ مروڑ کے پیش کیا جاتا ہے۔ دیکھیے محمد رسول اللہ ﷺ ترجمہ:

(The Life and times of Muhammad P-416)

اسلامی معاشرے میں عورتوں پر پابندی کے مفید اثرات:

ہیلن جو ایک امریکی صحافی خاتون ہے امریکہ کے بیشتر اخبارات اور رسائل و جرائد میں اس کے مضامین و مقالات شائع ہوتے رہتے ہیں یہ امریکی صحافی خاتون عرب ممالک میں گئی وہ اسلامی معاشرہ میں عورت، حجاب اور اس کے پاکیزہ مقام سے بے حد متاثر ہوئی۔ اس نے وہاں کے عوام کے سامنے اس وقت جو تاثرات پیش کیے وہ حسب ذیل ہیں:

عرب عوام کی سوسائٹی ایک صحت مند سوسائٹی ہے اس کے معاشرتی اور سماجی اصول اتنے مناسب اور معقول ہیں انہیں ہر نوجوان لڑکے اور لڑکی کو قبول کر لینا چاہیے۔ یہ بات امریکہ اور دیگر یورپی سوسائٹیوں میں مفقود ہے وہاں مرد و زن کے میل جول کی آزادانہ عام اجازت ہے۔ عورت پر کوئی پابندی نہیں اسی بناء پر والدین کا احترام ختم ہو گیا ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ تمام اخلاقی قدریں ناپید ہو گئی ہیں۔ ہر قسم کی بے حیائی عام ہے۔ مہذب تمدن کی آڑ میں معاشرہ ایک زبردست ہیجان اور انتشار کا شکار ہے۔

اے عرب مسلمان قوم!

تمہارے یہاں عورت پر ایک حد تک پابندی ہے احترام والدین ضروری ہے اور معاشرتی قوانین اپنی بہترین بنیادوں پر وضع کیے گئے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اخلاقی قدریں نشو و نما پائیں گی۔ صالح معاشرہ وجود میں آئے گا۔ ہر صنف کو اس کا لازمی حق اور صحیح احترام ملے گا۔ اس لیے میں تمہیں یہ نصیحت کرتی ہوں کہ اپنے مذہبی و معاشرتی قوانین کو مضبوطی سے تھامے رہو۔ (۹)

پردہ نہ کرنے کی نقصانات

غیر محرم کے سامنے چہرہ کھولنا چاروں ائمہ مجتہدین کے نزدیک ناجائز ہے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہے اور احناف کے نزدیک فتنہ کی وجہ سے ناجائز ہے نامحرم مردوں میں دیور، جیٹھ، بہنوئی، نندوئی، چچازاد، ماموں زاد، خالہ زاد بھائی بھی داخل ہیں۔ عام طور سے ان رشتہ داروں کو نامحرم نہیں سمجھا جاتا، حالانکہ حضور اکرم ﷺ نے ان رشتہ داروں کو نامحرم قرار دیا ہے۔

چہرہ کھولنے میں فتنوں کا ہونا اتنا واضح ہے کہ اس کے بیان کی ضرورت نہیں ہے، کوئی خاندان اور کوئی برادری ایسی نہیں ہے جہاں اس قسم کے واقعات نہ ہوئے ہوں، مگر چونکہ اس طرح کے واقعات کی اخفاء کی عادت ہے۔ اس لیے بہت کم منظر عام پر آتے ہیں مگر پھر بھی شائع ہوتے رہتے ہیں نمونے کے طور پر چند واقعات لکھتا ہوں:

حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ اپنے ایک مطبوعہ وعظ میں فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں پردہ نہ کرنے سے کوئی خطرہ کی بات نہیں ہے ماشاء اللہ ہماری بیوی بہت نیک ہے، بیٹیاں، بہنیں، بہوئیں بہت نیک ہیں۔ بہت شریف ہیں۔ ان کی آنکھ میں تو برائی آ ہی نہیں سکتی تو دل میں کہاں سے آئے گی؟ یہ تو بہت بعید ہے۔ اور ہمارے بھائی اور دوسرے قریبی رشتہ دار ہمارے چچازاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد، ماموں زاد سارے ذاد شامل کرلیں، بہت ہی شریف ذادے ہیں۔ اس برائی کا تو ہمارے ہاں تصور بھی نہیں ہوسکتا، یہ مسئلہ جتنا اہم ہے اتنی ہی اس معاملہ میں غفلت پائی جاتی ہے عوام کے علاوہ خواص میں، علماء میں بھی بہت زیادہ غفلت پائی جاتی ہے قرآن کریم کے صریح حکم پر بالکل عمل نہیں ہورہا۔ گویا کہ یہ حکم قرآن کریم میں نازل ہی نہیں ہوا، ان کے عمل اور حالات سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا پردہ کا حکم قرآن میں ہے ہی نہیں۔

میں چند خاندانوں کے واقعات بتاتا ہوں، جو آپ سے زیادہ پارسا ہیں، آپ کی طرح ان کو بھی اپنی پارسائی پر ناز اور غرور ہوا، اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو پسِ پشت ڈال دیا اور پردہ نہیں کیا تو انجام کیا ہوا، یہ کوئی گذشتہ زمانہ کا قصہ نہیں ہے۔ یہ واقعات ابھی کے ہیں اور کراچی کے

ہی ہیں۔ اگر ان کے خاندان کی بے عزتی کا خطرہ نہ ہوتا تو ان کے نام اور پتے بھی بتا دیتا تاکہ خود جا کر دیکھ لیں اور ان سے پوچھ لیں کہ کیا ہوا؟ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے پردہ کے بارے میں اللہ کے احکام کو توڑ کر خاندان کو خود ہی بے عزت و ذلیل کیا ہے اب قصہ سنئے خدا کرے کہ بات دلوں میں اتر جائے۔

ذلت کا پہلا واقعہ:

ایک حاجی صاحب تھے بہت نیک، بہت ہی پارسا لوگوں کو ان سے اتنی عقیدت اور ان پر اتنا اعتماد تھا کہ لاکھوں کی امانتیں ان کے پاس رکھی ہوئی تھیں ایک بار ان کے کچھ عزیز میرے پاس آئے اور انہوں نے یہ قصہ سنایا کہ اس کے اپنی سالی سے ناجائز تعلقات ہوگئے بیوی کے ہوتے ہوئے۔ اسی گھر میں بیوی موجود سسرال کے سب لوگ موجود اور سالی سے ناجائز تعلق ہوگیا، اور کیا کیا؟ چپکے سے پاسپورٹ بنوایا اور کسی ملک کا ویزا لگوایا، داڑھی منڈوائی، کوٹ پتلون پہنا اور کسی غیر ملک میں بھاگ گئے اور لوگوں کی لاکھوں کی امانتیں سب کی سب لے گئے۔ مگر ان کی صورت اور دینی حالات ایسے کہ کسی کو وہم وگمان بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ یہ شخص برا ہوسکتا ہے، مگر کیا ہوا اب آپ اندازہ لگائیں کہ لوگوں کو یہ خیال ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں ایسی بدکاری کا کوئی امکان نہیں میرا گھرانہ اور ماحول تو بڑا ہی پاک وصاف ہے اب اس خوش فہمی اور خام خیالی کا کیا علاج؟

ذلت کا دوسرا واقعہ:

یہ واقعہ بھی کراچی کا ہے ایک صاحب جو ماشاء اللہ بہت دیندار تھے اور دینی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ انہیں حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل تھی اس کے باوجود محض اس وجہ سے کہ ان کے ہاں سالی سے پردے کا رواج نہ تھا ان کا اپنی سالی سے خفیہ تعلق ہوگیا کئی سال تک یہ تعلق رہا، وہ مانع حمل کی گولیاں استعمال کرتی رہی اور یہاں تک کہ اس کی شادی ہوگئی اور وہ اپنے شوہر کے پاس چلی گئی۔

ذلت کا تیسرا واقعہ:

ایک صاحب نماز روزے کے پابند، ان کی اہلیہ بھی شریف گھرانے کی چشم و چراغ تھیں۔ انہوں نے پردہ کا اہتمام نہیں کیا، دوست احباب کے یہاں ان کا جانا اور دوستوں کا ان کے یہاں آنا جانا رہتا تھا تعلق بڑھتا گیا، اسی دوران ان کے ایک دوست سے ان کی بیوی کی آنکھ لڑ گئی، آہستہ آہستہ تعلق بڑھتا گیا، چونکہ شوہر دن میں اپنے کام پر چلا جاتا، بچے اسکول چلے جاتے اور بیوی صاحبہ اپنے شوہر کے دوست کے ساتھ اپنے ہی گھر میں خلوت کے مزے لوٹتی رہی کچھ عرصہ کے بعد شوہر کو بھی پتہ چل گیا، اصلاح کی کوشش کی۔ جب ناکامی ہوئی تو مجبوراً بیوی کو طلاق دے دی۔

نمونہ کے طور پر یہ تین واقعے لکھے، ورنہ اس طرح کے واقعات کا کوئی شمار نہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ اس کی ابتداء بے پردگی سے ہوتی ہے۔ بے پردگی پہلا زینہ ہے، اگر پردے کا اہتمام کیا جائے تو پہلے ہی قدم پر روک تھام کی جاسکے۔ (۱۰)

جاہلیتِ قدیمہ اور موجودہ مہذب جاہلیت:

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

آج سے کئی ہزار سال بیشتر حضرت نوح و ادریس علیہم السلام کے درمیانے قرون نیز زمانہ فترت یعنی حضرت اقدس ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیانی دور میں جن کو قرآن نے جاہلیت اولیٰ فرمایا ہے عورت کی یہ بے حجابی و بے قیدی اپنی انتہا پر پہنچ چکی تھی۔ ان قرون میں عورت ایک نمائش اور مفاد عامہ کی چیز سمجھ لی گئی تھی اس کی حیثیت کسی مخفی خزانہ کی سی نہ تھی جو صرف اپنے ہی حق دار کے کام آسکے بلکہ ایک وقفی دولت کی مانند تھی جس سے ہر کس و ناکس ہر حالت میں فائدہ اٹھا سکتا تھا، زیور و پارچہ اور عطریات سے آراستہ ہو کر گھر کی چاردیواری سے باہر نکلتی، مستانہ چال ڈھال اور ناز و انداز سے مردوں کو اپنی طرف مائل کرتی پھر اس بیرونی زینت و نمائش کے ساتھ اعضائے بدن کی عریاں حیثیت اور تمام محاسن جمال نگاہ بازوں کے

سامنے پیش کرتی تھی اور اس طرح ایک عورت بیک وقت اپنے شوہر اور عاشق کے درمیان استعمال کی جاسکتی تھی غرض عفت وستر اور عصمت و پاکدامنی کی حقیقت سے ہی نہیں بلکہ صورت سے بھی نا آشنا ہوکر ہر اس تلذذ سے جو عورت کے ذریعہ مرد حاصل کرسکتا تھا مرد کو مستفید کرنے میں اس بے حجاب عورت کو دریغ نہ تھا۔ امم ماضیہ کی ان ہی نا جائز نمائشوں، حسن فروشیوں اور فحش کاریوں کو قرآن کریم نے تبرج جاہلیہ کے عنوان سے ظاہر فرمایا۔ آج کی شہوت راں قوم بالخصوص یورپ کی عیاش مگر متمدن اقوام کا شیوہ بے حجابی اس حد پر پہنچ چکا ہے کہ جاہلیت اولیٰ بھی اس سے شرما کر زیر زمین چھپ گئی ہے یوروپین لیڈیوں کا تبرج، نیم عریاں لباس، دل ربایانہ گل گشت اور بے حجاب خروج اور اس کے ساتھ مردوں کا حیاء سوز رویہ جس کو قانونی زندگی کی شکل دے کر تہذیب وتمدن کے نام سے پکارا گیا ہے۔ جاہلیت اولیٰ کا نقش ثانی بلکہ اپنی نوعیت میں اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ یہ وہی فتنہ ہے لیکن یاں ذرا سانچے میں ڈھلتا ہے۔ (۱۱)

موجودہ جاہلیت اور فحاشی کے چند نمونے:

موجودہ جاہلیت میں بدکاری کے ساتھ قومی حمایت شامل حال ہے سالویشن آرمی، یورپ کی وہ خادم قوم اور محافظ بے کساں جماعت جس کا قیام خبر گیری خلق اللہ کے نام سے کیا گیا ہے، اس کا ایک کام یہ بھی ہے کہ یورپ میں جن ماؤں کو نا جائز بچوں کے جننے میں دشواریاں پیش آتی ہیں۔ ان کے لیے زچہ خانوں اور زچگی کا انتظام کرے اس مشن کی ایک رپورٹ کے حوالہ سے نیویارک کا رسالہ ''میڈیکل کرایٹک اینڈ گائیڈ دسی ۱۹۲۸ء'' لکھتا ہے جس کا اقتباس ''فارورڈ'' کلکتہ میں شائع ہوا ہے:

> آج سے بیس سال قبل ان زچہ خانوں کی آبادی پختہ عمر عورتوں سے قائم تھی، جو ہر طرح سوچ سمجھ کر بدکاری کرتی تھیں، لیکن اب صورتحال بدل گئی ہے، اب زچہ خانوں میں بڑی تعداد نوعمر طالبات علم اور ان کم سن لڑکیوں کی آنے لگی ہے جن کے دن ماں بننے کے بجائے اسکول میں حاضری دینے کے ہوتے ہیں آخری اعداد کے بموجب ان کی تعداد ۴۲ فی صد ہے، ان لڑکیوں کی اوسط عمر ۱۶ سال ہے۔ (۱۲)

باوجود اس کے کہ لندن میں عصمت فروشی کا حق کسی عورت کو نہیں دیا گیا مگر ایک ذمہ دار میم صاحبہ تحریر کرتی ہیں کہ:

۱۹۱۵ء سے ۱۹۱۷ء تک تین سال کے اندر لندن میں عصمت فروشی میں بیس ہزار عورتیں گرفتار ہوئیں یہ وہ احمق عورتیں تھیں جنہوں نے پولیس کو گرفتاری کا موقع دیا ورنہ لاکھوں ایسی نیک بخت بھری پڑی ہیں جن کی عمر اسی شغل میں بسر ہوئی اور پولیس کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

شہر گلاسکو کے کالج میں پڑھنے والے طلباء کی اعانت کے لیے وہاں کی دوشیزہ لڑکیوں نے اعلان کیا کہ ہم شاہراہوں اور سڑکوں پر چھ شلنگ میں اپنا بوسہ فروخت کریں گی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سینکڑوں پونڈ ان نازنینوں کے بوسوں سے حاصل ہوئے۔

امریکہ کی ایک یونیورسٹی میں طالبات سے دریافت کیا گیا کہ ایک نو وارد لڑکی کو یونیورسٹی میں داخل ہونے سے پہلے کن کن امور میں واقفیت ہونی چاہیے؟ اس کا جواب دو سو سے اوپر لڑکیوں نے تحریر کیا، جس کا خلاصہ اخبار مدینہ نے اس طرح شائع کیا ہے:

لڑکی کو تذکیر و تانیث اور اس کے لوازم و خصوصیات سے پوری طرح واقفیت ہونی چاہیے۔ اسے معلوم رہے کہ کس طرح ناچنا چاہیے؟ کس طرح سگریٹ پینا چاہیے؟ کس طرح شراب کے ساغر غٹ غٹ چڑھانا چاہئے؟ اور کس طرح اسے گلے لگنا چاہیے؟ نیز اسے تمام طالبان حسن پر بے وجہ اور ہمہ گیر طور پر مہربان بھی نہ ہونا چاہیے بدمست اور شرابیوں سے معاملہ کرنے کا فن اسے آنا چاہیے۔ ایک لڑکی نے ان الفاظ کا اس میں اور اضافہ کیا کہ لپٹنے اور گلے لگنے کا تجربہ پہلے سے ہونا چاہیے تا کہ یونیورسٹی پہنچ کر اس عمل میں ناتجربہ کاری کی بناء پر کوئی رکاوٹ یا شرمندگی نہ ہو اور سہولت سے یہ عمل جاری رہ سکے خواہ طالب علموں سے ہو یا پروفیسروں سے، یا ملازمین یونیورسٹی سے نیز جسے وہ ناپسند کرتی ہو اسے گلے لگنے سے باز رکھنے کا فن اور طریقہ بھی معلوم رہنا چاہیے۔ (۱۵۴)

ایک واقعہ جو ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۸ K.W. Record کی اشاعت میں شائع ہوا وہ یہ ہے کہ:

ایک صاحب جن کا آبائی وطن چیلی ہے اور ان کی بیوی بھی چیلی ہی کی ہے اور دونوں یہاں کینیڈا میں رہتے تھے، شوہر کی عمر ۴۰ اور بیوی کی عمر ۳۴ سال تھی ایک دن شوہر گھر میں داخل ہوا تو بیوی کو غیر مرد کے ساتھ اپنے بستر پر لیٹا ہوا پایا وہ تھانہ گیا اور پولیس کو خبر دی، پولیس نے کہا کہ یہ کوئی جرم نہیں ہے چنانچہ واپس گھر آ گیا مگر یہ منظر اس سے دیکھا نہیں گیا دوبارہ پولیس کو فون کر کے بلایا، دو پولیس افسر آئے دیکھ کر انہوں نے کہا کہ یہ کوئی جرم نہیں ہے۔ تم باہر کے کمرے میں صوفے پر سو جاؤ یہ کہہ کر وہ دونوں چلے گئے۔ وہ شخص برداشت نہیں کر سکا اور چاقو نکال کر پیچھے سے بیوی کو زخمی کر دیا۔ بیوی اسپتال میں داخل ہو گئی۔ علاج کے بعد صحت یاب ہو گئی اور اس شخص کو جیل بھیج دیا گیا۔ عدالت میں مقدمہ چلا۔ عدالت نے بھی بیوی کو تو کچھ نہیں کہا مگر شوہر کو بیوی کو زخمی کرنے کے جرم میں ڈیڑھ سال قید کی سزا سنا دی۔ (۱۵)

یہاں اس طرح کے واقعات روزانہ کا معمول ہے۔ اس لیے یہاں کے لوگوں کو خیرت یا تعجب نہیں ہوتا۔ یہاں کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں کسی لڑکی کا شادی سے پہلے باکرہ رہنا نادرالوجود ہے بلکہ مشرقی ممالک کی اس عادت پر لوگ حیران ہوتے ہیں کہ وہاں شادی سے پہلے باکرہ رہنے کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔

مغربی ماہرین کے اعداد و شمار:

بقول اقبال

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

بے پردگی نے مغربی معاشرہ کو جس طرح مکمل تباہی و بربادی سے دوچار اور اس کو جس طرح کھوکھلا کر دیا ہے وہ اقبال کے الفاظ میں فساد قلب و نظر اور عصمت پیر کشت حرف غلط بن گئی ہے اور جس کے وجود سے تصور کائنات میں رنگ تھا اس کے بنیادی رول کو نظر انداز کر کے یا ''مرگ اموموت'' سے خود مغربی سوسائٹی کس طرح مادی و معنوی خسارے سے دوچار ہو رہی ہے اس کا

اندازہ مغربی ماہرین کے پیش کیے ہوئے اعداد و شمار سے لگایا جا سکتا ہے۔

۱)......امریکی سوسائٹی میں ہر دس منٹ پر ایک عورت کی آبروریزی کی جاتی ہے۔

۲)......امریکی معاشرہ میں خاندانی شیرازہ بکھرنے کی وجہ سے صرف ۱۰ فیصد بچوں کو والدین کی سرپرستی حاصل ہے۔

۳)......جرمنی میں ایک کروڑ بیس لاکھ افراد تنہا زندگی گزارتے ہیں ان میں سے ۴۳ فیصد نے شادی ہی نہیں کی شادی کے بغیر مرد و عورت کے اکٹھا رہ کر زندگی گزارنے والوں کا تناسب ۲۷ فیصد ہے۔ دو کروڑ تیس لاکھ شادی شدہ جوڑوں کے ساتھ ایک کروڑ بیس لاکھ جوڑے ایسے بھی ہیں جو بغیر شادی کے ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔

۴)......ایک سال میں ہونے والی چار لاکھ چار ہزار شادیوں میں سے ۶۴ فیصد کا انجام طلاق کی صورت میں ظاہر ہوا۔

۵)......ایک جرمن بچے کو ۲۴ گھنٹے میں ماں باپ کے اوقات میں سے اوسطاً آدھا گھنٹہ ملتا ہے جس میں کھانے کا وقت بھی شامل ہے، جبکہ ایک جرمن عورت روزانہ اوسطاً آدھا گھنٹہ اپنے دوستوں سے فون پر گپ شپ اور پانچ گھنٹے ٹی وی اور سینما اور دوسرے تفریحی پروگراموں میں گزارتی ہے، ایک جرمن بچہ روزانہ اوسطاً ڈھائی گھنٹے ٹی وی کے سامنے گذارتا ہے جہاں پچاس مناظر قتل اور جنسی عمل کے دیکھتا ہے۔

۶)......امریکہ کی مرکزی حکومت کے دفاتر میں کام کرنے والی خواتین کی تقریباً ۸۲ فیصد خواتین کو جنسی طور پر پریشان کیا جاتا ہے۔ ریاستی حکومتوں کے دفاتر میں کام کرنے والی خواتین کی ۸۵ فیصد خواتین نے بتایا کہ ان کے لئے جنسی بدسلوکی ایک عام تجربہ بن چکی ہے۔

۷)......امریکہ میں نکاح و طلاق کا تناسب برابر ہو چکا ہے۔

۸)......امریکہ کے سماجی کارکن بتاتے ہیں کہ ۹۹ فیصد عورتوں کو گھر سے باہر رہ کر مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے میں جنسی استحصال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بغیر وہ ترقی نہیں کر سکتیں۔

یہ ہے مغربی سوسائٹی کا وہ آئینہ جس کو دیکھ کر وہاں کے دانشور بوکھلا گئے ہیں اور اسقاط حمل اور جنسی آزادی کے خلاف تحریکیں چل رہی ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ مسیحی دنیا کے مذہبی پیشوا بھی یہودیوں کے دباؤ میں آکر بدکاری اور جنسی آزادی کو فروغ دینے میں تعاون پیش کر رہے

ہیں اس لیے کہ خود مسیحی پادریوں کی اکثریت گلے گلے اس دلدل میں پھنس چکی ہے۔

اس تاریک صورتحال میں اسلام ہی ہے جو ناخدا بن کر مغربی سماج کو ڈوبنے سے بچانے کی کوشش کررہا ہے یہ خبر سماجی سروے سے معلوم ہوئی ہے کہ مغربی سوسائٹی کی خواتین نے اسلام کے حقوق نسواں کو سب سے بہتر اور محفوظ ضمانت قرار دیا ہے۔ اب وہاں مقیم داعیوں کا کام ہے کہ وہ اس صورتحال کو اسلامی دعوت کے فروغ کے لیے کام میں لائیں۔

ذرا نم ہو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی (۱۶)

حجاب و بے حجابی میں مشرق و مغرب کی عورتوں کا موازنہ:

کہاں مشرق کی وہ شرافت مآب عورت جو اپنے جوہر عفت و عصمت کی حفاظت کے لیے سینکڑوں حجابوں میں مستور ہو کر گھر کے کونے میں خلوت گزین ہے اور کہاں مغرب کی وہ دریدہ نگاہ عورت جو اپنی ہر ایک زینت کی نمائش کرتی، مائل ہوتی اور مائل کرتی ہوئی گھر کی چار دیواری سے باہر بازار میں سیر گاہوں، جلسوں اور پنڈالوں، ہوٹلوں اور قہوہ خانوں، تھیٹروں اور سرکسوں نمائشوں اور سینماؤں، باغوں اور پارکوں میں ماری ماری پھرتی ہے۔ کہاں یہ فاسقانہ تبرج جاہلیت اور کہاں وہ مسلمان تموج حیاء وعفت۔

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا:

جبکہ دونوں قسم کی عورتوں کی الگ الگ دو راہیں ہیں ایک اخلاق روحانی کی طرف جارہی ہے اور ایک جذبات نفسانی کی طرف، پھر ان دونوں میں ذہنی اور خارجی طور پر اصولی و فروعی امتیاز بھی ہے، تو کیسے ممکن تھا کہ اسلام کی التباس شکن شریعت ان میں ایل میل گوارا کرتی ؟ یا اس حجاب و بے حجابی کی دو متضاد نوعوں میں کسی تلبیس کو راہ دیتی۔ اس نے بے حجابی کو مٹایا اور حجاب کامل کا حیادار عورتوں کو حکم دیا تاکہ مسلم عورتوں اور ان قدیم و جدید حیاء شکن عورتوں میں باہم کوئی تشبیہ اور موافقت تک راہ نہ پائے۔

اس تفصیل کے ہوتے ہوئے حجاب شرعی کی کسی ایک چھوٹی سی چھوٹی قید کو اٹھا کر اسلامی دنیا کو یہ توقع نہیں رکھنی چاہیے کہ وہ آئندہ دوسری ان ضروری قیود کو بحالہا باقی رکھ سکے گی۔ جن کو

آج وہ بھی ضروری خیال کر رہی ہے۔ ہوٰی پرستی کی سب سے نیچے کی کڑی اپنے سے اوپر کی کڑیوں کو اس وقت تک برابر کھینچی رہتی ہے، جب تک کہ اس زنجیر کے پورے طول کو مکمل نہ کر لے آخر جن اقوام میں موجودہ بے حجابی یا مروجہ بے حیائی آئی ہے، وہ ایک دم اور ابتداء ہی سے نہیں آ گئی۔ بلکہ پہلے اس کے وہی مراتب زیر عمل آئے جن کو ہنگامی سوسائٹی نے عاقبت ناشناسی سے ہلکا اور غیر مضر سمجھ کر رواج دیا لیکن بالآخر یہ اقوام قدرتی اصول کے ماتحت بے حجابی کی اسی انتہا پر پہنچ کر رہیں، جس سے بچنے کے لیے حجاب کے ابتدائی مراتب قائم کیے گئے تھے۔ طبع بشری کا خاصہ یہی ہے کہ وہ حد شکنی کے بعد بقیہ حدود قائم نہیں رکھ سکتی۔

غیر اقوام کی صنف نازک نے جب گھر کی چار دیواری کا پردہ توڑ ڈالا تو میدان میں آخر آواز کا پردہ اٹھا دینا اس کے لیے کچھ مشکل نہ رہا، آواز نے عریاں ہو کر چہروں کو بے حجاب کیا اور چہروں نے کھل کر نگاہوں کے پردے فاش کیے، آزاد نگاہوں نے خیالات کو آزاد کر دیا، آزادی خیال نے حجاب خیال کو چھانٹ دیا۔ لباس کی قطع و برید نے اولاً اعضاء حسن کو بے نقاب کیا سینہ وگلو اور بازوؤں کی نمائش شروع ہوئی، عریاں حسن نے اعضا شہوت سے پردے ہٹا دیئے۔ پنڈلیاں اور پھر رانیں بے حجاب ہوئیں۔ بے حجابی کے مبادی پورے ہو کر مقصد قریب تر ہو گیا اور آخر کار وہ شرمگاہیں بھی بے حجاب ہو گئیں جن کے ڈھانپنے کے لیے حجاب کا یہ طویل سلسلہ قائم کیا گیا تھا۔ اور آج ان ہی یورپین بے حجابیوں میں بالکل برہنہ تن مرد اور عورتوں کی تعداد بھی لاکھوں سے کم نہیں ہے۔ انقلاب اخبار رکھتا ہے:

فرانس اور جرمنی میں مادرزاد برہنگی کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ جرمنی میں برہنگی کی ایک انجمن بنی ہوئی ہے اس کا نام انجمن ملیہ برہنگی ہے۔ اس کے ارکان کی تعداد چار لاکھ تک پہنچ چکی ہے جس میں عورتیں بکثرت شریک ہیں۔

لیکن ۱۹۲۹ء کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ جرمنی میں اس کے ارکان چالیس لاکھ تک پہنچ چکے ہیں۔

ظاہر ہے کہ بے حجابی کے اس انتہائی نقطہ پر پہنچنے کے بعد یورپ کے عیاشوں میں ان اعلانیہ حرام کاریوں کا بے تکلف ارتکاب ذرا بھی حیرت انگیز نہیں۔ جن کو انواع و اقسام کے حجاب کے ذریعے دین الٰہی نے رفع کیا تھا اور جن کے اعداد و شمار کا ایک مختصر نمونہ بھی پیش کیا جا چکا ہے۔ پس کیا مسلمانوں کو اس کی توقع ہے کہ وہ موجودہ دور کے بے حجابوں کی اندھی تقلید میں چہروں کا

حجاب اٹھا کر ان بے حجابیوں تک نہ پہنچیں گے جن تک ان کے یورپین معلم پہنچ چکے ہیں؟ ہرگز نہیں:

ولن تجد لسنة الله تبديلا

بلکہ اس حقیقت کو عام اصولی الفاظ میں یوں سمجھ لینا چاہیے کہ تعلیمات نبوت کو چھوڑ کر جب بھی لوگ اپنی عقلوں کو راہ نما بنائیں گے تو وہ تباہ کاریوں کا شکار ہو کر رہیں گے۔ نجات اتباع ہی میں منحصر ہے۔ ابتداع واختراع عقل انجام کار بربادی تک پہنچا کر چھوڑتا ہے۔

قرآن وسنت نے جس نظام معاشرے کی دنیا کو تعلیم دی ہے وہ طہارت، تقویٰ اور عفت وعصمت و پاک دامنی اور عزت وآبرو اور امن وعافیت کا ضامن ہے مسلمانوں کو حق تعالیٰ نے اسلام ہی کی بدولت عزت عطا فرمائی ہے، مسلمان کی ایمانی غیرت اور دینی جذبہ حمیت کو ہرگز یہ گوارا نہ ہونا چاہیے کہ وہ اسلامی طرز معاشرت چھوڑ کر غیروں کی وضع قطع اور طور وطریق اور تمدن ومعاشرت اختیار کرے۔ یورپ اور مغرب کے یہود ونصاریٰ اور بے دین دہریئے اسلام اور مسلمانوں کے نہایت خطرناک دشمن ہیں۔ انہوں نے ہم میں سے ناقص الفہم لوگوں کو آزادی نسواں کا سبق رٹا کر بے حجابی، بے حیائی عریانیت اور بدکاریوں میں مبتلا کر دیا اور طرح طرح کی گندگیاں اسلام کے عفت وعصمت مآب نظام معاشرت میں پیدا کرنے کے لیے مختلف قسم کے جال پھیلا دیئے جس میں اسلام اور قرآن وسنت سے قومی محبت نہ رکھنے والے لوگ بڑی تیزی سے پھنستے جا رہے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

آج یورپ اور امریکہ وغیرہ مغربی ممالک جس اخلاقی تباہی وبربادی اور فواحش اور بدکاریوں میں گرفتار ہیں اس کی ابتداء بے پردگی ہی سے ہوئی، بے پردگی نے جسمانی زیبائش کا راستہ کھولا پھر اس نے بے حیائی کی صورت اختیار کی اور بے حیائی نے عریانی اور بدکاری کے سارے دروازے کھول دیئے وہ یورپ جس نے آزادی نسواں کے پرفریب نام سے دنیا میں گندگی پھیلائی اس کے متعلق غیر نہیں ایک انگلستان ہی کی شریف النفس عورت نے جس حسرت و ندامت سے اپنے ملک کی عورتوں کے متعلق ایک مقالہ لکھا۔ جس کا ترجمہ مصر کے ماہنامہ المنار میں شائع ہوا تھا جس میں وہ لکھتی ہیں کہ:

''انگلستان کی عورتیں اپنی تمام عفت وعصمت کھو چکی ہیں اور ان میں بہت کم

ایسی ملیں گی جنہوں نے اپنے دامن عصمت کو حرام کاری سے آلودہ نہ کیا ہو ان میں شرم و حیا نام کو بھی نہیں اور ایسی زندگی بسر کرتی ہیں کہ اس ناجائز آزادی نے ان کو اس قابل نہیں رہنے دیا کہ ان کو انسانوں کے زمرہ میں شامل کیا جائے۔ ہمیں سرزمین مشرق کی مسلمان خواتین پر رشک آتا ہے، جو نہایت دیانت اور تقویٰ کے ساتھ اپنے شوہروں کے زیر فرمان رہتی ہیں اور ان کی عصمت کا لباس گناہ کے داغ سے ناپاک نہیں ہوتا۔ وہ جس قدر فخر کریں بجا ہے اور اب وقت آرہا ہے کہ اسلامی احکام شریعت کی ترویج سے انگلستان کی عورتوں کی عفت کو محفوظ رکھا جائے۔

بہرکیف قرآن وحدیث نے مسئلہ حجاب کو روشن اور واضح دلائل کے ساتھ بیان فرمادیا ہے جس میں کسی قسم کے شک وتردد کی گنجائش نہیں۔ (۱۷)

المراجع والمصادر

باب سوم

☆	نام کتاب	جلد مع صفحہ	مصنف	مطبع
۱	معارف القرآن	۷/۲۰۴	مفتی محمد شفیع	ادارۃ المعارف کراچی
۲	القرآن الکریم	۲۲/۷۸		
۳	سنن ابن ماجہ	۲/۵۴۵	امام ابن ماجہ	دارالجیل بیروت
۴	رسالہ اسلامی تمدن	ص:۲۶	جماعہ	دمشق
۵	عورت کی اسلامی زندگی	ص:۱۳۷	انور میمن	ادارہ اشاعت اسلام
۶	پریو سیو سوشل میڈیسن	ص:۱۶۸		
۷	عورت کی اسلامی زندگی	ص:۱۳۹	انور میمن	ادارہ اشاعت اسلام
۸	عورت کی اسلامی زندگی	ص:۱۴۲	انور میمن	ادارہ اشاعت اسلام
۹	عورت کی اسلامی زندگی	ص:۱۴۲	انور میمن	ادارہ اشاعت اسلام
۱۰	حجاب	ص:۱۲۹	محمد اسماعیل میمن	مظہری کتب خانہ کراچی
۱۱	شرعی پردہ	ص:۲۲	قاری محمد طیبؒ	ادارہ اسلامیات لاہور
۱۲	شرعی پردہ	ص:۲۴	قاری محمد طیبؒ	ادارہ اسلامیات لاہور
۱۳	شرعی پردہ	ص:۲۵	قاری محمد طیبؒ	ادارہ اسلامیات لاہور
۱۴	حجاب	۱۳۶	محمد اسماعیل میمن	مظہری کتب خانہ کراچی
۱۵	حجاب	۱۳۸	محمد اسماعیل میمن	مظہری کتب خانہ کراچی
۱۶	محسن انسانیت	ص:۳۶۵	محمد ثانی	ادارالاشاعت کراچی
۱۷	حجاب	۱۴۴	محمد اسماعیل میمن	مظہری کتب خانہ کراچی

باب چہارم

پردہ کے حدود و مسائل

اس باب میں پردہ کے متعلق منصوص حدود کو اور اس کے متعلقہ جدید مسائل کو بیان کیا جائے گا۔

پردہ کے حدود و مسائل

ستر:

ستر فارسی کا لفظ ہے جس کے معنی پردے کے ہیں اور عربی میں اسے عورۃ کہا جاتا ہے۔ اور عورۃ لغت میں دانتوں وغیرہ کے درمیانی خلل کو کہتے ہیں۔ اور عورت اس گھڑی و ساعت کو بھی کہتے ہیں جس میں ستر کو ظاہر کیا جاتا ہے اور وہ تین ساعات ہیں ایک ساعت نماز فجر سے پہلے، ایک ساعت نصف نہار کے وقت، اور ایک ساعت نماز عشاء کے بعد۔

قرآن کریم میں بھی وارد ہوا ہے:

ثلاث عورات لکم (۱)

اور ہر امر جس سے حیا کی جائے وہ عورت ہے اور عورات عورۃ کی جمع ہے اور وہ مرد کے لیے ناف سے گھٹنوں کے درمیان کا حصہ اور آزاد عورت کا تمام جسم سوائے چہرے اور ہتھیلیوں کے ستر ہے۔

اور حدیث میں ہے: **المراۃ عورۃ**

عورت کل کی کل ستر ہے کیونکہ جب وہ ظاہر ہوتی ہے تو اس سے حیا کی جاتی ہے جیسے کہ ستر کے ظاہر ہوتے وقت شرم کی جاتی ہے۔ (۲)

ستر چھپانے کی فرضیت:

اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ ستر کو لوگوں کی نگاہ سے چھپانا واجب ہے۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواتکم وریشا (۳)

اے بنی آدم ہم نے تمہارے لیے لباس نازل کیا جو تمہاری شرم گاہوں کو چھپاتا ہے، اور تمہارے لئے زینت ہے۔

اکثر علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیت ستر کے چھپانے کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے۔ اور ستر نہ چھپانے کو دین نے قبیح جانا ہے، اللہ فرماتے ہیں:

و اذا فعلوا فاحشة قالوا وجدنا عليها آباء نا (۴)

اور جب وہ فاحشہ کا ارتکاب کرتے تو کہتے کہ اس پر ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا ہے۔
حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ وہ بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر کرتے اور یہی فاحشہ ہے۔
تو اس سے معلوم ہوا کہ ستر کو چھپانا فرض ہے اور اس کا اظہار کرنا فاحشہ ہے۔

تنہائی میں ستر چھپانا:

خلوت میں ستر چھپانے کے حکم کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔ ایک جماعت خلوت میں بھی ستر کے چھپانے کو واجب کہتی ہے اور ایک جماعت ستر چھپانے کو مستحب اور عدم استتار کو مباح بلا کراہت کہتی ہے۔ جو لوگ خلوت میں ستر چھپانے کے وجوب کے قائل ہیں، ان کی دلیل یہ حدیث ہے:

ان الله حيى ستير يحب الحياء والستر ، فاذا اغتسل احدكم فليستتر . (۵)

بے شک اللہ بہت حیا اور بہت پردہ کرنے والے ہیں اور حیا اور پردے کو پسند کرتے ہیں، پس جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو اُسے چاہیے کہ پردہ کرے۔

جو لوگ خلوت میں ستر چھپانے کو مستحب اور عدم استتار کو مباح بلا کراہت کہتے ہیں ان کی دلیل حضرت ایوب علیہ السلام کا وہ واقعہ ہے جس میں وہ عریاناً (ننگے ہو کر) خلوت میں غسل کر رہے تھے تو ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں حضرت ایوب انہیں ایک کپڑے میں جمع کرنے لگ گئے تو اللہ رب العزت نے انہیں یہ ندا دی! اے ایوب یہ جو تم دیکھ رہے ہو کیا میں نے تمہیں اس سے غنی نہیں کر دیا تھا تو حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا ہاں کیوں نہیں لیکن تیری عزت کی قسم مجھے تیری برکت سے استغنا نہیں۔

عورت کا عورت سے ستر چھپانا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن أو آباء ھن أو آباء بعولتھن أو أبنا ئھن أو أبنـاء بعولتھن أو اخوانھن أوبنی اخوانھن أو بنی اخواتھن أو نساء ھن .(۲)

اور وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں یا اپنے والد یا اپنے شوہروں کے والد یا اپنے بیٹیوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں کے سامنے۔

امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ کا ایک قول یہ ہے کہ مسلمان عورت مسلمان عورت کے سامنے اپنے مواقع زینت کا اظہار کر سکتی ہے کیونکہ اس آیت میں لفظ نساءھن مذکور ہے اگر مطلق لفظ نساء بغیر اضافت کے مذکور ہوتا تو پھر کافرہ عورت کے سامنے بھی اظہار مواقع زینت جائز ہوتا مگر چونکہ یہاں نساء کا لفظ مقید ہے اضافت کے ساتھ، اسی وجہ سے مسلم عورت مسلم عورت کے سامنے اپنا چہرہ اور کفین کھول سکتی ہے، جبکہ کافرہ عورت سے بالکل مکمل اس طرح پردہ کرے گی جیسے کسی اجنبی مرد سے کیا جاتا ہے۔

امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ اس آیت میں نساءھن سے مراد تمام نساء ہیں۔ اور یہاں اضافت اتباع اور مشاکلت کے لئے ہے۔لہٰذا مسلم عورت کافر عورت کے سامنے اپنے مواقع زینت کھول سکتی ہے جیسے کہ کسی مسلم عورت کے سامنے کھولنا حلال ہے۔(۷)

عورت کا اجنبی مرد سے پردہ:

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ مسلمان عورت کا اجنبی مرد سے پردہ کرنے کی کیا حد ہے اور یہ اختلاف دراصل مبنی ہے الا ماظھر منھا کی تفسیر کے اختلاف پر، خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو کہتے ہیں کہ یہ آیت پردے کے بارے میں ہے انہوں نے مسلمان عورت کے لیے چہرہ اور کفین کا پردہ ثابت کیا اور جنہوں نے کہا کہ یہ ستر کے بارے میں ہے انہوں نے پردہ سے چہرہ اور کفین خارج کر دیا۔

حجاب اور ستر میں فرق:

مرد وعورت کا وہ حصہ بدن جس کو عربی میں عورت اور فارسی میں ستر کہتے ہیں جس کا سب سے چھپانا شرعی، طبعی اور عقلی طور پر فرض ہے اور ایمان کے بعد سب سے پہلا فرض جس پر عمل ضروری ہے، وہ ستر عورت یعنی اعضائے مستورہ کا چھپانا ہے، یہ فریضہ تو ابتداء آفرینش سے فرض ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی امتوں میں فرض رہا ہے۔ بلکہ شرائع کے وجود سے بھی پہلے جب جنت میں شجر ممنوعہ کھالینے کے سبب حضرت آدم وحوا علیہم السلام کا جنتی لباس اتر گیا اور ستر کھل گیا تو وہاں بھی آدم علیہ السلام نے ستر کھلا رکھنے کو جائز نہیں سمجھا، اسی لیے آدم وحوا دونوں نے جنت کے پتے اپنے ستر پر باندھ لیے۔ دنیا میں آنے کے بعد آدم علیہ السلام سے خاتم الانبیا ﷺ تک ہر پیغمبر دین کی شریعت میں ستر چھپانا فرض رہا ہے۔ اعضاء مستورہ کے تعین اور تحدید میں اختلاف ہوسکتا ہے کہ ستر کہاں سے کہاں تک ہے مگر اصل فرضیت ستر عورت کی تمام شرائع انبیاء میں مسلمہ ہے اور یہ فرض ہر انسان مرد وعورت پر فی نفسہ عائد ہے۔ کوئی دوسرا دیکھنے والا ہو یا نہ ہو۔ یہ حکم تو ستر عورت کا تھا جو اول اسلام سے بلکہ اول آفرینش سے تمام شرائع انبیاء میں فرض رہا ہے، جس میں مرد وعورت دونوں برابر ہیں۔ خلوت وجلوت میں بھی برابر ہیں۔ جیسے لوگوں کے سامنے ننگا ہونا جائز نہیں۔ ایسے ہی خلوت وتنہائی میں بھی بلاضرورت ننگا رہنا صحیح نہیں۔

دوسرا مسئلہ حجاب اور پردہ کا ہے کہ عورتیں اجنبی مردوں سے پردہ کریں، اس مسئلہ میں بھی اتنی بات تو انبیاء وصلحاء اور شرفاء میں ہمیشہ سے رہی ہے کہ اجنبی مردوں کے ساتھ عورتوں کا بے محابا اختلاط نہ ہو، حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکیاں بھی اپنی بکریوں کو پانی پلانے کے لیے بستی کے کنویں پر گئیں جہاں لوگوں کا ہجوم تھا وہ اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے تو قرآن کریم میں ہے کہ یہ لڑکیاں ایک طرف الگ کھڑی ہوگئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جن کا اس وقت اتفاقی طور پر مسافرانہ انداز میں وہاں سے گزر ہوا تو ان لڑکیوں کو علیحدہ کھڑے دیکھ کر سبب پوچھا تو لڑکیوں نے دو باتیں بتلائیں:

۱)...... پہلی بات یہ بتائی کہ اس وقت یہاں مردوں کا ہجوم ہے ہم اپنے جانوروں کو پانی اس وقت پلائیں گی جب یہ لوگ فارغ ہوکر چلے جائیں گے۔

۲)...... دوسری بات یہ بھی بتلائی کہ ہمارے والد بوڑھے ضعیف ہیں جس میں اشارہ اس طرف ہے کہ جانوروں کو پانی پلانے کے لیے نکلنا یہ عرف وعادت کے اعتبار سے عورتوں کا کام نہیں تھا مگر والد کے ضعف ومجبوری اور کسی دوسرے آدمی کے موجود نہ ہونے کے سبب یہ کام ہمیں کرنا پڑ گیا۔

بہر حال اس سے معلوم ہوا کہ اس زمانے اور ان کی شریعت میں بھی عورتوں مردوں کا دوش بدوش چلنا اور بے محابا اختلاط پسند نہیں تھا اور ایسے کام جن میں مردوں کے ساتھ اختلاط ہو وہ عورتوں کے سپرد ہی نہیں کیے جاتے تھے۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ ستر عورۃ اور حجاب نساء یہ دو مسئلے الگ الگ ہیں، ستر عورۃ ہمیشہ سے فرض ہے، حجاب نساء ۵ھ میں فرض ہوا۔ ستر عورۃ مرد وعورت دونوں پر فرض ہے، اور حجاب صرف عورتوں پر، ستر عورۃ لوگوں کے سامنے اور خلوت دونوں حالتوں میں فرض ہے اور حجاب صرف اجنبی کی موجودگی میں فرض ہے۔

یہ تفصیل اس لیے لکھ دی گئی ہے کہ ان دونوں مسئلوں کو خلط ملط کر دینے سے بہت سے شبہات۔ مسائل اور احکام قرآن کے سمجھنے میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً عورت کا چہرہ اور ہتھیلیاں ستر عورۃ سے بالاجماع مستثنیٰ ہیں۔ اسی لئے نماز میں چہرہ اور ہتھیلیاں کھلی ہوں تو نماز بالاتفاق وبالاجماع جائز ہے۔ چہرہ اور ہتھیلیاں تو ازروئے نص مستثنیٰ ہیں، قدمین کو فقہاء نے ان پر قیاس کر کے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

حجاب شرعی کے درجات:

پردہ نسواں کے متعلق قرآن مجید کی سات آیات اور حدیث کی ستر روایات کا حاصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل مطلوب شرعی حجاب اشخاص ہے، یعنی عورتوں کا وجود اور ان کی نقل وحرکت مردوں کی نظروں سے مستور ہو، جو گھروں کی چار دیواری خیموں اور معلق پردوں کے ذریعہ ہوسکتا ہے۔ اس کے سوا جتنی صورتیں حجاب کی منقول ہیں، وہ سب ضرورت کی بناء پر اور وقت ضرورت اور قدر ضرورت کے ساتھ مقید اور مشروط ہیں۔

اس طرح پردہ کا پہلا درجہ جو اصل مطلوب شرعی ہے وہ حجاب اشخاص ہے کہ عورتیں اپنے

گھروں میں رہیں۔ لیکن شریعت اسلامیہ ایک جامع اور مکمل نظام ہے جس میں انسان کی تمام ضرورتیں پیش آنا ناگزیر ہے۔ وہ کسی وقت گھروں سے نکلیں اس کے لیے پردہ کا دوسرا درجہ قرآن وسنت کی رو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سر سے پاؤں تک برقع یا لمبی چادر میں پورے بدن کو چھپالیں پھر نکلیں، راستہ دیکھنے کے لیے چادر میں سے صرف ایک آنکھ کھولیں یا برقع میں جو جالی آنکھوں کے سامنے استعمال کی جاتی ہے وہ لگالیں، ضرورت کے مواقع میں پردہ کا دوسرا درجہ بھی پہلے کی طرح سب علماء وفقہاء کے درمیان متفق علیہ ہے۔

ایک تیسرا درجہ بھی بعض روایات سے مفہوم ہوتا ہے جس میں صحابہ وتابعین اور فقہاء امت کی رائیں مختلف ہیں وہ یہ کہ عورتیں جب بضرورت گھر سے باہر نکلیں تو وہ اپنا چہرہ اور ہتھیلیاں بھی لوگوں کے سامنے کھول سکتی ہیں بشرطیکہ سارا بدن مستور ہو۔

چہرے کا پردہ:

جن حضرات نے الا ماظھر کی تفسیر چہرے اور ہتھیلیوں سے کی ہے ان کے نزدیک چونکہ چہرہ اور ہتھیلیاں حجاب سے مستثنیٰ ہوگئیں اس لیے ان کو کھلا رکھنا جائز ہوگیا جیسے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اور جن حضرات نے ماظھر سے برقع، جلباب وغیرہ مراد لی ہے وہ اس کو ناجائز کہتے ہیں جیسے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

جنہوں نے جائز کہا ہے ان کے نزدیک بھی یہ شرط ہے کہ فتنہ کا خطرہ نہ ہو، مگر چونکہ عورت کی زینت کا سارا مرکز اس کا چہرہ ہے اس لیے اس کو کھولنے میں فتنہ کا خطرہ نہ ہونا شاذ ونادر ہی ہے، اس لیے انجام کار عام حالات میں ان کے نزدیک بھی چہرہ وغیرہ کھولنا جائز نہیں۔

ائمہ اربعہ میں سے امام مالک، شافعی، احمد بن حنبل رحمہم اللہ تینوں اماموں نے تو پہلا مذہب اختیار کر کے چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنے کی مطلقاً اجازت نہیں دی، خواہ فتنہ کا خوف ہو یا نہیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ نے اگرچہ دوسرا مسلک اختیار کیا مگر خوف فتنہ کا نہ ہونا شرط قرار دیا اور چونکہ عادۃ یہ شرط مفقود ہے اس لیے فقہاء حنفیہ نے بھی غیر محرموں کے سامنے چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنے کی اجازت نہیں دی۔

اس بحث کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ اب باتفاق ائمہ اربعہ یہ تیسرا درجہ پردہ کا ممنوع ہوگیا کہ عورت برقع چادر وغیرہ میں پورے بدن کو چھپا کر مگر صرف چہرہ اور ہتھیلیوں کو کھول کر مردوں کے سامنے آئے۔ اس لیے اب پردے کے صرف پہلے ہی دو درجے رہ گئے، ایک اصل مقصود یعنی عورتوں کا گھروں کے اندر رہنا اور بلا ضرورت باہر نہ نکلنا، دوسرا برقع وغیرہ کے ساتھ نکلنا ضرورت کی بناء پر بوقت ضرورت و بقدر ضرورت۔ (۸)

عورت کا ستر اپنے مملوکین سے:

قال تعالیٰ: أو ماملکت ایما نهن (۹)

یعنی وہ جو ان عورتوں کے مملوک ہوں۔

ان الفاظ کے عموم میں تو غلام اور لونڈیاں دونوں داخل ہیں۔ لیکن اکثر فقہاء کے نزدیک اس سے مراد صرف لونڈیاں ہیں۔ غلام مرد اس میں داخل نہیں ہیں۔ ان سے عام محارم کی طرح پردہ واجب ہے۔ حضرت سعید بن مسیب نے اپنے آخری قول میں فرمایا:

لا یغرنکم آیة النور فانه فی الاناث دون الذکور (۱۰)

تم لوگ کہیں سورہ نور کی آیت سے مغالطہ میں نہ پڑ جاؤ یہ آیت صرف عورتوں کے حق میں ہے مرد غلام اس میں داخل نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود، حسن بصری اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ غلام مرد کے لیے اپنی آقا عورت کے بال دیکھنا جائز نہیں۔ باقی رہا یہ سوال کہ جب لفظ او ماملکت ایمانھن سے صرف لونڈیاں ہی مراد ہیں تو وہ اس سے پہلے لفظ نسائھن میں داخل ہیں اس کو علیحدہ بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کا جواب جصاص رحمۃ اللہ نے یہ دیا ہے کہ لفظ نساءھن اپنے ظاہر کے اعتبار سے صرف مسلمان عورتوں کے لیے ہے اور مملوکہ باندیوں میں اگر کافر بھی ہوں تو ان کو مستثنیٰ کرنے کے لیے علیحدہ یہ لفظ لایا گیا ہے۔

عورت کا ستر غیر اُولی الاربہ سے:

قال تعالیٰ: او التابعین غیر أولی الإربة من الرجال (۱۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے مراد وہ مغفل اور بدحواس قسم کے لوگ ہیں جن کو عورتوں کی طرف کوئی رغبت و دل دلچسپی ہی نہ ہو اور یہی مضمون ابن حزم رحمہ اللہ نے ابو عبداللہ، ابن جبیر، ابن عطیہ وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ اس لیے اس سے مراد وہ مرد ہیں جو عورتوں کی طرف نہ کوئی رغبت و شہوت رکھتے ہوں نہ ان کے اوصاف حسن اور حالات سے کوئی دلچسپی رکھتے ہوں کہ دوسرے لوگوں سے بیان کردیں۔ بخلاف مخنث قسم کے لوگوں کے جو عورتوں کے اوصاف خاص سے تعلق رکھتے ہیں، ان سے بھی پردہ واجب ہے۔ جیسا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ ایک مرد مخنث ازواج مطہرات کے پاس آیا کرتا تھا اور امہات المومنین اس کو غیر اُولی الاربۃ من الرجال میں داخل سمجھ کر اس کے سامنے آجاتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اس کو دیکھا، اور اس کی باتیں سنیں تو گھروں میں داخل ہونے سے اس کو روک دیا۔ اسی لئے ابن حجر مکی نے شرح منہاج میں فرمایا ہے کہ:

"مرد اگر عنین (نامرد) یا مجبوب (مقطوع العضو) یا بہت بوڑھا ہو وہ اس غیر اُولی الاربۃ کے لفظ میں داخل نہیں، ان سب سے پردہ واجب ہے"۔ (۱۲)

اس آیت میں غیر اُولی الاربۃ کے لفظ کے ساتھ جو التابعین کا لفظ مذکور ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایسے مغفل بدحواس لوگ جو طفیلی بن کر کھانے پینے کے لیے گھروں میں چلے جائیں وہ مستثنٰی ہیں۔ اس کا ذکر صرف اس لیے کیا گیا ہے کہ اس وقت ایسے مغفل قسم کے لوگ طفیلی بن کر کھانے پینے کے لیے گھروں میں چلے جاتے تھے۔ اصل مدار حکم کا ان کے مغفل و بدحواس ہونے پر ہے، تابع اور طفیلی ہونے پر نہیں۔

عورت کا ستر بچوں سے:

او الطفل الذین سے مراد وہ نابالغ بچے ہیں جو ابھی بلوغ کے قریب بھی نہیں پہنچے اور عورتوں کے مخصوص حالات وصفات وحرکات وسکنات سے بالکل بے خبر ہوں۔ اور جو لڑکا ان امور میں دلچسپی لیتا ہو وہ مراہق یعنی قریب البلوغ ہے اس سے پردہ واجب ہے۔

امام جصاص نے فرمایا:

"یہاں طفل سے مراد وہ بچے ہیں جو مخصوص معاملات کے لحاظ سے عورتوں اور

مردوں میں کوئی امتیاز نہ کرتے ہوں"۔ (۱۳)

ستر کا نماز میں چھپانا:

قال تعالیٰ: یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد . (۱۴)

علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اس آیت میں زینت سے مراد ستر عورۃ ہے اور مسجد سے مراد نماز ہے، تو یہ آیت نماز کے اندر ستر کے چھپانے کے وجوب پر دلالت کر رہی ہے اور جمہور اہل علم اس قول کی طرف گئے ہیں کہ یہ نماز کے فرضوں میں سے ایک فرض ہے۔

ابہری کہتے ہیں یہ فی الجملہ فرض ہے اور انسان پر لازم ہے کہ وہ نماز اور غیر نماز میں لوگوں کی آنکھوں سے اپنے ستر کو چھپائے اور یہی قول صحیح ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے مراد نماز میں کپڑوں کا پہننا ہے۔

جمہور کے قول کی تائید ان احادیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے:

عن سلمة بن الاكوع رضى الله عنه قال: قلت يا رسول الله انى رجل اتصيد أفأ صلى فى الثوب الواحد؟ قال نعم وازرره ولو بشوكة. (۱۵)

حضرت سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں ایک شکاری آدمی ہوں شکار کرتا ہوں کیا میں ایک کپڑے میں نماز پڑھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں اور اس کو باندھ لیا کرو اگرچہ ایک کانٹے ہی سے کیوں نہ ہو۔ (تاکہ کھل نہ سکے)۔

عن أبى قتاده رضى الله عنه عن النبى ﷺ قال لا يقبل الله من امراة صلاة حتى توارى زينتها ولا جارية بلغت المحيض حتى تختمر . (۱٦)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ کسی عورت کی نماز قبول نہیں کرتا حتی کہ وہ اپنی زینت کو چھپالے اور کسی لڑکی کی نماز کو جو بالغ ہو جائے حتی کہ اوڑھنی اوڑھ لے۔

اگر نماز میں ستر کھل جائے اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو تو امام مالک و شافعی اور اکثر فقہاء کے

نزدیک نماز باطل ہو جائے گی۔

امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک تھوڑا ستر کا کھل جانا جواز کے منافی نہیں ہے، کیونکہ کپڑے تھوڑے بہت پھٹتے ہی ہیں لیکن کثیر پھٹن جواز صلاۃ کے منافی ہے عدم ضرورت کی وجہ سے۔

امام احمد کا قول احناف کے قول کے قریب تر ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اگر تھوڑا ستر کھل جائے تو وہ معاف ہے کیونکہ اس سے بچنا مشقت ہے۔ لیکن کثیر ستر کھل جائے تو نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ کثیر سے بچنا ممکن ہے۔ اگر ہوا کپڑے کو ستر سے ہٹا دے اور نمازی کپڑے کو جلدی سے واپس صحیح کر دے، تو نماز باطل نہ ہوگی۔ (۱۷)

نماز میں آزاد عورت کے ستر کی حد:

تمام فقہاء احناف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز میں عورت کے چہرے، کفین اور قدمین کے ماسوا سب ستر ہے۔ البتہ امام شافعی رحمہ اللہ ظہور قدمین کو بھی نماز کے اندر ستر میں شامل کرتے ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک ظہور قدمین اور بطون قدمین اور اس کی گردن بھی ستر فی الصلاۃ میں داخل ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک کفین کے متعلق دو روایات ہیں، ایک روایت کے مطابق کفین ستر میں داخل نہیں اور دوسری روایت کے مطابق کفین بھی ستر فی الصلاۃ میں داخل ہے۔

ان اقوال سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جمہور اہل علم نماز کے اندر عورت کے چہرے کو کھلا رکھنے پر متفق ہیں البتہ قدمین میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف بھی الا ما ظھر منھا کی تفسیر کے اختلاف پر مبنی ہے۔

نماز میں باندی کے ستر کی حد:

نماز میں باندی کے ستر کی حد کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے:

احناف کے نزدیک جو ستر مرد کا ہے وہی ستر باندی کا ہے اور اس کا پیٹ اور پیٹھ بھی ستر ہے اس کے ماسوا بدن ستر نہیں ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ باندی، مدبرہ اور ام ولد کے درمیان تفریق کرتے ہیں اور فرماتے

ہیں کہ باندی تو نماز بغیر اوڑھنی کے پڑھے گی اسی طرح مدبرہ اور مکاتبہ بھی، البتہ ام ولد اوڑھنی کے ساتھ آزاد عورتوں کی مانند اپنے ظہور قدمین ڈھانپتے ہوئے نماز پڑھے گی۔ لیکن اگر اس نے بغیر اوڑھنی کے نماز پڑھ لی تو مستحب یہ ہے کہ جب تک نماز کا وقت باقی ہے تو اس کا اعادہ کر لے لیکن یہ اعادہ کرنا واجب نہیں جیسے کہ آزاد عورت پر اعادہ کرنا واجب ہے۔

حنابلہ باندی کے سر کے کھلا رکھنے کے جواز پر متفق ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ باندی سر کھول کر نماز پڑھ لے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ابن حامد فرماتے ہیں کہ باندی کا ستر مرد کے ستر کی طرح ہے۔ جبکہ قاضی المجرد میں فرماتے ہیں کہ اگر اس کی نماز میں ناف سے گھٹنوں تک کا کوئی حصہ کھل جائے تو نماز باطل ہو جائے گی اور اس کے ماسوا اگر کوئی حصہ کھل جائے تو نماز صحیح ہو جائے گی۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر ام ولد، مکاتبہ مدبرہ اور باندی بغیر اوڑھنی نماز پڑھ لیں تو نماز صحیح ہو جائے گی۔ اوڑھنی کے علاوہ میں شوافع کے یہ اقوال ہیں:

۱)...... اس کا ستر مرد کے ستر کی طرح ہے۔

۲)...... اس کا ستر آزاد عورت کے ستر کی طرح ہے سوائے ان کے سر کے کیونکہ سر ستر نہیں ہے۔

۳)...... جو اعضاء خدمت وتصرف کی حالتوں میں کھلتے رہتے ہیں وہ ستر نہیں جیسے کہ سر، گردن، بازوؤں کے اطراف، اس کے علاوہ سب اعضاء ستر ہیں۔ (۱۸)

حاجات کے لیے گھر سے نکلنے کی اجازت:

حدیث میں ہے کہ احکام حجاب نازل ہونے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تقاضا تھا کہ یا رسول اللہ اپنی خواتین کو پردہ کرایئے۔ ایک مرتبہ ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رات کے وقت باہر نکلیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھ لیا اور پکار کر کہا کہ سودہ! ہم نے تم کو پہچان لیا۔ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح خواتین کا گھروں سے نکلنا ممنوع ہو جائے۔ اس کے بعد جب احکام حجاب نازل ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بن آئی۔ انہوں نے عورتوں کے باہر نکلنے پر روک ٹوک شروع کر دی۔ ایک مرتبہ پھر حضرت سودہؓ کے ساتھ وہی صورت پیش آئی۔ وہ گھر سے نکلیں اور عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ٹوکا۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے شکایت

کی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

قد اذن اللہ لکن ان تخرجن لحوائجکن .... (۱۹)

"اللہ نے تم کو اپنی ضروریات کے لیے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے"۔

اس سے معلوم ہوا کہ وقرن فی بیوتکن کے حکم قرآنی کا منشاء یہ نہیں ہے کہ عورتیں گھر کے حدود سے قدم کبھی باہر نکالیں ہی نہیں۔ حاجات وضروریات کے لیے ان کو نکلنے کی پوری اجازت ہے۔ مگر یہ اجازت نہ غیر مشروط ہے نہ محدود۔ عورتیں اس کی مجاز نہیں ہیں کہ آزادی کے ساتھ جہاں چاہیں پھریں اور مردانہ اجتماعات میں گھل مل جائیں۔ حاجات وضروریات سے شریعت کی مراد ایسی واقعی حاجات وضروریات ہیں جن میں درحقیقت نکلنا اور باہر کام کرنا عورتوں کے لیے ناگزیر ہو۔ اب یہ ظاہر ہے کہ تمام عورتوں کے لیے تمام زمانوں میں نکلنے اور نہ نکلنے کی ایک ایک صورت بیان کرنا اور ہر ہر موقع کے لیے رخصت کی علیحدہ علیحدہ حدود مقرر کر دینا ممکن نہیں ہے۔ البتہ شارع نے زندگی کے عام حالات میں عورتوں کے لیے نکلنے کے جو قاعدے مقرر کیے تھے اور حجاب کی حدود میں جس طرح کمی وبیشی کی تھی اس سے قانون اسلامی کی سپرٹ اور اس کے رجحان کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اور اس کی سمجھ کو انفرادی حالات اور جزئی معاملات میں حجاب کے حدود اور موقع ومحل کے لحاظ سے ان کی کمی وبیشی کے اصول ہر شخص خود معلوم کر سکتا ہے۔ اس کی توضیح کے لیے ہم مثال کے طور پر چند مسائل بیان کرتے ہیں۔

مسجد میں آنے کی اجازت اور اس کے حدود:

یہ معلوم ہے کہ اسلام میں سب سے اہم فرض نماز ہے اور نماز میں حضور مسجد اور شرکت جماعت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے مگر نماز باجماعت کے باب میں جو احکام مردوں کے لیے ہیں ان کے بالکل برعکس احکام عورتوں کے لیے ہیں۔ مردوں کے لیے وہ نماز افضل ہے جو مسجد میں جماعت کے ساتھ ہو اور عورتوں کے لیے وہ افضل ہے جو گھر میں انتہائی خلوت کی حالت میں ہو۔ امام احمد اور طبرانی نے ام حمید ساعدیہ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ:

قالت یا رسول اللہ انی احب الصلوۃ معک قال قد علمت صلوتک فی بیتک خیر لک من صلوتک فی حجرتک و

صلوتک فی حجر تک خیر من صلوتک فی دارک، وصلوتک فی دارک خیر من صلوتک فی مسجد قومک وصلوتک فی مسجد قومک خیر من صلوتک فی مسجد الجمعة . (۲۰)

''انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے مگر تیرا ایک گوشے میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو اپنے گھر کے دالان میں نماز پڑھے اور تیرا دالان میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھے اور تیرا اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ جامع مسجد میں نماز پڑھے''

اسی مضمون کی حدیث ابوداؤد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جس میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

صلوة المراة فی بیتها افضل من صلوتها فی حجرتها و صلوتها فی مخدعها افضل من صلوتها فی بیتها. (۲۱)

''عورت کا اپنی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے کمرے میں نماز پڑھے اور اس کا اپنے چور خانہ میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ اپنی کوٹھڑی میں نماز پڑھے''

دیکھئے یہاں ترتیب بالکل الٹ گئی ہے۔ مرد کے لیے سب سے ادنیٰ درجہ کی نماز یہ ہے کہ وہ ایک گوشہ تنہائی میں پڑھے۔ اور سب سے افضل یہ ہے کہ وہ بڑی سے بڑی جماعت میں شریک ہو۔ مگر عورت کے لیے اس کے برعکس انتہائی خلوت کی نماز میں فضیلت ہے اور اس خفیہ نماز کو نہ صرف باجماعت پر ترجیح دی گئی ہے بلکہ اس نماز سے بھی افضل کہا گیا ہے جس سے بڑھ کر کوئی نعمت مسلمان کے لیے ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ یعنی مسجد نبوی کی جماعت جس کے امام خود امام الانبیاء محمد ﷺ تھے۔ آخر اس فرق و امتیاز کی وجہ کیا ہے؟ یہی ہے نا کہ شارع نے عورت کے باہر نکلنے کو پسند نہیں کیا اور جماعت میں ذکور و اناث (مذکر و مؤنث) کے خلط ملط ہونے کو روکنا چاہا۔

مگر نماز ایک مقدس عبادت ہے اور مسجد ایک پاک مقام ہے۔ شارع حکیم نے اختلاط صنفین کو روکنے کے لیے اپنے منشاء کا اظہار تو فضیلت اور عدم فضیلت کی تفریق سے کر دیا مگر ایسے پاکیزہ کام کے لیے ایسی پاک جگہ پر آنے سے عورتوں کو منع نہیں کیا۔ حدیث میں یہ اجازت جن الفاظ

کے ساتھ آئی ہے وہ شارع کی بے نظیر حکیمانہ شان پر دلالت کرتے ہیں، فرمایا:

لاتمنعوا اماء اللّٰہ مساجد اللہ اذا استاذنت امراۃ احدکم الی المسجد فلا یمنعھا . (۲۲)

"خدا کی لونڈیوں کو خدا کی مسجدوں میں آنے سے منع نہ کرو۔ جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد جانے کی اجازت مانگے تو وہ اس کو منع نہ کرے"

لا تمنعوا نساء کم المساجد وبیوتھن خیر لھن (۲۳)

"اپنی عورتوں کو مسجدوں سے مت روکو مگر ان کے گھر ان کے لیے زیادہ بہتر ہیں"۔

یہ الفاظ خود ظاہر کر رہے ہیں کہ شارع عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکتا تو نہیں ہے۔ کیونکہ مسجد میں نماز کے لیے جانا کوئی برا فعل نہیں جس کو ناجائز قرار دیا جا سکے۔ مگر مصالح اس کے بھی مقتضی نہیں کہ مسجد میں ذکور و اناث (مذکر و مؤنث) کی جماعت مخلوط ہو جائے۔ لہٰذا ان کو آنے کی اجازت تو دے دی، مگر یہ نہیں فرمایا کہ عورتوں کو مسجدوں میں بھیجو، یا اپنے ساتھ لایا کرو، بلکہ نہ صرف یہ کہا کہ اگر وہ افضل نماز کو چھوڑ کر ادنیٰ درجہ کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آنا ہی چاہیں اور اجازت مانگیں تو منع نہ کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو روح اسلام کے بڑے راز دان تھے، شارع کی اس حکمت کو خوب سمجھتے تھے۔ چنانچہ موطا میں مذکور ہے کہ ان کی بیوی عاتکہ بنت زید سے ہمیشہ اس معاملہ میں ان کی کشمکش رہا کرتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ مسجد میں جائیں۔ مگر انہیں جانے پر اصرار تھا وہ اجازت مانگتیں تو آپ ٹھیک ٹھیک حکم نبوی پر عمل کر کے بس خاموش ہو جاتے۔ مطلب یہ تھا کہ ہم روکتے نہیں ہیں۔ مگر صاف صاف اجازت بھی نہ دیں گے۔ وہ بھی اپنی بات کی پکی تھیں۔ کہا کرتی تھیں کہ خدا کی قسم میں جاتی رہوں گی۔ جب تک کہ صاف الفاظ میں منع نہ کریں گے"۔

مسجد میں آنے کی شرائط

دن میں مسجد میں نہ آئیں:

حضور مساجد کی اجازت دینے کے ساتھ چند شرائط بھی مقرر کر دی گئیں۔ ان میں سے پہلی

شرط یہ تھی کہ دن کے اوقات میں مسجد نہ جائیں۔ بلکہ صرف ان نمازوں میں شریک ہوں جو اندھیرے میں پڑھی جاتی ہیں یعنی عشاء اور فجر

عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ائذنوا للنساء باللیل الی المساجد (۲۴)

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی عورتوں کو رات میں مسجد میں آنے کی اجازت دو۔

قال نافع مولی ابن عمرو کان اختصاص اللیل بذالک لکونہ استر واخفیٰ (۲۵)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص حضرت نافع کہتے ہیں کہ رات کی تخصیص اس لیے کی کہ رات کی تاریکی میں اچھی طرح پردہ داری ہو سکتی ہے''۔

عن عائشة قالت کان رسول اللّٰہ ﷺ لیصلی الصبح فینصرف النساء متلففات بمر وطهن مایعرفن من الغلس . (۲۶)

''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز ایسے پڑھتے تھے کہ جب عورتیں نماز کے بعد اپنی اوڑھنیوں میں لپٹی ہوئی مسجد سے پلٹتیں تو تاریکی کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں''۔

مسجد میں خوشبو لگا کر اور زینت کیساتھ نہ آئیں:

دوسری شرط یہ ہے کہ مسجد میں زینت کے ساتھ نہ آئیں۔ اور نہ خوشبو لگا کر آئیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ قبیلہ مزینہ کی ایک بہت بنی سنوری عورت بڑے ناز وتبختر کے ساتھ چلتی ہوئی آئی۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنی عورتوں کو زینت اور تبختر کے ساتھ مسجد میں آنے سے روکو۔

خوشبو کے متعلق فرمایا کہ جس رات تم کو نماز میں شریک ہونا ہو اس رات کو کسی قسم کا عطر لگا کر نہ آؤ، نہ بخور استعمال کرو، بالکل سادہ لباس میں آؤ۔ جو عورت خوشبو لگا کر آئے گی اس کی نماز نہ ہوگی۔

مردوں کے ساتھ اختلاط سے بچیں:

تیسری یہ ہے کہ عورتیں جماعت میں مردوں کے ساتھ خلط ملط نہ ہوں اور نہ آگے کی صفوں میں آئیں۔ انہیں مردوں کی صفوں کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے۔ فرمایا کہ:

خیر صفوف الرجال اولھا و شرھا اخرھا و خیر صفوف النساء اخرھا و شرھا اولھا. (۲۷)

''مردوں کے لیے بہترین مقام آگے کی صفوں میں ہے اور بدترین مقام پیچھے کی صفوں میں اور عورتوں کے لیے بہترین مقام پیچھے کی صفوں میں ہے اور بدترین مقام آگے کی صفوں میں''۔

جماعت کے باب میں حضور اکرم ﷺ نے یہ قاعدہ ہی مقرر کر دیا تھا کہ عورت اور مرد پاس کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھیں خواہ وہ شوہر اور بیوی یا ماں اور بیٹا ہی کیوں نہ ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میری نانی ملیکہؓ نے آنحضرت ﷺ کی دعوت کی۔ کھانے کے بعد آپ ﷺ نماز کے لیے اٹھے میں اور یتیم (یہ غالباً حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھائی کا نام تھا) حضور اکرم ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ملیکہؓ ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ (۲۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمارے گھر میں نماز پڑھی۔ میں اور یتیم آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور میری ماں ام سلیمؓ ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ (۲۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نماز کے لیے اٹھے۔ میں آپ ﷺ کے پہلو میں کھڑا ہوا اور حضرت عائشہؓ ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ (۳۰)

آواز بلند نہ کریں:

چوتھی شرط یہ ہے کہ عورتیں نماز میں آواز بلند نہ کریں، قاعدہ یہ مقرر کیا گیا کہ اگر نماز میں امام کو کسی چیز پر متنبہ کرنا ہو تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں دستک دیں، یعنی ہاتھ پر ہاتھ ماریں۔
ان تمام حدود و قیود کے باوجود جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جماعت میں ذکور و اناث کے

خلط ملط ہونے کا اندیشہ ہوا تو آپ نے مسجد میں عورتوں کے لیے ایک دروازہ مختص فرما دیا اور مردوں کو اس دروازہ سے آنے جانے کی ممانعت کر دی۔

حج میں عورتوں کا طریقہ:

اسلام کا دوسرا اجتماعی فریضہ حج ہے۔ یہ مردوں کی طرح عورتوں پر بھی فرض ہے مگر حتی الامکان عورتوں کو طواف کے موقع پر مردوں کے ساتھ خلط ملط ہونے سے روکا گیا ہے۔

بخاری میں عطاء سے روایت ہے کہ عہد نبوی میں عورتیں مردوں کے ساتھ طواف کرتی تھیں۔ مگر خلط ملط نہ ہوتی تھیں۔ (۳۱)

فتح الباری میں ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طواف میں عورتوں اور مردوں کو گڈ مڈ ہونے سے روک دیا تھا۔ ایک مرتبہ ایک مرد کو آپ نے عورتوں کے مجمع میں دیکھا تو پکڑ کر کوڑے لگائے۔ (۳۲)

موطا میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے بال بچوں کو مزدلفہ سے منیٰ پہلے روانہ کر دیا کرتے تھے تاکہ لوگوں کے آنے سے پہلے صبح کی نماز اور رمی سے فارغ ہو جائیں۔

نیز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ صبح اندھیرے منہ منیٰ تشریف لے جاتی تھیں کہ نبی اکرم ﷺ کے عہد میں عورتوں کے لیے یہی دستور تھا۔ (۳۳)

جمعہ وعیدین میں عورتوں کی شرکت:

جمعہ وعیدین کے اجتماعات اسلام میں جیسی اہمیت رکھتے ہیں محتاج بیان نہیں۔ ان کی اہمیت کو مدِّ نظر رکھ کر شارع نے خاص طور پر ان اجتماعات کے لیے وہ شرط اڑا دی جو عام نمازوں کے لیے تھی۔ یعنی یہ کہ دن میں شریک جماعت نہ ہوں اگرچہ جمعہ کے متعلق یہ تصریح ہے کہ عورتیں فرضیت جمعہ سے مستثنیٰ ہیں۔ اور عیدین میں بھی عورتوں کی شرکت ضروری نہیں، لیکن اگر وہ چاہیں تو نماز باجماعت کی دوسری شرائط کی پابندی کرتے ہوئے ان جماعتوں میں شریک ہو سکتی ہیں۔

حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود اپنی خواتین کو عیدین میں لے جاتے تھے

عن ام عطیہ قالت ان رسول اللہ ﷺ کان یخرج الابکار

والعواتق وزوات الخدور والحیض فی العیدین فاما الحیض فیعتزلن المصلی ویشھدن دعوۃ المسلمین ۔ (۳۴)

''ام عطیہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کنواری اور جوان لڑکیوں اور گھر گرہستنوں اور ایام والی عورتوں کو عیدین میں لے جاتے تھے۔ جو عورتیں نماز کے قابل نہ ہوتیں وہ جماعت سے الگ رہتیں اور دعاء میں شریک ہو جاتی تھیں''۔

عن ابن عباس ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یخرج بناتہ ونسالہ فی العیدین (۳۵)

''ابن عباس کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی بیٹیوں اور بیویوں کو عیدین میں لے جاتے تھے''۔

زیارت قبور و شرکت جنائز:

مسلمان کے جنازے میں شریک ہونا شریعت میں فرض کفایہ قرار دیا گیا ہے اور اس کے متعلق جو تاکیدی احکام ہیں، واقف کاروں سے پوشیدہ نہیں۔ مگر یہ سب مردوں کے لیے ہیں۔ عورتوں کو شرکت جنائز سے منع کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس ممانعت میں سختی نہیں ہے اور کبھی کبھی اجازت بھی دی گئی ہے لیکن شارع کے ارشادات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا جنازوں میں جانا کراہت سے خالی نہیں۔ بخاری میں ام عطیہ کی حدیث ہے کہ:

نھینا عن اتباع الجنائز ولم یعزم علینا (۳۶)

''ہم کو جنازوں کی متابعت سے منع کیا گیا تھا مگر سختی کے ساتھ نہیں''۔

ابن ماجہ اور نسائی میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ میں شریک تھے۔ ایک عورت نظر آئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ڈانٹا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یا عمر دعھا (اے عمر رضی اللہ عنہ اسے چھوڑ دے)

معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت میت کی کوئی عزیز قریب ہوگی۔ شدت غم سے مجبور ہو کر ساتھ چلی آئی ہوگی حضور اکرم ﷺ نے اس کے جذبات کی رعایت کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ڈانٹ ڈپٹ سے منع فرمایا۔

ایسی ہی صورت زیارت قبور کی بھی ہے۔ عورتیں رقیق القلب ہوتی ہیں۔ اپنے مردہ عزیزوں کی یاد ان کے دلوں میں زیادہ گہری ہوتی ہے۔ ان کے جذبات کو بالکل پامال کر دینا شارع نے پسند نہ فرمایا۔ مگر یہ صاف کہہ دیا کہ عورتوں کو کثرت سے قبروں پر جانا ممنوع ہے۔

ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ:

لعن رسول اللہ ﷺ زوارات القبور . (۳۷)

''رسول اللہ ﷺ نے بکثرت قبروں پر جانے والیوں کو ملعون ٹھہرایا تھا''۔

حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی قبر پر تشریف لے گئیں، تو فرمایا:

واللہ لو شھدتک مازرتک . (۳۸)

''بخدا اگر میں تمہاری وفات کے وقت موجود ہوتی تو اب تمہاری قبر زیارت کو نہ آتی''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک عورت کو قبر کے پاس بیٹھے روتے دیکھا تو اسے منع نہ فرمایا بلکہ صرف اتقی اللہ و اصبری فرمادیا (۳۹)

ان احکام پر غور کیجئے نماز ایک مقدس عبادت ہے۔ مسجد ایک پاک مقام ہے۔ حج میں انسان انتہائی پاکیزہ خیالات کے ساتھ خدا کے دربار میں حاضر ہوتا ہے جنازوں اور قبروں کی حاضری میں ہر شخص کے سامنے موت کا تصور ہوتا ہے اور غم والم کے بادل چھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ سب مواقع ایسے ہیں جن میں صنفی جذبات یا تو بالکل مفقود ہوتے ہیں یا رہتے ہیں تو دوسرے پاکیزہ تر جذبات سے مغلوب ہو جاتے ہیں مگر اس کے باوجود شارع نے ایسے اجتماعات میں بھی مردوں اور عورتوں کی سوسائٹی کا مخلوط ہونا پسند نہ کیا۔ مواقع کی پاکیزگی، مقاصد کی طہارت اور عورتوں کے جذبات کی رعایت ملحوظ رکھ کر انہیں گھر سے باہر نکلنے کی اجازت تو دے دی۔ بعض مواقع پر خود بھی ساتھ لے گئے۔ لیکن حجاب کی اتنی قیود لگادیں کہ فتنے کے ادنیٰ احتمالات بھی باقی نہ رہیں پھر حج کے سوا تمام دوسرے امور کے متعلق فرمادیا کہ ان میں عورتوں کا شریک نہ ہونا زیادہ بہتر ہے۔

جس قانون کا یہ رجحان ہو، کیا اس سے آپ توقع رکھتے ہیں کہ وہ مدرسوں اور کالجوں میں، دفتروں اور کارگاہوں میں، پارکوں اور تفریح گاہوں میں، تھیٹروں اور سینماؤں میں، قہوہ خانوں

اور رقص گاہوں میں اختلاط صنفین کو جائز رکھے گا

عورتوں کا علاج کرانا:

صرف عام حالات ہی میں نہیں بلکہ شرعاً ہر عورت کے لیے ہر حالت میں پردہ کا اہتمام لازم ہے حتی کہ اگر علاج معالجہ کی ضرورت پڑے تو اس میں بھی بقدر استطاعت پردہ فرض ہے۔

عن جابر رضی اللہ عنہ ان ام سلمہ رضی اللہ عنہا استاذنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحجامۃ فامرا باالطیبۃ ان یحجمھا قال حسبت انہ کان اخاھا من الرضاعۃ او غلاما لم یحتلم۔ (۴۰)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس ﷺ سے سینگی لگوانے کی اجازت طلب کی آنحضرت ﷺ نے ابوطیبہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان کو سینگی لگا دیں۔

یہ واقعہ بیان کر کے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوطیبہ سے جو سینگی لگوائی تو میرے خیال میں اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دودھ شریک بھائی تھے یا نابالغ لڑکے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے لیے علاج معالجے کے سلسلہ میں بھی پردہ کا خیال رکھنا ضروری ہے اگر معالج کے سامنے بے پردہ آجانے میں کوئی حرج نہ ہوتا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ بتانے کی ضرورت نہ پڑتی کہ ابوطیبہ ام المومنین کے دودھ شریک بھائی یا نابالغ لڑکے تھے۔

شریعت نے ایک اہم اصول "**الضرورۃ تتقدر بقدر الضرورۃ**" بتلایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مجبوراً جتنے بدن کا دیکھنا ضروری ہے معالج بس اسی قدر دیکھ سکتا ہے مثلاً علاج کے لیے نبض دیکھنے اور حال کہنے سے کام چل سکتا ہے تو اس سے زیادہ دیکھنے یا ہاتھ لگانے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس طرح اگر بازو یا پنڈلی میں زخم ہے تو جتنی جگہ بدرجہ مجبوری دیکھنے کی ضرورت ہو بس اسی قدر معالج دیکھ سکتا ہے اگر علاج کی مجبوری کے لیے آنکھ ناک یا دانت دیکھنا ہے تو اس صورت میں پورا چہرہ کھولنا جائز نہیں جس قدر دیکھنے سے کام چل سکتا ہو بس اسی قدر دکھا سکتے ہیں۔

بلکہ ایسے معالج کے لیے بھی اپنی محرم عورت کا پورا بدن دیکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ عورت کو اپنے محرم کے سامنے پیٹ پیٹھ اور ران کھولنا منع ہے۔ پس اگر پیٹ یا پیٹھ میں زخم ہو تو حکیم یا ڈاکٹر خواہ محرم ہو یا نا محرم صرف زخم کی جگہ دیکھ سکتا ہے اس سے زیادہ دکھانا گناہ ہے جس کی صورت یہ ہے کہ پرانا کپڑا پہن کر زخم کے اوپر کا حصہ کاٹ دیا جائے تا کہ پیٹ یا پیٹھ کے بقیہ حصے پر اس کی نظر نہ پڑے اور چونکہ عورت کو ناف سے لے کر گھٹنوں تک کسی عورت کے سامنے بھی کھولنا نا جائز ہے اس لیے اگر لیڈی ڈاکٹر کو مثلاً ران یا سرین کا پھوڑا دکھانا مقصود ہو تو اس صورت میں بھی کپڑا کاٹ کر صرف پھوڑے کی جگہ دکھائی جائے۔

اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ بوقت ضرورت حکیم یا ڈاکٹر کو جو جگہ دکھائی جائے تو حاضرین میں جو عزیز و اقارب موجود ہوں ان کو اس جگہ کے دیکھنے کی اجازت نہیں ہاں اگر حاضرین میں سے کوئی شخص ایسا ہو جسے شرعاً اس جگہ کا دیکھنا جائز ہو تو وہ اس پابندی سے خارج ہے مثلاً اگر پنڈلی میں زخم ہو اور وہ ڈاکٹر یا جراح کو دکھانا ہے اور عورت کا باپ یا حقیقی بھائی بھی وہاں موجود ہے اس نے اگر دیکھ لیا تو گناہ نہ ہوگا کیونکہ پنڈلی کا کھولنا محرم کے سامنے درست ہے۔ اسی طرح مرد کے علاج کے سلسلے میں بھی اس کا لحاظ ضروری ہے کیونکہ ناف سے لے کر گھٹنے تک مرد کا مرد سے بھی پردہ ہے اگر ران یا یا سرین کا زخم ڈاکٹر کو دکھانا ہے یا کولھے میں کسی مجبوری سے انجکشن لگوانا ہے تو صرف ڈاکٹر بقدر ضرورت دیکھ سکتا ہے دوسرے لوگوں کے لیے دیکھنا حرام ہے۔

عورت کا سفر کرنا:

عورت کی ناموس کی حفاظت کے لیے شریعت نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ جب وہ لمبا سفر کرے تو تنہا نہ کرے بلکہ محرم کے ساتھ کرے، اسی طرح وہ فتنوں سے محفوظ رہ سکتی ہے۔

عن ابی سعید رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یحل لامرأۃ تومن باللہ والیوم الآخر ان تسافر سفراً فوق ثلاثۃ ایام فصاعداً الا و معھا أبوھا أو أخوھا أو زوجھا أو ابنھا أو ذو محرم منھا. (۴۱)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اسے چاہیے کہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر نہ کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا باپ، بھائی شوہر بیٹا یا کوئی اور محرم ہو۔

تین دن کے سفر سے مراد شرعاً وہ مقدار ہے جس پر نماز قصر کرنا جائز ہے۔ اور آج کل کے انگریزی حساب کے مطابق وہ مقدار ساڑھے ستتر کلومیٹر ہے

جنگ میں عورتوں کی شرکت:

حدود حجاب کی سختی آپ نے سیکھ لی۔ اب دیکھیئے کہ ان میں نرمی کہاں اور کس ضرورت سے دی گئی ہے۔ مسلمان جنگ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ عام مصیبت کا وقت ہے۔ حالات مطالبہ کرتے ہیں کہ قوم کی پوری اجتماعی قوت دفاع میں صرف کردی جائے۔ ایسی حالت میں اسلام قوم کی خواتین کو عام اجازت دیتا ہے کہ وہ جنگی خدمات میں حصہ لیں۔

مگر اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی اس کے پیش نظر ہے کہ جو ماں بننے کے لیے بنائی گئی ہے وہ سر کاٹنے اور خون بہانے کے لیے نہیں بنائی گئی۔ اس کے ہاتھ میں تیر و خنجر دینا اس کی فطرت کو مسخ کرنا ہے۔ اس لیے وہ عورتوں کو اپنی جان اور آبرو کی حفاظت کے لیے تو ہتھیار اٹھانے کی اجازت دیتا ہے مگر بالعموم عورتوں سے اضافی خدمات لینا اور انہیں فوجوں میں بھرتی کرنا اس کی پالیسی سے خارج ہے۔ وہ جنگ میں ان سے صرف یہ خدمت لیتا ہے کہ زخمیوں کی مرہم پٹی کریں، پیاسوں کو پانی پلائیں، سپاہیوں کے لیے کھانا پکائیں اور مجاہدین کے پیچھے کیمپ کی حفاظت کریں۔ ان کاموں کے لیے پردے کی حدود انتہائی کم کردی گئی ہیں۔ بلکہ ان خدمات کے لیے تھوڑی ترمیم کے ساتھ وہی لباس پہننا شرعاً جائز ہے جو آجکل عیسائی ننیں پہنتی ہیں۔

تمام احادیث سے ثابت ہے کہ جنگ میں ازواج مطہرات اور خواتین اسلام آنحضرت ﷺ کے ساتھ جاتیں اور مجاہدین کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کی خدمات انجام دیتی تھیں۔ یہ طریقہ احکام حجاب نازل ہونے کے بعد بھی جاری رہا۔

ترمذی میں ہے ام سلیم اور انصار کی چند دوسری خواتین اکثر لڑائیوں میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ گئیں۔

بخاری میں ہے کہ ایک عورت نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا! میرے لیے دعا فرما دیجئے کہ میں بھی بحری جنگ میں جانے والوں کے ساتھ رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اللھم اجعلھا منھم

جنگ احد کے موقع پر جب مجاہدین اسلام کے پاؤں اکھڑ گئے تھے۔ حضرت عائشہؓ اور ام سلیمؓ اپنی پیٹھ پر پانی کے مشکیزے لاد لاد کر لاتی تھیں اور لڑنے والوں کو پانی پلاتی تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس حال میں میں نے ان کو پائنچے اٹھائے دوڑ دوڑ کر آتے جاتے دیکھا، ان کی پنڈلیاں نیچے کی طرف سے کھلی ہوئی تھیں۔

ایک دوسری خاتون ام سلیط کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود رسول اللہ ﷺ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

جنگ احد میں دائیں اور بائیں جدھر میں دیکھتا ام سلیط میری حفاظت کے لیے جان لڑاتی ہوئی نظر آتی تھیں۔

اسی جنگ میں ربیع بنت معوذ اور ان کے ساتھ خواتین کی ایک جماعت زخموں کی مرہم پٹی میں مشغول تھی اور یہی عورتیں زخمیوں کو اٹھا کر مدینے لے جا رہی تھیں۔

جنگ حنین میں ام سلیمہ ایک خنجر ہاتھ میں لیے پھر رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کس لیے ہے؟ کہنے لگیں کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا تو اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔

ام عطیہ سات لڑائیوں میں شریک ہوئیں کیمپ کی حفاظت سپاہیوں کے لیے کھانا پکانا زخمیوں اور بیماروں کی تیمارداری کرنا ان کے سپرد تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جو خواتین اس قسم کی جنگی خدمات انجام دیتی تھیں ان کو اموال غنیمت میں سے انعام دیا جاتا تھا۔

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلامی پردہ کی نوعیت کسی جاہلی رسم کی سی نہیں ہے جس میں مصالح اور ضرورت کے لحاظ سے کمی بیشی نہیں ہو سکتی ہو۔ جہاں حقیقی ضروریات پیش آ جائیں وہاں اس کے حدود کم بھی ہو سکتے ہیں، نہ صرف چہرہ اور ہاتھ کھولے جا سکتے ہیں، بلکہ جن اعضاء کو ستر عورت میں داخل کیا گیا ہے ان کے بھی بعض حصے اگر حسب ضرورت کھل جائیں تو مضائقہ نہیں لیکن جب ضرورت رفع ہو جائے تو حجاب کو پھر انہی حدود پر قائم ہو جانا چاہیے جو عام حالات کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔ جس طرح یہ پردہ جاہلی نہیں ہے اسی طرح

اس کی تخفیف بھی جاہلی آزادی کے مانند نہیں۔ مسلمان عورت کا حال یورپین عورت کی طرح نہیں ہے کہ جب وہ ضروریات جنگ کے لیے اپنی حدود سے باہر نکلی، تو اس نے جنگ ختم ہونے کے بعد اپنی حدود میں واپس جانے سے انکار کر دیا۔ (۴۲)

حجاب کی جزئیات کا خلاصہ اور منشاء شریعت:

حضرت مولانا قاری طیب صاحب فرماتے ہیں کہ:

بہر حال شرعی حجاب کی ہمہ گیر حدود و قیود نہ صرف معاشرت بلکہ عبادت اور نہ صرف عبادت بلکہ باطن اور قلب اور نہ صرف واقعات بلکہ احتمالات اور خیالات اور نہ صرف زمانہ حیات بلکہ بعد الممات تک پر بھی چھائی ہوئی ہیں اور عادت و عبادت کی کوئی نوع ایسی باقی نہیں رہتی۔ جس میں عورت کو حجاب کا اور مرد کو نگاہ بچانے کا پابند نہ بنایا ہو۔ اور اس ستر اور نگاہ بچانے کی بھی کوئی ظاہری و باطنی نوع ایسی نہیں چھوڑی گئی جس کی حکیمانہ ہدایت نہ دی گئی ہو۔ چنانچہ سابقہ تفصیلات میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ پہلے ستر اشخاص کا حکم دیا، پھر ستر ابدان کی ہدایت کی، پھر ستر زینت کے لیے فرمادیا۔ پھر ستر عوارض یعنی بو اور چال ڈھال وغیرہ کا امر فرمایا، پھر ستر نگاہ بتایا۔ پھر ستر صورت کا ارشاد ہوا پھر ستر عمل کی تنبیہ کی گئی یہاں تک کہ پھر ستر خیال کی بھی آخر میں تلقین فرمادی گئی۔ جس سے ایک منٹ کے لیے بھی نہیں سمجھا جا سکتا تھا کہ شریعت اجنبی مرد و عورت میں کوئی ادنیٰ اختلاط یا کم سے کم ریل میل اور تھوری سے بے تکلفی گوارا کرتی ہے اور وہ بھی معاشرت اور سلسلہ تمدن میں جو نفسانی جذبات بھڑکانے کا خاص ذریعہ ہے بلکہ اس کی ہر ہر ہدایت اور ہر ہر قید و بند سے جو اس نے خروج نساء پر عائد کی ہیں، اس کی یہ مرضی صاف نمایاں ہے کہ عورتیں اس کی منشاء پر مطلع ہو کر باہر نکلنے سے رک جائیں کیوں؟ اس لیے کہ جاہلیت اولیٰ کا تبرج اور آج کی جاہلیت اخری کا شہوانی تموج ان میں راہ نہ پائے اور یہ ناقصات العقل اس کی حرص میں اپنے عفیفانہ اخلاق اور حیادارانہ جذبات و اعمال سے

دستبردار نہ ہو جائیں پس اس جاہلیت اولیٰ نے بے حجابی اور بے حیائی کے جتنے عملی پہلو سامنے کیے شریعت نے اتنے ہی پردے عفت وعصمت کے پہلے سے تیار کیے ہوئے ان پر ڈال دیئے کہ جس سے ہر بے حیائی کا رخنہ مسدود ہو گیا اور اسلامی عورت تمام بد اخلاقیوں کی زد سے بچ گئی۔

المراجع والمصادر...... باب چہارم

☆	نام کتاب	جلد مع صفحہ	مصنف	مطبع
۱	القرآن الکریم	۵۸/۲۴		
۲	لباس المرأۃ وزینتھا	ص:۵۵	الزمیلی	دارالفرقان بیروت
۳	القرآن الکریم	۲۶/۷		
۴	القرآن الکریم	۲۷/۷		
۵	لباس المرأۃ وزینتھا	ص:۵۸	الزمیلی	دارالعرفان بیروت
۶	القرآن الکریم	۳۱/۲۴		
۷	لباس المرأۃ وزینتھا	ص:۵۸	الزمیلی	دارالعرفان بیروت
۸	معارف القرآن	۲۲۰/۷	مفتی محمد شفیع	ادارۃ المعارف کراچی
۹	القرآن الکریم	۳۱/۲۴		
۱۰	معارف القرآن	۴۰۴/۶	مفتی محمد شفیع	ادارۃ المعارف کراچی
۱۱	القرآن الکریم	۳۱/۲۴		
۱۲	معارف القرآن	۴۰۵/۶	مفتی محمد شفیع	ادارۃ المعارف کراچی
۱۳	احکام القرآن	۱۷۷/۵	امام ابوبکر جصاص	دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۴	القرآن الکریم	۳۱/۷		
۱۵	سنن ابوداؤد	۱۷۰/۱	ابوداؤد سجستانی	داراحیاء التراث بیروت
۱۶	لباس المراۃ وزینتھا	ص:۶۲	الزمیلی	دارالعرفان بیروت
۱۷	لباس المراۃ وزینتھا	ص:۶۳	الزمیلی	دارالعرفان بیروت
۱۸	لباس المراۃ وزینتھا	ص:۶۸	الزمیلی	دارالعرفان بیروت
۱۹	پردہ	۲۸۰	ابوالاعلیٰ مودودی	اسلامک پبلی کیشنز لاہور
۲۰	مسند احمد	۳۷۱/۶	احمد بن حنبل	دارالصادر بیروت

۲۱	سنن ابوداؤد	۱/۱۵۶	سجستانی	داراحیاءالتراث بیروت
۲۲	صحیح بخاری	۱/۱۲۰	محمد بن اسماعیل	قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۳	سنن ابوداؤد	۱/۱۵۵	سجستانی	داراحیاءالتراث بیروت.
۲۴	صحیح بخاری	۱/۱۲۰	محمد بن اسماعیل	قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۵	پردہ	۲۸۵	ابوالاعلی مودودی	اسلامک پبلی کیشنز لاہور
۲۶	. جامع ترمذی	۱/۴۵۴	محمد بن عیسٰی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۷	پردہ	۲۸۶	ابوالاعلی مودودی	اسلامک پبلی کیشنز لاہور
۲۸	جامع ترمذی	۱/۴۵۴	محمد بن عیسٰی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۹	صحیح بخاری	۱/۱۲۰	محمد بن اسماعیل	قدیمی کتب خانہ کراچی
۳۰	سنن نسائی	۲/۸۶	امام نسائی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۱	صحیح بخاری	۱/۲۱۹	محمد بن اسماعیل	قدیمی کتب خانہ کراچی
۳۲	پردہ	۲۸۸	ابوالاعلی مودودی	اسلامک پبلی کیشنز لاہور
۳۳	مؤطا امام مالک	۴۱۴	امام مالک	نور محمد کتب خانہ کراچی
۳۴	جامع ترمذی	۲/۴۱۹	محمد بن عیسٰی	داراحیاءالتراث بیروت
۳۵	سنن ابن ماجہ	۱/۳۹۳	امام ابن ماجہ	دارالجیل بیروت
۳۶	صحیح بخاری	۱/۱۷۰	محمد بن اسماعیل	قدیمی کتب خانہ کراچی
۳۷	جامع ترمذی	۳/۳۷۱	محمد بن عیسٰی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۸	جامع ترمذی	۳/۳۷۱	محمد بن عیسٰی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۹	صحیح بخاری	۱/۱۷۱	محمد بن اسماعیل	قدیمی کتب خانہ کراچی
۴۰	حجاب •	۷۱	محمد اسماعیل میمن	مظہری کتب خانہ کراچی
۴۱	سنن ابوداؤد	۲/۱۴۰	سجستانی	داراحیاءالتراث بیروت
۴۲	پردہ	ص:۲۹۴	ابوالاعلی مودودی	الامک پبلی کیشنز لاہور

باب پنجم

پردے کے جدید مسائل

باب پنجم

پردے کے جدید مسائل

اس باب میں عورتوں کی زیب وزینت اور پردے کے چند اہم مسائل بیان کئے جا رہے ہیں۔

عورتوں کا ننگے سر اور بے پردہ سرعام گھومنا:

آج کل گلی کوچوں، بازاروں، کالجوں اور دفتروں میں بے پردگی کا جو طوفان برپا ہے اور یہود ونصاری کی تقلید میں ہماری بہو بیٹیاں جس طرح بن ٹھن کر بے حجابانہ گھوم رہی ہیں قرآن کریم نے اس کو جاہلیت کا تبرج فرمایا ہے اور یہ انسانی تہذیب شرافت اور عزت کے منہ پر زناٹے کا طمانچہ ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

عن ابی الملیح قال قدم علی عائشة نسوة من أهل الحمص فقالت من این انتن قالت فانی سمعت رسول الله ﷺ یقول لاتخلع امرأة ثیابها فی غیر بیتها الا هلکت الستر بینها وبین ربها۔ (۱)

جس عورت نے اپنے گھر کے سوا کسی دوسری جگہ کپڑے اتارے اس نے اپنے درمیان اور اللہ کے درمیان جو پردہ حائل تھا اسے چاک کردیا۔

عورت کے سر کا ایک ایک بال ستر ہے اور نامحرموں کے سامنے ستر کھولنا شرعاً حرام اور طبعاً

بے غیرتی ہے اسلامی معاشرت میں ننگے سر پھرنے کو عیب تصور کیا جاتا ہے یہ حکم مردوں کا ہے جب کہ عورتوں کا برہنہ سر کھلے بندوں پھرنا اور کھلے بندوں بازار میں نکلنا صرف عیب ہی نہیں بلکہ گناہ کبیرہ ہے البتہ اگر گھر کے اندر نامحرم موجود نہ ہو تو عورت اپنا سر کھلا رکھ سکتی ہے۔

عورت کا مرد کے شانہ بشانہ کام کرنا:

اللہ تعالی نے مرد اور عورت کا دائرہ کار الگ الگ اور مختلف بنایا ہے عورت کے کام کا میدان اس کا گھر ہے اور مرد کا میدان عمل گھر سے باہر ہے جو کام مرد کر سکتا ہے عورت نہیں کر سکتی اور جو عورت کر سکتی ہے وہ مرد نہیں کر سکتا دونوں کو اپنے اپنے دائرہ میں رہ کر کام کرنا چاہئے جو لوگ مرد کا بوجھ عورت کے نحیف کندھوں پر ڈالتے ہیں وہ عورت پر ظلم کرتے ہیں۔

بے پردگی فحاشی کی بنیاد ہے اور اسلام فحاشی کو برداشت نہیں کرتا، عورت کے لئے قرآن کا حکم یہ ہے کہ وہ بغیر ضرورت گھر سے نکلے ہی نہیں اور اگر نکلے تو جلباب پہن کر نکلے قرآن کریم میں ایسی کوئی آیت نہیں ملے گی جس میں یہ کہا گیا ہو کہ عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ چلتے ہوئے کھیل کے میدان میں بھی جا سکتی ہیں آفس ورک بھی کر سکتی ہیں اور ان کی سیکریٹری بھی بن سکتی ہیں یہ آسمان مغرب کی وحی تو ہو سکتی ہے لیکن وحی الٰہی نہیں، جب کہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو مرد عورتوں کی مشابہت اور جو عورتیں مردوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔

پردہ اور مروجہ برقعہ:

پردے کے بارے میں شریعت کا اصول یہ ہے کہ عورت کا پورا بدن چہرے سمیت ڈھکا ہوا ہونا ضروری ہے اس کے لئے بڑی چادر جس سے پاؤں تک بدن ڈھک جائے، یہ کافی ہے مگر چادر کا سنبھالنا عورت کے لئے عموماً مشکل ہوتا ہے اس لئے شرفاء نے چادر کو برقعہ کی شکل دی، پرانے زمانے میں ٹوپی والے برقعے کا رواج تھا اب نقاب والے برقع نے اس کی جگہ لے لی ہے نیز برقعہ کے لئے ہر قسم کے رنگ کے کپڑے استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن وہ ایسا منقش بھی نہ ہونا چاہئے کہ لوگوں کی نگاہوں سے بچنے کے بجائے ان کی نظروں کو اپنی طرف مبذول کرایا جائے

اس صورت میں وہ عورت گنہگار ہو گی۔

ٹی وی پروگرام اور پردہ:

ٹیلی ویژن کے اسلامی پروگراموں میں خواتین شرکت کرتی ہیں اور اسلامی سوالات کے جوابات دیتی ہیں لیکن خود ایک غیر محرم مرد کے سامنے منہ کھولے بیٹھی ہوتی ہیں یہ اسلام میں ممنوع ہے اور ایسا کرنا ان عورتوں کے لئے ناجائز ہے جب عورت ٹی وی پروگراموں میں آتی ہے تو یقیناً اسے لاکھوں کی تعداد میں مرد دیکھتے ہیں تو جو عورتیں خدا اور رسول ﷺ کے احکام کو توڑ کر پردہ اسکرین پر اپنی نمائش کرتی ہیں انہیں خدا اور رسول ﷺ کی خوشنودی کیسے حاصل ہو سکتی ہے، ہاں ابلیس اور ذریت ابلیس ان کے عمل سے ضرور خوش ہیں۔

بے پردگی کی شرائط لگانے والی یونیورسٹی میں پڑھنا:

نوجوان لڑکیوں کی بعض یونیورسٹیاں ایسی بھی ہیں جس کے چند اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ اس یونیورسٹی کا اسکرٹ ہے (جس کی لمبائی گھٹنے تک ہوتی ہے) اس کا پہننا ہر لڑکی کے لئے ضروری ہے، دوسرا اصول یہ ہے کہ اس یونیورسٹی میں داخل ہوتے ہی دوپٹہ پہننا ممنوع بلکہ سخت حرام ہے، ایسی صورت میں ان یونیورسٹیوں میں پڑھنا جائز نہیں، ہاں اگر وہاں کسی غیر مرد کا سامنا نہیں ہوتا بلکہ یونیورسٹی کا عملہ عورتوں پر ہی مشتمل ہے تو مسلمان عورتوں کے سامنے عورت کا سر کھول دینا جائز ہے اور اگر وہاں مرد لوگ بھی ہوتے ہیں تو ان کے سامنے سر اور چہرے کا ڈھکنا فرض ہے اور ان کا کھولنا حرام ہے چہ جائیکہ عورت اپنے آدھے بدن کی نمائش کرتی پھرے۔

عورت کا اجنبی مرد کی تیمارداری کرنا:

بعض ہسپتالوں میں عورتیں نرسنگ کو اپنی معاشی کفالت کا ذریعہ بناتی ہیں اور بیماروں کی تیمارداری کرتی ہیں بیمار کی تیمارداری یقیناً بہت اچھی بات ہے لیکن نامحرم مردوں سے بے حجابی اس سے بڑھ کر وبال ہے، عورتوں کے ذمہ خواتین کی تیمارداری کا کام ہونا چاہئے۔ مردوں کی

تیمارداری کی خدمت عورتوں کے ذمہ صحیح نہیں، کیا کوئی عقل سلیم یہ بات گوارا کرسکتی ہے کہ عورت جسے اپنے شوہر یا والدین کی خدمت کرنا چاہئے وہ انہیں وقت دینے کے بجائے اور ان کی خدمت کرنے کے بجائے صرف نظر کر کے مردانہ وارڈ میں اجنبی مردوں کے زخموں کی مرہم پٹی کرتی رہے، نہیں ہرگز نہیں بلکہ مردوں کی مرہم پٹی اور تیمارداری کے لئے مردوں کو مقرر کیا جانا چاہئے نامحرم عورتوں سے یہ خدمت لینا جائز نہیں۔

عورتوں کا آفس میں بے پردہ کام کرنا:

عورتوں کا بے پردہ غیر مردوں کے ساتھ دفاتر میں کام کرنا مغربی تہذیب کا شاخسانہ ہے اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا، شاید وہ وقت عنقریب آیا چاہتا ہے جس کی حدیث میں خبر دی گئی ہے کہ مرد و عورت سر بازار خواہش پوری کیا کریں گے اور ان میں سے شریف آدمی وہ ہوگا جو صرف اتنا کہہ سکے گا کہ میاں اس کو کسی درخت وغیرہ کی اوٹ میں کر لیتے

آفس میں لیڈیز سیکرٹری رکھنا:

آج کل پرائیویٹ آفس میں لیڈیز سیکرٹریز رکھی جاتی ہیں اور مالکان اپنی سیکریٹریوں سے خوش گپی میں مصروف نظر آتے ہیں چونکہ عورت سے خلوت کرنا اور اس سے خوش گپیوں میں مشغول ہونا حرام ہے اس لئے لیڈیز سیکریٹری رکھنا جائز نہیں اگر اللہ تعالی نے عورت کو معاش سے فارغ کر رکھا ہے تو فرصت کو غنیمت جان کر اپنی آخرت کی تیاری میں لگے ذکر و اذکار، تسبیحات تلاوت اور نماز میں وقت گزاریں معاشرتی طور پر تنگدست ہو تو پردے کے اہتمام کے ساتھ ملازمت کرسکتی ہے لیکن اسے ایسی ملازمت اختیار کرنا چاہئے جس سے اس کی آخرت تباہ و برباد نہ ہو۔

نوجوان ملازم سے پردہ:

بعض اونچی سوسائٹی کے گھرانوں میں کام کاج کرنے کے لئے نوجوان مرد ملازم رکھے جاتے ہیں جو دن رات ان کے گھر میں ہی رہتے ہیں اور ان کا اہل خانہ سے پردہ نہیں ہوتا

حالانکہ شریعت کی نگاہ میں یہ اجنبی مرد ہیں ان سے پردہ کرنا سخت ضروری ہے کیسی بے شرمی کی بات ہے کہ نوکروں کے سامنے بہو بیٹیاں آتی ہیں اور ذرا بھی گناہ اور عیب نہیں سمجھا جاتا مزید ستم بالائے ستم یہ کہ ان گھروں کے مرد حضرات پورے پورے دن یا کئی کئی سال کے لئے ان ملازمین کو اپنے گھروں میں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور پھر پیچھے کیا کھیل تماشے ہوتے ہیں ان مفاسد کا اندازہ تقریباً ہر باشعور انسان لگا سکتا ہے حدیث شریف کی رو سے ایسا شخص جس کو اس کی پرواہ نہ ہو کہ اس کی گھر والیوں کے پاس کون آتا ہے کون جاتا ہے وہ دیوث ہے اور دیوث کبھی جنت میں داخل نہ ہوگا۔

زینت اور اسلام:

مفتی کمال الدین اپنی کتاب ''عورت کے لیے بناؤ سنگار کے شرعی احکام'' میں رقمطراز ہیں:۔

زیب وزینت اور بناؤ سنگار عورت کا فطری حق ہے، میک اپ کرنا اور بناؤ سنگار کرنا عورت کے لیے اس کی فطرت کے عین مطابق ہے، کیونکہ ہر عورت طبعاً حسین وجمیل ہونا پسند کرتی ہے ...... ہر عورت چاہتی ہے کہ وہ خوبصورت نظر آئے۔ اسلام عورت کی اس فطری خواہش کا مخالف نہیں ہے۔ البتہ وہ یہ ضرور چاہتا ہے کہ اس کو منظم اور منضبط کیا جائے اور اس کا مظاہرہ ہر طرف سے سمیٹ کر صرف ایک رخ پر، ایک مرد کی سامنے ہی کیا جائے، وہی مرد جو اس کا شریک حیات اور زندگی کا ہم سفر ہو۔ ہر قسم کی زینت اور ہر قسم کی خوشبو اسی شوہر کے لیے استعمال کی جائے، اس لیے حدیث شریف میں آیا ہے:

> ''جو عورت عطر لگا کر باہر نکلے اور اس کا گذر ایسے لوگوں پر ہو جو اس کی خوشبو محسوس کریں تو وہ عورت زانیہ (جیسی گنہگار) ہوگی''۔ (۲)

عورت اگر سر راہ خوشبو لگا کر چلے، جو کہ مراسلت اور نامہ پیام کا نہایت لطیف ذریعہ ہے، اور اس سے عام اخلاقی ضوابط متاثر ہوتے ہیں، اس لیے اسلام کسی مسلمان عورت کو اس بات کی اجازت ہرگز نہیں دیتا کہ راستوں اور بالخصوص مردوں کی محفلوں کے پاس خوشبو میں اچھی طرح بس کر اس کا گذر ہو۔

کیونکہ حسن و جمال چھپ سکتا ہے لیکن عطر اور خوشبو کو کون روک سکتا ہے؟ خوشبو فضا میں تحلیل ہو کر آگے بڑھے گی اور اس سے مردوں کے جذبات لامحالہ برانگیختہ ہوں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ ان قیمتی نصیحتوں سے بے پروائی اور غفلت نے بے شمار جھگڑے، لڑائیاں اور میاں بیوی کے درمیان تفرقہ اور علیحدگی پیدا کر رکھی ہے، اس لیے خواتین کو مروجہ فیشن اور خلاف شرع زیب و زینت کی بری وبا سے بچنا چاہیے۔

بیوٹی پارلروں میں جانے اور نت نئے ایجاد کردہ فیشن اختیار کرنے سے خواتین کے چہرے، جسم اور بالوں کا فطری اور قدرتی حسن ختم ہو جاتا ہے اور اس سے بہت سے نقصانات بھی ہوتے ہیں، اس سلسلہ میں قاہرہ میڈیکل کالج کے پروفیسر ڈاکٹر عبدالمنعم صاحب کی تحریر بڑی فکر انگیز ہے، وہ لکھتے ہیں:

"اس طرح بیوٹی پارلر جا کر بالوں کی سیٹنگ اور کٹنگ کرانا، یورپ کے لحاظ سے فیشن کی طرح مختلف رنگوں سے انہیں رنگنا، بالوں کو جھاڑنے اور ان کے اندر خم دینے کے لیے مختلف غیر فطری طریقے استعمال کرنا، جس سے بال جلدی گر جاتے ہیں، ان کی جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں یا سیٹنگ مشین کا استعمال کرنا اور کیمیاوی دواؤں کا استعمال کرنا جن میں ایسے مادے شامل ہوتے ہیں جو بالوں کے لیے سخت نقصان دہ ہوتے ہیں، کسی بھی عورت کے لیے ایسی چیزوں کا استعمال مناسب نہیں کیونکہ یہ بالوں کے لیے سخت نقصان دہ ہے، خواتین کو ایسی زیب و زینت اختیار کرنے سے بچنا چاہیے۔

ہماری بہت ساری خواتین کو یہ معلوم بھی نہیں کہ ان کے سر کے بالوں کو کھینچ تان کر رکھنے کے کیا کیا نقصانات ہیں؟ کیونکہ بالوں کو کھینچ تان کر رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی جڑوں پر زور ڈالا جائے اور خون کی مخصوص مقدار کو بالوں کی جڑوں میں پہنچنے نہ دیا جائے جس سے بالوں کی جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں اور بال جلدی گر جاتے ہیں، جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ بیوٹی پارلروں میں، فیشل، ہیر کٹنگ، تھریڈنگ، ویکسنگ، بلیچنگ کروا کر اور آئی بروز اور اپر لیوز بنوا کر بن ٹھن کر نکلنے والی چند دنوں تک بظاہر بہت اچھی بھی لگے گی، لیکن اس کی بعد جوں جوں اس کا اثر زائل ہوتا جاتا ہے پھر پچیس سالہ دوشیزہ اگر پچاس سال کی نہیں تو چالیس سال کی ضرور لگتی ہے، اور گناہ کا یہ اثر ضرور ہوتا ہے کہ شوہر کے دل میں محبت کے بجائے بغض و نفرت بیٹھتی رہتی ہے۔

اور خصوصاً بیوٹی پارلر میں مزین کرنے والی جو عورتیں ہوتی ہیں وہ اکثر بے نمازی اور بے

پردہ، آزاد خیال، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کو ناراض کرنے والی عورتیں ہوتی ہیں، جن میں بعض اوقات کافر عورتیں بھی ہوتی ہیں، جن کے شوہر خود ہی ان سے بیزار ہیں اور وہ خود اپنے شوہروں سے بیزار ہو کر ان کاموں پر لگ گئی ہیں تو وہ کیا دوسری خواتین کو ایسا تیار کریں گی جس سے وہ اپنے شوہر کی ہو جائیں؟ کبھی نہیں! بلکہ مسلمان خواتین کے لیے ایسی عورتوں کو اپنے جسم پر ہاتھ بھی نہیں لگانے دینا چاہیے۔

اور اگر بیوٹی پارلر میں کام کرنے والے مرد ہوں یا ان کا وہاں آنا جانا ہو تو پھر اس کے حرام ہونے اور اس پر خدا کی لعنت برسنے میں کیا بیوٹی پارلر میں جا کر ایسی گنہگار عورتوں سے اپنے کو سنوارنا اور مزین کرنا مسلمان خواتین کے لیے کسی طرح بھی مناسب نہیں، بلکہ گھر پر ہی جو کچھ ہو سکے اس سے اپنے آپ کو آراستہ و پیراستہ کرنا چاہیے، اسی میں ان کے لیے دنیا و آخرت دونوں جہاں کی بھلائی اور کامیابی ہے۔

زیب و زینت میں فضول خرچی:

زیب و زینت ضرور کیجئے، لیکن اس میں اتنا بھی حد سے آگے نہ بڑھیے کہ اپنے والد یا اپنے شوہر کے خون پسینہ کی کمائی کو بے دردی سے ضائع کر دیں، اور نئے سے نئے فیشن کے کپڑے اور مہنگے سے مہنگے زیورات کم از کم ایسے حالات میں تو استعمال نہ کریں، جب کہ آپ کی دیگر مسلمان بہنیں سوکھی روٹی کے لیے بھی ترس رہی ہوں۔

یاد رکھیے!

ایسی نادان اور فضول خرچ خواتین کی گودوں میں ایسے پھول نہیں کھلا کرتے اور ایسی ٹہنیوں پر ایسے قیمتی پرندے نہیں بیٹھا کرتے، ایسی قاتلہ انسانیت منڈھیر پر بیٹھ کر چہچہانے والی مینائیں اپنا سریلا نغمہ، عالم کو نہیں سنایا کرتیں، ایسے نافرمان و خود غرض گلدستوں میں سلطان نور الدین زنگی اور صلاح الدین ایوب جیسے گلاب نہیں کھلا کرتے، ایسی خود غرض اور دوسروں کے حقوق سے لاپرواہی کرکے بیوٹی پارلر کی کرسی پر بیٹھنے والی کی گردن میں عمر میں عبد العزیزؒ جیسے نہیں سویا کرتے، خدا کی نعمتوں کے ناقدر دان ٹیلوں اور چوٹیوں پر خنساءؓ و حمنہ بنت جحشؓ کا رنگ نہیں بھرا

جا سکتا، ایسی اداس شاہراہوں پر اور بنجر علاقوں میں محمد بن قاسمؒ وعقبہ بن نافعؒ نہیں آیا کرتے۔

ایسی بے پردہ پھرنے والیوں اور اپنے جسم کے اعضاء کی بے باکی کے ساتھ نمائش کرنے والیوں کی چھاتیوں سے طارق بن زیاد و ٹیپو سلطان دودھ نہیں پیا کرتے، ایسی رات کی رانیوں کے غنچوں میں ایسے عطر آمیز خوشبوؤں والے طارق بن زیادؒ، محمد فاتح، جن کی خوشبو سے عالم اسلام جھوم اٹھتا ہے، اپنی خوشبوئیں ایسی ماؤں کو نہیں سونگھایا کرتے۔

معزز ماؤں اور پیاری بہنو!

مروجہ فیشن کی جس راہ پر آپ گامزن ہیں وہ مسلمان خواتین کے لیے زیب نہیں دیتا، مسلمان خواتین کو چاہیے کہ زیب وزینت کے وہ طریقے اپنائیں جو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہوں، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے ارشادات کی حدود میں ہوں۔

اس لیے خواتین کے لیے یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ زیب وزینت کے کون سے طریقے شریعت کے خلاف ہیں اور کون سے طریقے شریعت کے مطابق ہیں، تاکہ وہ خلاف شرع امور سے اجتناب کر سکیں، اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے اپنا فطری عمل بناؤ سنگار بھی کر سکیں۔

ذیل میں ان ہی طریقوں کو ذرا تفصیل سے ذکر کیا جاتا ہے، ان کو غور سے پڑھیں اور اس کے مطابق عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں، اسی میں آپ کے دین ودنیا دونوں جہاں کی بہتری اور کامیابی ہے۔

فیشن کی حدود:

خواتین کو زیب وزینت سے متعلق تین باتیں بنیادی طور پر ذہن میں رکھنی چاہئیں۔

جن امور کی شریعت میں قطعی طور پر ممانعت ہے انہیں کرنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں، چاہے شوہر یا کوئی ان کو کرنے کے لیے کہے یا نہ کرنے کی صورت میں ناراض ہو جائے، کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

"لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق"[1]

یعنی: "اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں"۔

۱)...... جو امور شرعی حدود میں ہیں اور جائز کے درجہ میں ہیں ان میں حسب وسعت شوہر کی مکمل اطاعت کرنا عورت کے ذمہ ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ

"اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کے لیے سجدہ کرے" (۳)

دوسری حدیث میں ارشاد ہے:

"اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو حکم دے کہ سرخ پہاڑ سے پتھر اٹھا کر کالے پہاڑ، اور کالے پہاڑ سے پتھر اٹھا کر سرخ پہاڑ پر لے جائے تو اسے یہی کرنا چاہیے"۔ (۴)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:

"ایک حق مرد کا یہ ہے کہ اپنی صورت بگاڑ کے اور میلی کچیلی نہ رہا کرے، بلکہ بناؤ سنگار سے رہا کرے، یہاں تک کہ اگر مرد کے کہنے پر بھی عورت بناؤ سنگار نہ کرے تو مرد کو مارنے کا اختیار ہے"۔ (۵)

۲)...... عورت شرعی حدود میں رہ کر جو کچھ بناؤ سنگار کرے اس کا مقصد شوہر کو خوش کرنا ہو، نہ کہ دوسری عورتوں اور نامحرم مردوں کو دکھانا اور اترانا، اگر شوہر کو خوش کرنے کے لیے بناؤ سنگار کرے گی تو ان شاء اللہ اس پر اس کو ثواب ملے گا، چاہے دوسری عورتیں اسے دیکھ کر خوش ہوں یا ناراض۔ البتہ اگر اترانے اور نامحرم مردوں یا دوسری عورتوں کو دکھانے اور ان پر فخر کرنے کی نیت سے کپڑے پہنے گی اور بناؤ سنگار کرے گی تو گنہگار ہوگی اس لیے ان باتوں سے بچنا ضروری ہے۔

یہ تین بنیادی باتیں ذہن نشین کر لینے کے بعد فیشن کی مروجہ صورتوں میں سے کون سی صورت جائز ہے اور کون سی صورت ناجائز، اس بارے میں شریعت کے مفصل احکام حسب ذیل ہیں۔

سر کے بال کٹوانا:

خواتین کا اپنے سر کے بالوں کو کٹوانا، کتروانا یا فیشن کے طور پر چھوٹے کروانا خواہ کسی بھی جانب سے ہو، مردوں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ناجائز اور گناہ ہے، حدیث شریف میں اس

کی سخت ممانعت آئی ہے، چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں''۔(۶)

لہٰذا خواتین کے لیے سر کے بالوں کو کٹوانا جائز نہیں۔ اگرچہ شوہر اس کے لیے کہے تب بھی جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں شوہر کی اطاعت جائز نہیں، ایسی صورت میں عورت کو چاہیے کہ محبت وادب کے ساتھ انکار کردے، اور شوہر کو شرعی حکم سے آگاہ کردے اور نرمی سے سمجھا دے اور امید ہے کہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے شوہر بھی شرعی حکم پر عمل کرے گا، اور خلاف شرع عمل پر اصرار نہیں کرے گا۔

سر کے بال تراشنا:

بالوں کے کاٹنے کا حکم تو اوپر لکھ دیا گیا، اور تراشنے کا حکم بھی یہی ہے کہ محض فیشن کے طور پر خواتین کے لیے بالوں کو تراشنا جائز نہیں۔ البتہ اگر بالوں کے سروں میں شاخیں نکل آئیں جس کی وجہ سے بالوں میں گرہیں پڑ جاتی ہوں تو ان سروں کو تراشنے کی گنجائش ہے، یا جو بال عموماً اوپر نیچے ہو جاتے ہیں ان کو صرف نیچے سے برابر کرنے کے لیے معمولی طور پر تراشنے کی گنجائش ہے۔

سر کے بالوں کو ڈیزائن وفیشن سے سنوارنا:

خواتین کے لیے سر کے بالوں کو کاٹے بغیر مختلف ڈیزائن اور فیشن سے سنوارنا جائز ہے، البتہ اس میں مندرجہ ذیل باتوں کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے:

۱)...... کافر اور فاسقہ عورتوں کی مشابہت مقصود نہ ہو۔

۲)...... محض اپنا یا اپنے شوہر کا دل خوش کرنے کے لیے ایسا کر لیا جائے۔

۳)...... اتنا وقت اس میں ضائع نہ ہو جس سے دوسرے ضروری امور میں خلل پڑتا ہو۔

افزائش کے لیے بال کٹوانا:

بعض خواتین کے بالوں کی چوٹیوں کے اختتام پر بال دو اور تین حصوں میں سروں کی نوکوں

سے منقسم ہوجاتے ہیں، پھر بالوں کی افزائش بند ہوجاتی ہے، اگر ان بالوں کے سروں کو کاٹ دیا جائے تو پھر بال بڑھنے شروع ہوجاتے ہیں، تو ایسی صورت میں بالوں کی افزائش کے لیے بالوں کے سرے معمولی طور پر کاٹنا درست ہے۔

بیماری اور درد کی وجہ سے بال کٹوانا:

اگر کسی عورت کے سر میں کوئی بیماری یا درد وغیرہ پیدا ہوجائے اور اس کے سبب بالوں کا ازالہ ناگزیر ہوجائے تو پھر اس حالت میں بوجہ مجبوری یعنی شرعی عذر کی بناء پر بالوں کا کاٹنا جائز ہے، لیکن جیسے ہی یہ عذر ختم ہوجائے اجازت بھی ختم ہوجائے گی یعنی عذر ختم ہونے کے بعد بالوں کا کاٹنا جائز نہ ہوگا۔(۷)

چھوٹی لڑکیوں کے بال کٹوانا:

بالغ یا قریب البلوغ لڑکیوں کے بال کٹوانا تو جائز نہیں جیسا کہ اوپر تفصیل سے لکھا گیا ہے، البتہ ایسی بچیاں جو چھوٹی اور قریب البلوغ نہ ہوں یعنی جن کی عمر نو سال سے کم ہو تو ان کے بال کٹوانا درست ہے، تاہم کافروں اور فاسقوں کے ساتھ ارادی طور پر مشابہت اختیار کرنے سے بچنا چاہیے۔

بالوں کو بلیچ کرنا اور رنگنا:

بیوٹی پارلر میں خواتین کے بالوں کو بلیچ Bleech کیا جاتا ہے اور پھر دوسرے رنگ سے رنگا جاتا ہے، تو یہ کام اگر شرعی حدود میں رہتے ہوئے کیا جائے تو شرعاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بھوؤں کو باریک بنانا:

آج کل خواتین بھوؤں کو خوبصورت شکل دینے کے لیے آئی برو Eyebrow کے آس پاس کے چند بال نوچ لیتی ہیں اس طرح بھوئیں خوبصورتی سے گول لکیر سی بن جاتی ہیں مقصد

اس سے محض خوبصورتی اور زینت ہے، لیکن ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں، کیونکہ جسم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی امانت ہے جس میں کسی شرعی اور فطری ضرورت کے بغیر کوئی خود ساختہ تبدیلی درست نہیں ہے، اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان فصل پیدا کرنے اور جسم کو گودنے یا گودوانے کو ناجائز، موجب لعنت اور اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تغییر قرار دیا ہے اور خواتین کو اپنے جسم سے بال نوچنے کی ممانعت فرمائی ہے، چنانچہ ابرو کے بال نوچ کر باریک سی لکیر بنالینا اور دونوں بھوؤں کے درمیان فاصلہ کرنا جیسا کہ آج کل اس کا عام فیشن ہے، سراسر ناجائز ہے شوہر کی خوشدلی کے لیے بھی ایسا کرنا جائز نہیں، البتہ ابرو کے بال اگر بہت بڑھ گئے ہوں تو ان کو کتر کر یا کتروا کر کسی قدر کم کرنا درست ہے۔

چہرے کے بال صاف کرنا:

چہرے کے بال اور روئیں جو پیشانی اور منہ پر ہوتے ہیں ان کو اگر نوچ کر نکالا جائے تو چونکہ اس میں اپنے جسم کو بلاوجہ اذیت دینا ہے اس لیے نوچ کر نکالنا مناسب نہیں، البتہ اگر کسی پاؤڈر وغیرہ کے ذریعہ صاف کیا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

چہرے سے ڈاڑھی مونچھ صاف کرنا:

بعض عورتوں کے چہرے پر ڈاڑھی مونچھ نکل آتی ہے تو اس کو صاف کرنا نہ صرف جائز بلکہ افضل اور بہتر ہے، البتہ ان زائد بالوں کو بھی نوچ کر نکالنے میں چونکہ بلاوجہ اپنے جسم کو اذیت دینا ہے۔ اس لیے نوچ کر نکالنا مناسب نہیں، کسی پاؤڈر وغیرہ کے ذریعہ صاف کیا جائے تو درست ہے۔

ہونٹوں کے بال صاف کرنا:

اگر کسی عورت کے ہونٹ کے اوپر بال اُگ آئے ہوں تو انہیں زائل اور صاف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ انہیں دور کرنا عورت کی حق میں مستحب ہے، البتہ ان زائد بالوں کو بھی نوچ کر نکالنے میں چونکہ بلاوجہ جسم کو اذیت دینا ہے اس لیے نوچ کر نکالنا مناسب نہیں، کسی پاؤڈر وغیرہ کی ذریعہ صاف کرنا چاہیے۔

ہاتھ پاؤں کے بال صاف کرنا:

خواتین کے لیے کلائیوں اور پنڈلیوں کے بالوں کو صاف کرنا جائز ہے، اس لیے کہ عورت کے حق میں زینت مطلوب ہے، نیز ہاتھ پاؤں کے بال صاف کرنے میں اصل خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اور اس میں کوئی دھوکہ بھی نہیں ہوتا، اس لیے ہاتھ اور پاؤں کے بال صاف کرنا جائز ہے۔(۸) البتہ ان بالوں کو بھی نوچ کر نکالنے میں چونکہ بلا وجہ اپنے جسم کو اذیت دینا ہے اس لیے نوچ کر نکالنا مناسب نہیں، کسی پاؤڈر وغیرہ سے صاف کرنا جائز ہے۔

جسم گودنا، گودوانا جائز نہیں:

جسم گودنا اور گودوانا جائز نہیں حرام ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ کسی سوئی وغیرہ سے کھال میں گہرے گہرے نشان ڈال کر اس میں سرمہ یا نیل بھر دیا جاتا ہے، اس طرح جسم پر جانوروں اور دیگر چیزوں کی تصویریں بنائی جاتی ہیں، حدیث شریف میں اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں، حضور ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے، اس لیے خواتین کے لئے ان ناجائز اور خلاف شرع امور سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

بالوں میں بال ملانا:

اسی طرح خواتین زیب و زینت اور اپنے بال لمبے یا گھنے پھولے ہوئے ظاہر کرنے کے لیے دوسرے کسی مرد یا عورت کے بال لے کر اپنے بالوں میں ملا لیتی ہیں، چونکہ اس میں جھوٹ اور فریب ہے اس لیے رسول ﷺ نے اس کو سخت ناپسند فرمایا اور ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی، اس لیے خواتین کے لئے ان ناجائز کاموں سے بچنا ضروری ہے۔

بالوں کا وگ لگانا:

اس وقت وگ یعنی بناوٹی بالوں کا استعمال بہت عام ہے، اور جدید سائنس نے اس میں

بھی کافی ترقی کی ہے، اور نئے نئے انداز سے بال لگوائے جانے کے طریقے ایجاد ہو گئے ہیں، شرعی اعتبار سے ہم ان کے طریقوں کو دو صورتوں میں بیان کر سکتے ہیں۔

انسانی بالوں کا وگ:

حدیث شریف کی رو سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ انسانی بالوں کا وگ لگوانا جائز نہیں حرام ہے، خواہ وگ کے بال مشین کے ذریعہ اس طرح لگوائیں کہ وہ جسم کے ساتھ مستقل پیوست (فٹ) ہو جائیں اور وہ جسم سے الگ نہ ہو سکتے ہوں یا اس طرح نہ لگوائیں بلکہ عارضی طور پر لگوائیں کہ جب چاہیں اسے پہن لیں اور جب چاہیں اسے اتار لیں، ان میں سے کسی صورت میں بھی انسانی بالوں کا وگ لگوانا جائز نہیں۔

جانور کے بالوں یا مصنوعی بالوں کا وگ:

انسان کے علاوہ کسی جانور کے بالوں کا وگ یا مصنوعی بالوں کا وگ لگانا اور لگوانا شرعاً جائز ہے، اگر ان بالوں کا وگ جسم میں مستقل طور پر پیوست (فٹ) کر کے لگایا جائے تو اس میں بھی حرج نہیں جائز ہے، اور اگر مستقل طور پر نہ لگایا جائے بلکہ عارضی طور پر لگایا جائے یعنی جب چاہیں لگالیں اور جب چاہیں ہٹا دیں تو یہ بھی جائز ہے۔

وگ کے بال پر مسح اور غسل کا حکم:

اگر وگ کے بال جسم کے ساتھ مستقل پیوست ہو جائیں اور وہ جسم سے الگ نہیں ہو سکتے ہوں تو وضو کے دوران اس پر مسح کرنا جائز ہے اور فرض غسل بھی درست ہے اور اگر یہ بال جسم کے ساتھ مستقل پیوست نہ ہوں بلکہ عارضی ہوں کہ جب چاہیں لگالیں اور جب چاہیں ہٹا دیں تو اس پر مسح جائز نہیں، اور ان بالوں کے ہوتے ہوئے اگر جسم تک پانی نہ پہنچے تو ایسی صورت میں فرض غسل بھی درست نہیں ہوگا، ایسی صورت میں ان کو ہٹا کر سر پر مسح کرنا ضروری ہے، اور فرض غسل میں، غسل سے پہلے ان کو اتار کر غسل کرنا ضروری ہے۔ (۹)

میک اپ کرنا:

عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کے سامنے اپنی صورت بگاڑ کر اور میلی کچیلی نہ رہا کرے۔ بلکہ صاف ستھری اور بناؤ سنگار سے رہا کرے اور اس مقصد کے لیے عورت کے لیے شرعی حدود میں رہتے ہوئے میک اپ کرنا، پاؤڈر اور کریم وغیرہ کا استعمال بلاشبہ جائز ہے۔

لپ اسٹک کا استعمال:

آج کل خواتین اپنے لبوں پر جو لپ اسٹک استعمال کرتی ہیں اس کے استعمال کے بارے میں قدرے تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ ایسا ہو کہ اس کے استعمال سے ایسی تہہ نہ جم جاتی ہو کہ جس کے ہوتے ہوئے وضو اور غسل میں جسم تک پانی نہ پہنچتا ہو بلکہ اس کے ہوتے ہوئے بھی وضو اور غسل میں جلد تک پانی پہنچ جاتا ہو تو اس کا استعمال جائز ہے اور اگر اس کے استعمال سے ایسی تہہ جم جاتی ہو کہ جس کے ہوتے ہوئے وضو اور غسل میں جسم تک پانی نہ پہنچتا ہو تو اس کے استعمال سے وضو اور غسل نہیں ہوگا، تو ایسی صورت میں عورت کو پاکی اور وضو اور غسل کی ضرورت کے وقت اس کو لگانا جائز نہیں، کیونکہ جب وضو اور غسل نہ ہوگا تو پاک کیسے ہوگی اور نماز کیسے پڑھے گی؟

البتہ اگر اس کے استعمال سے وضو، غسل اور نماز وغیرہ میں کوئی خلل نہ آتا ہو یعنی وضو اور غسل سے پہلے اسے اچھی طرح صاف کر کے وضو اور غسل کر لیں، تو پھر کوئی بھی عورت اپنی خوبصورتی کے لیے یا بیوی اپنے شوہر کا دل خوش کرنے کے لیے اسے لگا سکتی ہے۔

پلکوں پر رنگ لگانا:

پلکوں پر جو رنگ لگایا جاتا ہے اگر وہ وضو اور غسل میں جسم تک پانی پہنچنے سے روکنے والا نہیں ہے تو اس کا استعمال جائز ہے اور اگر اسے لگانے کے بعد جسم تک پانی نہیں پہنچتا تو اس کا حکم ناخن پالش کا سا ہے جو آگے ذکر کیا جا رہا ہے۔

نیل پالش کا استعمال:

نیل پالش کا استعمال یا اس جیسی وہ چیزیں جن کے استعمال سے ایسی تہہ جم جاتی ہو کہ اس کے ہوتے ہوئے جلد تک پانی نہیں پہنچتا تو انہیں پاکی اور وضو اور غسل کی ضرورت کے وقت لگانا جائز نہیں، کیونکہ اس سے وضو اور غسل نہیں ہوتا، اور جب وضو اور غسل نہیں ہوگا تو نماز نہیں ہوگی۔

البتہ اگر ان چیزوں کے استعمال سے ایسی تہہ نہ جمتی ہو کہ اس کے ہوتے ہوئے پانی جسم تک پہنچنے میں خلل واقع ہو یا ایسی تہہ تو جمتی ہو مگر وضو اور غسل سے پہلے انہیں اچھی طرح صاف کر کے وضو اور غسل کر لیں تو پھر عورت کے لیے اس کا لگانا جائز ہے لیکن خواتین کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ ایسی فضول چیزوں کی عادت نہ ڈالیں جن سے آگے چل کر نماز وغیرہ میں خلل پیدا ہونے اور معاشرت میں کافروں اور فاسقوں کی مشابہت پیدا ہونے کا امکان ہو۔

لمبے ناخن رکھنا اور تراشنا:

ناخنوں کو خوبصورت بنانے کے لیے اس میں تراش وخراش کا عمل جائز ہے، لیکن بہت سی عورتوں میں یہ رواج پایا جاتا ہے کہ وہ لمبے لمبے ناخن رکھتی ہیں اور ان کو نہیں کٹواتی جب کہ مسنون عمل یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں ناخن کٹوائے جائیں اور اگر اس سے تاخیر ہو جائے تو پندرہ دن کے اندر اندر کاٹنا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک تاخیر کی گنجائش ہے، اس سے زیادہ تاخیر کرنا اور لمبے لمبے ناخن رکھنا گناہ ہے لہٰذا خواتین کو اس سے بچنا چاہیے۔

ناخن کاٹنے کا طریقہ:

ناخن کاٹنا بذات خود سنّت ہے، اور اس میں کوئی مخصوص طریقہ مسنون نہیں ہے اور جس طرح بھی کاٹے جائیں گے سنّت ادا ہو جائے گی، تاہم بعض فقہاءؒ نے فرمایا کہ اس میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ سیدھے ہاتھ کی انگشت شہادت سے شروع کرے اور اسی ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کرے، اور سیدھے پیر کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور الٹے پیر کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔

نیز جمعہ کے دن جمعہ سے پہلے ناخن کاٹنا افضل ہے، نیز رات کو بھی ناخن کاٹنا جائز ہے، اور ناخن کاٹنے کے بعد اسے بیت الخلاء اور غسل خانہ کے علاوہ دوسری جگہ پھینکنا جائز ہے البتہ دفن کر دینا بہتر ہے۔

ڈیزائن سے مہندی لگانا:

عورتیں جو اپنے ہاتھوں پر مہندی لگاتی ہیں جیسے آج کل ڈیزائن اور فیشن کے مطابق لگائی جاتی ہے، اور بسا اوقات ہاتھوں کی پشت پر بھی خاص ڈیزائن سے مہندی لگائی جاتی تو خواتین کے لیے یہ سب جائز ہے، بلکہ ہاتھ پاؤں اور سر پر زینت کے لیے مہندی لگانا ان کے لئے بہتر اور افضل ہے، خاص ڈیزائن اور فیشن کے ساتھ مہندی لگائی جائے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں درست ہے۔

محلول اور کون مہندی لگانا:

آج کل بازاروں میں کون مہندی اور مہندی سے تیار شدہ محلول، مہندی کی طرح استعمال کیا جاتا ہے تو خواتین کے لیے ان کا استعمال جائز ہے، مہندی اور محلول کی تہہ اترنے کے بعد وضو اور غسل درست ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے بعد مہندی کا صرف رنگ باقی رہ جاتا ہے جو وضو اور غسل میں جسم تک پانی پہنچنے میں مانع نہیں ہوتا۔ (۱۰)

ابٹن لگانا:

شادی بیاہ کے موقع پر لڑکی کو ابٹن لگانے کا رواج ہے۔ اور شرعاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں یعنی لڑکی کو ابٹن لگانا فی نفسہ جائز ہے۔ لیکن اس موقع پر جو مفاسد و منکرات ہوتے ہیں مثلاً تصویر کشی، بے پردگی، اجنبی مردوں اور عورتوں کا اختلاط، مووی بنانا، اور اسراف وغیرہ یہ سب امور ناجائز اور حرام ہیں اس لئے ان ناجائز امور سے بچنا ضروری ہے، البتہ ان تمام مفاسد اور منکرات سے بچ کر ابٹن لگایا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

کالا خضاب لگانا:

خواتین کے لیے اپنے بالوں کو کالا کرنے یا بالوں کو خوبصورت بنانے کی غرض سے خضاب یا دیگر کیمیاوی مرکبات مثلاً کالا کولا، کالی مہندی یا دیگر ہئر کلرز لگانے کے بارے میں کچھ تفصیل ہے، اور وہ یہ ہے کہ خالص سیاہ رنگ کے علاوہ دوسرے رنگوں کا خضاب لگانا عورت کے لیے بلا شبہ درست ہے اور سرخ خضاب خالص حنا کا یا کچھ سیاہی مائل جس میں کتم شامل کیا جاتا ہے، عورت کے حق میں مسنون ہے۔ اور جہاں تک خالص سیاہ رنگ کے خضاب اور خالص سیاہ رنگ کے دیگر کیمیاوی ہئر کلرز کا تعلق ہے تو اس سے اگر اپنے آپ کو کم عمر اور جوان ظاہر کر کے کسی کو دھوکہ دینا مقصود ہو تو یہ بالکل ناجائز اور حرام ہے، اگر اس سے کسی کو دھوکہ دینا مقصود نہ ہو بلکہ میاں بیوی کا معاملہ ہو اور شوہر کو خوش کرنے کے لے بیوی اس کی خواہش پر بطور زینت خالص سیاہ رنگ کا خضاب لگائے تو اس کی بھی گنجائش ہے بعض علماء نے اس کی اجازت دی ہے۔

اونچی ایڑی والے جوتے پہننا:

شریعت میں عورتوں کو مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے، اس لیے عورتوں کے لیے مردانہ جوتا پہننا اس مشابہت کی وجہ سے جائز نہیں، اور جو جوتے عورتوں کے لیے بنائے گئے ہوں، عرف عام اور رواج میں وہ جوتے عورتوں ہی کے لیے سمجھے جاتے ہوں وہ جوتے عورتوں کے لیے پہننا بلا شبہ جائز ہے خواہ اس کی ایڑی اونچی ہو یا نیچی، اور خواہ وہ آگے سے بند ہوں یا کھلے، اصل مدار رواج وعرف پر ہے یعنی جن جوتوں کو رواج میں مردوں کے لیے سمجھا جاتا ہو ان جوتوں کا استعمال عورتوں کے لیے جائز نہیں، اور جو جوتے رواج میں مردوں کے لیے مشہور نہ ہوں تو ان کا استعمال عورتوں کے لیے جائز ہے۔

یہ چند اہم اور ضروری شرعی مسائل قدرے تفصیل اور وضاحت کے ساتھ اس امید سے لکھ دیئے گئے کہ ہماری معزز مائیں اور پیاری بہنیں ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں گی تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے ان کی دنیا و آخرت سنور جائے گی اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمام مسلمان خواتین کو اس کی توفیق عنایت فرمائیں۔

المراجع والمصادر

باب پنجم

☆	نام کتاب	جلد مع صفحہ	مصنف	مطبع
۱	شرح السنہ	۱۲۳/۲	علامہ بغوی	المکتب الاسلامی بیروت
۲	مسند احمد	۳۱۴/۴	امام احمد بن حنبل	دار الصادر مصر
۳	جمع الفوائد	۱۹۳/۱	محمد بن محمد مغربی	مکتبہ اسلامیہ لائل پور
۴	جمع الفوائد	۱۹۳/۱	محمد بن محمد مغربی	مکتبہ اسلامیہ لائل پور
۵	بہشتی زیور	ص:۳۳۸	محمد اشرف علی تھانوی	دار الاشاعت کراچی
۶	مسند احمد	۳۳۹/۱	امام احمد بن حنبل	دار الصادر مصر
۷	الاشباہ والنظائر	۱۷۰/۲	علامہ ابن نجیم	قدیمی کتب خانہ کراچی
۸	تکملہ فتح الملہم	۱۹۵/۳	مفتی محمد تقی عثمانی	مکتبہ دار العلوم کراچی
۹	تکملہ فتح الملہم	۱۹۱/۴	مفتی محمد تقی عثمانی	مکتبہ دار العلوم کراچی
۱۰	فتاوی شامی	۱۵۴/۱	علامی ابن عابدین	ایچ ایم سعید کراچی

باب ششم

ناقدین پردہ کے اعتراضات

اوران کے حقیقت پسندانہ جوابات

باب ششم

پردہ اور ناقدین

پردہ پر اعتراض کرنے والے گروہ کے بارے میں مولانا عاشق الہی صاحب اپنی کتاب ''شرعی پردہ'' میں رقم طراز ہیں:

''پردہ کی مخالفت کرنے والے دو قسم کے لوگ ہیں، ایک گروہ تو وہ ہے جن کی اسلام پر چلنے کی نیت ہی نہیں ہے، ان لوگوں کو تمام خوبیوں اور بہتری اور ترقی یورپ اور امریکہ کی اتباع میں نظر آتی ہے، بے غیرتی، بے حیائی اور بے شرمی کو ہنر اور کمال سمجھتے ہیں، قرآن وحدیث کے احکام اور تعلیمات کو فرسودہ اور دقیانوسی خیال کرتے ہیں چونکہ یہ لوگ مسلم گھرانوں میں پیدا ہوئے ہیں اور مسلمانوں کے ماحول میں رہتے ہیں اس لئے نہ تو یہ کہنے کی ہمت کرتے ہیں کہ ہم نے اسلام کو خیر باد کہا اور نہ واضح طور پر قرآن کی تکذیب اور حدیث کی تغلیط کرتے ہیں البتہ پردہ شکنی کے جواز اور استحسان کے لئے بے تکی باتیں کرتے ہیں اور علمائے کرام کو غیر مہذب صلواتیں سناتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ پردہ ملا کی ایجاد ہے، کبھی ارشاد ہوتا ہے کہ قرآن میں پردہ کا حکم ہی نہیں ہے، کبھی حامیان پردہ پر حقارت آمیز پھبتیاں کستے ہیں اور کبھی عورتوں کو پردے کے خلاف اکسا کر بے شرمی کے جذبات میں بہہ جانا چاہتے ہیں ایسی غیر شریفانہ باتیں اور حرکتیں بھلا آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ و دلائل عقلیہ اور

تجربات یومیہ کے سامنے کیا وزن دار ہو سکتی ہیں؟ یہ کہنا کہ قرآن میں پردہ کے احکام نہیں نصف النہار کو شب دیجور بتانے کے مترادف ہے، اگر یوں کہتے کہ ہم قرآن کو نہیں مانتے تو پردہ شکنی اور آوارگی کا راستہ پالیتے لیکن قرآن کو ماننے کا دعوی کرنا اور پھر یہ کہنا کہ قرآن احکام حجاب سے خالی ہے، کذب محض اور دعائے باطل ہے۔ دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو اپنے بنگلہ اور کوٹھیوں پر نماز بھی پڑھ لیتے ہیں اور قرآن وحدیث کے ترجمے بھی دیکھ لیتے ہیں، ان میں بعض لوگ وہ ہیں جنہوں نے اسکول وکالج میں ذرا بہت عربی بھی پڑھ لی ہے یہ لوگ اس دور کے نیم ملا ہیں، ان لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ اسلام میں پردہ ہے تو سہی لیکن اس کے سخت احکام مولویوں نے ایجاد کئے ہیں، یہ لوگ بھی گروہ نمبر ایک کی باتوں سے متاثر ہیں جن لوگوں کے دلوں میں تھوڑا بہت اسلام سے تعلق باقی ہے ان کو راہ حق سے ہٹانے کے لئے شیطان نے یہ نئی چال چلی ہے کہ ہر ایسے حکم جس کے ماننے سے نفس گریز کرتا ہو مولوی کا تراشیدہ بتادیتا ہے اور ایسا کو باور کرنے والے اس دھوکہ میں پڑے رہتے ہیں کہ ہم نے نہ تو اسلام کو جھٹلایا نہ قرآن کے ماننے سے پہلوتہی کی بلکہ مولوی کے غلط مسئلے سے انکار کیا ہے، کاش یہ لوگ اپنی مومنانہ ذمہ داری کا احساس کرتے اور علماء حق سے گھل مل کر ان کے ظاہر وباطن کا جائزہ لیتے اور ان کے بیان کردہ مسائل کے دلائل معلوم کر کے اپنے نفس کو مطمئن کرتے، علمائے حق اپنی طرف سے کسی بھی حکم کو تجویز کر کے امت کے سر نہیں منڈھتے، بات صرف اتنی سی ہے کہ چونکہ علمائے کرام کو قرآن وحدیث کی تشریحات اور احکام شریعہ کی پوری پوری تفصیلات معلوم ہیں نیز دین کی وسعتیں اور رخصتیں بھی جانتے ہیں اور شرعی پابندیوں اور عزیموں سے بھی واقف ہیں اس لئے تحریرا وتقریرا احکام شرعیہ کی حدود وقیود اور ضوابط وشرائط سے امت کو آگاہ کرتے رہتے ہیں، اسکولوں اور کالجوں کے پڑھے ہوئے نیم ملا چونکہ شریعت کا پورا علم نہیں رکھتے اس لئے حقائق شرعیہ اور بالکل متفق علیہ مسائل دینیہ کو مولوی کی ایجاد کہہ کر ٹال دیتے ہیں اور یہ عجیب

تماشہ ہے کہ جس مسئلہ پر عمل نہ کرنا ہو تو اس سے بچنے کے لئے ایجاد مولوی کا بہانہ پیش کر دیتے ہیں، حالانکہ نماز روزہ وغیرہ کے جن مسائل پر عمل کرتے ہیں وہ بھی تو مولویوں نے ہی بتائے ہیں لیکن چونکہ اس سے گریز کرنے کی نیت نہیں ہے اس لئے ان کو صحیح مانتے ہیں میدان قیامت میں جب پیشی ہو گی تو کیا ایسی کج روی اور حیلہ سازی بچا سکے گی؟

مولاناؒ کی اس مقدماتی تحریر کو سامنے رکھتے ہوئے اب ہم ان اعتراض کی طرف آتے ہیں جو پردہ کے بارے میں کئے گئے ہیں ان اعتراضات میں سب سے زیادہ پر روز اعتراض اسے سمجھا جا سکتا ہے جو روزنامہ جنگ کے کالم نگار ارشاد احمد حقانی صاحب نے اپنے کالموں بعنوان "اسلام میں عورت کے چہرے کا پردہ" (مورخہ ۲۸، ۲۹ نومبر ۲۰۰۲ء اور ۱۶ جنوری ۲۰۰۳ء) میں کیا ہے۔

ارشاد احمد حقانی کے پردے پر کئے گئے اعتراضات

اپنے کالم میں وہ جناب طارق جان کے حوالے سے یہ نقل کرتے ہیں، سورۃ النور کی آیت جس میں احکام ستر ہیں اس کا ترجمہ ہے:

"اور صاحب ایمان خواتین سے کہو کہ اپنی نگاہوں کو پست رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں ماسوا اس کے جو کھلی چیز ہے اور اپنے سینوں پر دوپٹہ ڈالیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں، ماسوائے اپنے خاوندوں کے یا باپوں کے یا خاوندوں کے باپوں کے اور اپنے پاؤں زمین پر نہ مارتی چلیں اس غرض سے تاکہ چھپائے گئے سنگھار کا پتہ چلے اور اللہ کی طرف توبہ کرو سب مل کر تاکہ مومنین کو کامیابی ہو"۔

ترجمہ لکھنے کے بعد موصوف لکھتے ہیں:

ارشاد احمد حقانی کا پہلا اعتراض:

آپ اس آیت کا کسی طرح بھی ترجمہ کر لیں اس میں منہ ڈھانپنے کا ذکر نہیں کیا گیا جو خود متن گواہی دے رہا ہے کہ جب نگاہیں نیچے رکھنے کا کہا جا رہا ہے تو یہ اسی صورت میں ہوتا ہے جب

چہرہ کھلا ہوا ہو اگر چہرہ پر نقاب ہو تو پھر نگاہیں نیچی کرنے کا حکم بے معنی ہو جاتا ہے، دوم سینوں پر اوڑھنی دینے کا کہا جا رہا ہے، القرطبی نے اس کا شان نزول یہ بیان کیا ہے کہ اس حکم سے پہلے خواتین سر ڈھانپ کر کپڑے کو پیچھے کر دیا کرتی تھیں اور اپنے سینوں کو ڈھانپتی نہیں تھیں یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے گریبان قدرے کھلے ہوں اور وہ آگے سے نمایاں ہو جاتی ہوں"۔

پہلے اعتراض کا جواب:

محترم موصوف کی خدمت میں عرض ہے کہ جس طرح اس آیت میں منہ ڈھانپنے کا ذکر نہیں کیا گیا اسی طرح اس آیت میں منہ نہ ڈھانپنے کا ذکر بھی نہیں، اس آیت میں تو اجانب کے سامنے چہرہ اور کفین کے کھولنے کے جواز اور عدم جواز سے تو کوئی تعرض ہی نہیں بلکہ صرف اتنا بتلانا مقصود ہے کہ فی نفسہ عورت کو چہرہ اور کفین کے کھولنے کی اجازت ہے جیسے کہ ترجمے سے واضح ہے اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں ماسوا اس کے جو کھلی چیز ہے۔

مقام زینت کی تفسیر اگر چہرہ اور کفین سے کر کے اسے حجاب سے خارج کرنا چاہتے ہیں تو یہ صرف اور صرف ضرورت کے تحت ہو سکتا ہے لیکن ہر وقت اجانب کے سامنے انکا کھلا رکھنا اس پر استدلال صحیح نہیں ہے، خود امام قرطبی سور نور میں آیت مذکورہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ما ظهر على هذا الوجه مما تؤدى اليه الضرورة فى النساء فهو المعفو عنه " (۲)

ماظہر اس صورت میں اس کا اظہار ہے جس میں عورتوں کو ضرورت پڑتی ہے تو اس وقت یہ معفو عنہ ہوگا۔

علامہ قرطبی آگے تحریر فرماتے ہیں:

قلت هذا قول حسن الا أنه لما كان الغالب من الوجه والكفين ظهورهما عادة وعبادة وذلك فى الصلاة والحج فيصلح أن يكون الاستثناء راجعا اليهما "(۳)

میں کہتا ہوں کہ یہی قول حسن ہے کیونکہ اکثر عادتاً اور عبادتاً چہرہ اور کفین کا ظہور ہو جاتا ہے جیسے کہ نماز اور حج میں تو صحیح یہی ہے کہ استثناء بھی ان ہی کی طرف

راجع ہوگا۔

امام قرطبیؒ کے کلام کا حاصل یہی ہے کہ جن امور میں چہرہ اور کفین کا پردہ ضرورت کی بناء پر ممکن نہیں یا مشکل ہے تو ان صورتوں میں ان کا پردہ نہ کرنے کا گناہ نہیں ہوگا لیکن جہاں ضرورت نہ ہو تو وہاں پر ان کا پردہ لازم ہے اور یہی صحیح ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ **"ولا یبدین زینتھن الا ماظھر منھا"** سے مراد فی نفسہ عورتوں کو چہرہ اور ہاتھوں کے کھلے رکھنے کی اجازت ہے جو کہ حد ستر بیان کیا جا رہا ہے، رہی ان یہ بات کہ یہ چہرہ اور کفین کس کے سامنے کھولنے کی اجازت ہے اور کس کے سامنے کھولنے کی اجازت نہیں ۔تو قرآن کریم نے آگے ارشاد فرمایا:

ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن ...... الخ (۴)

اس آیت میں حصر کے ساتھ یہ بات بتلا دی گئی کہ سوائے محارم کے کسی اور کے سامنے عورتوں کو چہرہ کھولنے کی اجازت نہیں اب اگر اہل تبرج وسفور کو اس آیت میں یہ بات نظر آتی ہے کہ اجنبی مردوں کے سامنے عورتوں کو چہرہ کھولنے کی اجازت ہے تو:

۱)...... جب عام مردوں کے سامنے چہرہ کھولنے کی اجازت ہے تو پھر باپ بیٹے کے سامنے اس امر کی اجازت بدرجہ اولی ہوگی تو پھر ان کے استثناء کی کیا ضروت تھی؟

۲)...... اگر اجانب کے سامنے اصل چیز چہرہ ہی کے کھولنے کی اجازت دیدی گئی تو عورتوں و مردوں کو غض بصر کا حکم دینے کی کیا ضروت تھی؟

۳)...... اگر اجانب کے سامنے چہرہ کھلا رکھنا جائز ہوتا تو زنان خانے میں داخل ہونے کے لئے اجازت لینا فرض اور واجب نہ ہوتا جیسے کہ باپ اور بیٹے کے لئے اجازت لینا فرض وواجب نہیں۔

۴)...... اگر اجانب کے سامنے چہرہ کھلا رکھنا جائز ہوتا تو گھروں میں قرار پکڑنے کا حکم کیوں دیا جاتا؟

۵)...... اگر اجانب کے سامنے چہرہ کھلا رکھنا جائز ہوتا تو فاسئلوھن من وراء الحجاب کا حکم کیوں نازل ہوتا؟

۶)...... اگر اجانب کے سامنے چہرہ کھلا رکھنا جائز ہوتا تو ولا یضربن بأرجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن کا حکم کیوں دیا جاتا؟

شریعت مطہرہ جو جنسی بے راہ روی اور فحاشی کے چھوٹے سے چھوٹے چھید کو بھی مغلق رکھنے کا اہتمام کرتی ہے تو وہ کشف وجہ (چہرہ کھولنے) کی اجازت دے کر فحاشی و انارکی کا پھاٹک کیسے کھول سکتی ہے؟ ہرگز نہیں تو پھر آپ کیوں اپنے آپ کو بدل دینے کے بجائے قرآن کے احکام کو بدلنا چاہتے ہیں اور جو آیات چہرہ کے پردہ پر دلالت کر رہی ہیں ان سے چہرہ کھولنے پر استدلال کرتے ہیں۔ بقول شاعر:

ان عقل کے اندھوں کو الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

اور صرف یہی نہیں کہ وہ قرآنی مطالب کو اپنی دل پسند تشریحات کے زیور سے آراستہ کرتے ہیں بلکہ جو علماء صحیح تفسیر سے عوام کو آگاہ کرتے ہیں اور چہرہ کھولنے کے مخالف ہیں انہیں قدامت پرست کا لقب دیتے ہیں۔

جذبات کی رو میں مجھے مقہور بنا کر
اے کاش تم اپنے کو گنہ گار نہ کرتے
دل ہی دل میں چھپا لیتے اگر راز کدورت
تم پھول میں پیدا خلش خار نہ کرتے

ارشاد احمد حقانی کا دوسرا اعتراض:

موصوف آگے رقم طراز ہیں:

القرطبی نے اس آیت کریمہ کے ضمن میں عبداللہ بن مسعود ابن جبیر، عطا ابن ابی رباح، امام اوزاعی، عبداللہ بن عباد، قتادہ اور مسور بن مخرمہ کے اقوال نقل کیے ہیں، اس طرح انہوں نے تین نسلوں کی رائے دی جو صحابہ، تابعین اور تبع تابعین پر مشتمل ہے مثلاً ابن مسعود الا ما ظھر منھا میں چہرہ اور خوبصورت لباس دونوں کو شامل قرار دیتے ہیں، ابن جبیر الا ما ظھر منھا کی تعبیر چہرے سے کرتے ہیں، عطا ابن ابی رباح اور امام اوزاعی چہرہ، لباس اور ہتھیلی کو الا ما ظھر منھا کا مصداق سمجھتے ہیں، ابن عباس، قتادہ اور مسور ابن مخرمہ آنکھوں کے سرمہ، چوڑیاں، مہندی لگے ہاتھ اور آدھی کلائی کو بھی الا ما ظھر منھا کے استثناء میں شامل سمجھتے ہیں۔

دوسرے اعتراض کا جواب:

جی ہاں موصوف سچ کہتے ہیں، القرطبی نے ان صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے اقوال نقل کئے ہیں، لیکن موصوف نے یہ نہیں لکھا کہ القرطبی نے اسی سے متصل آگے کیا فرمایا، آپ ملاحظہ کریں علامہ قرطبی آگے تحریر فرماتے ہیں:

ونحوهذا فمباح ان تبديه المراة لكل من دخل عليها من الناس .(۵)

اور اسی طرح کی زینتیں تو عورت کے لئے یہ مباح ہے کہ انہیں ظاہر کرے ان لوگوں کے سامنے جو اس کے ہاں داخل ہوتے ہیں۔

تو قرطبی بھی یہ فرما رہے ہیں کہ عورت ان مقامات کو ان لوگوں کے سامنے جو اس کے گھر میں آتے جاتے رہتے ہیں یعنی محارم کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے لیکن یہ تو نہ فرمایا کہ وہ چہرے کو کھول کر باہر بر سر عام پھر بھی سکتی ہے، بے شک عورت کو زینت خانہ ہی رہنے دیا جائے اسے شمع محفل نہ بنایا جائے، اگر آپ قرطبی کے یہ اقوال ذکر کر سکتے ہیں تو آخر کیا چیز مانع تھی کہ آگے اس حکم کو بیان نہ کیا اور مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی اور ساتھ علامہ قرطبی پر یہ بہتان بھی باندھ دیا کہ ان کے نزدیک چہرہ اور کفین حجاب میں داخل نہیں، خدا کے لئے قرآن کریم کی آیت کو ضرور یاد رکھیں:

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتكتموا الحق وأنتم تعلمون .(٦)

اور حق کو باطل کیساتھ گڈمڈ نہ کرو اور حق کو مت چھپاؤ اس حال میں کہ تم جانتے ہو۔

ارشاد احمد حقانی کا تیسرا اعتراض:

موصوف آگے چل کر لکھتے ہیں:

ان اصحاب تکریم کی آراء حدیث عائشہؓ پر مبنی ہیں جو کہ تفسیر طبری میں مذکور ہے کسی بھی عورت کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے یہ جائز نہیں کہ وہ بلوغت کے بعد اپنے چہرے اور یہاں تک کہ ہاتھوں (اس کے ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ نے نصف کلائی تک کا اشارہ کیا) سے زیادہ ظاہر کرے۔

تیسرے اعتراض کا جواب:

لیکن موصوف نے یہ ذکر نہ کیا کہ اس حدیث کے ذکر کے بعد امام قرطبی ابن عطیہ کا قول نقل کرتے ہیں:

ویظهر لی بحکم ألفاظ الآیة أن المرأة مامورة بان تبدی وان تجتهد فی الاخفاء لکل ما هو زینة ووقع الاستثناء فیما یظهر بحکم ضرورة حرکة فیما لا بد منه أو اصلاح شان ونحو ذلک .(۷)

مجھے اس آیت کے الفاظ سے یہ حکم معلوم ہوتا ہے کہ عورت اس بات پر مامور ہے کہ وہ ظاہر نہ ہو اور ہر زینت (ظاہری باطنی کی قید نہیں) کو چھپانے میں مشقت کرے اور استثناء ظاہر کرنے میں ضرورت کے حکم کی وجہ سے ہوا ہے (وہ ظاہر ہونا) کسی ایسی حرکت سے جو ضروری ہو یا حالت درست کرنے کے لئے یا اس جیسا اور کوئی معاملہ ہو۔

اس قول سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اظہار کفین وچہرہ ضرورت کی بناء پر مباح ہے نہ کہ عمومی طور پر، اور جہاں تک حدیث عائشہ کا تعلق ہے تو ستر کے متعلق ہے نہ کہ حجاب کے متعلق، کیونکہ خود حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سفر حج میں جب کوئی قافلہ ہمارے سامنے سے گزرتا تو ہم محرم ہونے کے باوجود اپنے چہرے کے سامنے پردہ ڈال دیتے اور جب وہ گزر جاتا تو ہم پردہ اٹھا لیتے تھے۔

اگر آپ کی بیان کردہ حدیث حجاب سے متعلق ہوتی تو حضرت عائشہؓ کا قافلہ والوں سے چہرہ چھپانا لغو ہوتا (نعوذ باللہ) اگر آپ یہ کہیں کہ چہرہ چھپانا امہات المؤمنین کے ساتھ خاص ہے، نہ کہ عام مومنات کے ساتھ تو پھر حضرت عائشہ کا فتویٰ پڑھ لیجئے:

تسدل المحرمة جلبابها من فوق رأسها علی وجهها

محرم عورت چادر کو اپنے سر کے اوپر سے اپنے چہرے پر ڈال لے

اسی طرح حضرت جریرؓ کی حدیث صحیح ہے فرمایا:

سألت رسول اللہ ﷺ عن نظر الفجاءۃ فامر لی أن أصرف بصری . (۹)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں نظریں پھیرلوں۔

حضرت جریرؓ رمضان ۱۰ھ میں اسلام لائے تھے تو مؤخر ہونے کی بناء پر یہ حدیث ہی راجح ہوگی اگر نامحرم عورت کے چہرے کو دیکھنا جائز ہوتا تو حضرت جریرؓ سوال ہی کیوں فرماتے؟ اور آپ ﷺ یہ جواب کیوں دیتے کہ اپنی نظریں پھیرلو، معلوم ہوا کہ نامحرم کی طرف بجز ضرورت کے دیکھنا جائز نہیں۔

ارشاد احمد حقانی کا چوتھا اعتراض:

آگے چل کر طارق جان صاحب لکھتے ہیں:

ابوداؤد میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ اسماء بنت ابوبکرؓ حضور اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائیں ایسی حالت میں کہ ان کے جسم پر باریک کپڑے تھے تو حضور اکرم ﷺ نے منہ پھیرلیا اور کہا اسماء جب عورت بالغ ہوجائے تو اس کے جسم میں اس کے علاوہ کچھ نظر نہیں آنا چاہئے اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے چہرہ اور ہتھیلی کی طرف اشارہ کیا۔

چوتھے اعتراض کا جواب:

موصوف سے یہاں بھی یہ عرض ہے کہ اس حدیث میں ستر کا حکم بتلایا جارہا ہے نہ کہ حجاب کا، لہٰذا اس کو حجاب کے لئے بطور دلیل پیش کرنا درست نہیں مزید برآں حضرت اسماء ارشاد فرماتی ہیں:

کنا نغطی وجوھنا من الرجال و کنا نمتشط قبل ذلک فی الاحرام . (۱۰)

ہم اپنے چہرے مردوں سے چھپاتی تھیں اور اس سے پہلے احرام میں کنگھی کیا کرتی تھیں۔

اسی طرح فاطمہ بن منذر فرماتی ہیں کہ:

کنا نخمر وجوھنا ونحن محرمات ونحن مع اسماء بنت ابی

بکر الصدیق .(۱۱)

ہم اپنے چہروں پر اوڑھنی ڈالتیں حالانکہ ہم احرام میں ہوتیں اور ہم اسماء بنت ابوبکر صدیق کے ساتھ ہوتیں۔

ان دونوں اقوال سے اچھی طرح اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر آپ ﷺ کا ارشاد حضرت اسماء سے حجاب کے بارے میں ہوتا تو کیا وہ فرمان رسول کو سننے کے بعد بھی مردوں سے چہرے کو چھپاتیں اور وہ بھی حالت احرام میں، ہرگز نہیں، کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ستر کی حدود کچھ اور ہیں جب کہ حجاب کی حدود کچھ اور ہیں، اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں حدود ستر بتلائی تھیں نہ کہ حدود حجاب۔

ارشاد احمد حقانی کا پانچواں اعتراض:

حضرت والا اپنے اجتہاد کے لیے ایک اور دلیل پیش کرنے کی خاطر رقم طراز ہیں۔

''القرطبی بحث سمیٹتے ہوئے کہتے ہیں زینت دو قسم کی ہوتی ہے۔

ایک ظاہری دوسری باطنی، ظاہری زینت کا اظہار ہر ایک کے سامنے مباح ہے خواہ وہ اپنا ہو یا اجنبی (ابدا لکل الناس)

پانچویں اعتراض کا جواب:

بے شک یہ عبارت امام قرطبی نے نقل کی ہے لیکن اس کا مطلب ہرگز وہ نہیں جو آپ سمجھ رہے ہیں کیونکہ امام نے اپنا قول فیصل لفظ ''قلت'' کے ذریعے ۱۳ سطر، پہلے ہی سنا دیا تھا کہ چہرے اور کفین کا ظہور ضرورت کی بناء پر عادۃً وعبادۃً ہو ہی جاتا ہے تو صحیح یہی ہے کہ استثناء بھی انہی دونوں کی طرف راجع ہوگا۔ اور ابن عطیہ کے قول کی تائید فرمائی جس میں ضرورۃ چہرہ کا کھل جانا معفو عنہ بتلایا گیا۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی یہ کہے کہ امام قرطبی چہرہ اور کفین کو حجاب میں شامل نہیں کرتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس کی کج فہمی کی دلیل ہے یا ہٹ دھرمی کی۔

امام قرطبی یدنین علیهن من جلا بیبهن کے تحت فرماتے ہیں کہ:

''امر الله رسوله صلی الله علیه وسلم ان یامرهن بارخاء الجلا

بیب علیھن اذا اردن الخروج الی حوائجھن" (۱۲)

اللہ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ وہ ان عورتوں کو حکم دیں کہ اپنے اوپر جلابیب لٹکائیں جب وہ اپنی ضروریات سے باہر نکلنے کا ارادہ کریں۔

اور پھر جلابیب کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"الجلابیب جمع جلباب وھو ثوب اکبر من الخمار وروی عن ابن عباس وابن مسعود أنہ الرداء وقد قیل انہ القناع والصحیح أنہ الثوب الذی یستر جمیع البدن". (۱۳)

جلابیب جلباب کی جمع ہے اور وہ ایسا کپڑا ہے جو اوڑھنی سے بڑا ہوتا ہے اور ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ چادر ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ دوپٹہ ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے وہ ایسا کپڑا ہے جو پورا بدن ڈھانپ دیتا ہے۔

اس تشریح سے خود اندازہ لگالیں کہ امام قرطبی کا مسلک چہرے کے پردے کے بارے میں کیا ہے۔

ارشاد احمد حقانی کا چھٹا اعتراض:

پھر موصوف رقم طراز ہیں:

"علامہ آلوسی جن کی وفات ۱۲۷۰ھ میں ہوئی کہتے ہیں کہ ماسواء شہوانی خواہشات کی کیفیت کے، عورت اپنا چہرہ مرد کو خواہ وہ محرم ہو یا غیر محرم دکھا سکتی ہے وہ امام ابوحنیفہ کا قول نقل کرتے ہیں جس میں وہ چہرہ کھلا رکھنے کو اپنا مذہب قرار دیتے ہیں"۔

چھٹے اعتراض کا جواب:

حالانکہ اس صفحے پر جس کا حوالہ انہوں نے دیا امام صاحب کا مسلک مذکور ہی نہیں ہے البتہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے۔

"و انت تعلم ان وجه الحرة عندنا ليس بعورة فلا يجب ستره ويجوز النظر من الاجنبي اليه إن أمن الشهوة مطلقاً وإلا فيحرم" (۱۴)

ترجمہ: اورتم جانتے ہو کہ آزاد عورت کا چہرہ ہمارے نزدیک ستر نہیں تو اس کا چھپانا بھی واجب نہیں اگر شہوانی خواہشات سے مامون ہو تو آدمی کا اس کی طرف دیکھنا جائز ہے ورنہ حرام ہے۔

علامہ آلوسی نے تو یہ فرمایا ہے کہ ہمارے نزدیک چہرہ ستر نہیں تو اس بات کو تو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ چہرہ ستر نہیں ہے۔ البتہ حجاب میں ضرور داخل ہے۔ اور خود علامہ آلوسی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ حجاب میں داخل ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

"يقال أدناني اى قربني وضمن معنى الارخاء أوالدل ولذا عدى بعلى على مايظهر لى، ولعل نكته التضمين الاشارة إلى أن المطلوب تستر يتاتى معه رؤية الطريق اذا مشين فتأمل" (۱۵)

ترجمہ:...... کہا جاتا اُدنانی یعنی قربنی اور یہ ارخاء اور سدل کے معنی کو متضمن ہے اسی وجہ سے علی کے ذریعے متعدی کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں اس تضمین میں اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ اصل مطلوب عورت کا اپنے آپ کو اس طرح مستور کرنا ہے کہ جب وہ چلنا چاہیں تو انہیں راستہ نظر آتا رہے۔ پس اس بات پر آپ بھی تامل کریں۔

"وفسر ذلک سعيد بن جبير بيسدلن عليهن وعندى أن كل ذلک بيان لحاصل المعنى والظاهر أن المراد بعليهن على جميع اجسادهن، قيل على رؤوسهن أو على وجوههن لأن الذى كان يبدو منهن في الجاهلية هو الوجه" (۱۶)

ترجمہ: اور اسی چیز کی تفسیر سعید بن جبیر نے یسدلن علیھن سے کی ہے، کہ میرے نزدیک یہ تمام (اقوال میں) حاصل معنی بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ ظاہری معنی تو علیھن کے ہی ہیں کہ وہ اپنے تمام بدن کو چادر سے ڈھانپ لیں۔ البتہ بعض لوگوں نے سر یا چہرہ سے جو تفسیر کی ہے وہ اس لیے کہ زمانہ

جاہلیت میں عام طور پر چہرے ہی کو کھلا چھوڑا جاتا تھا۔

اور پھر علامہ آلوسی نے صرف اسی پر بس نہیں کیا بلکہ چہرہ چھپانے اور چادر لٹکانے کا طریقہ وکیفیت بھی اپنی تفسیر میں درج کر دی۔

اس تفصیل کے باوجود بھی اب اگر کوئی یہ کہے کہ علامہ آلوسی حجاب میں چہرے کے پردے کے قائل نہیں۔ تو اب اس کے لیے صرف ہدایت کی دعا ہی کی جا سکتی ہے۔

ارشاد احمد حقانی کا ساتواں اعتراض:

موصوف اپنی تلبیس کو مزید آراستہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے کہ عورت ساری ''عورۃ'' ہے تو ایک حکم عمومی ہے۔ جس سے مراد عورت کے جسم کو تکریم دینی مقصود ہے تاکہ اسے مرد حضرات کے ناجائز تصرف سے محفوظ کیا جا سکے نہ کہ اسے ایک بڑی گٹھی میں بند کر کے اس پر زندگی حرام کر دی جائے، میرے اس موقف کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے تقویت ملتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے خود ستر کی حدود متعین کر دی ہیں۔ اگر کوئی حدیث مذکور کو نظر انداز کر کے ''عورۃ'' والی حدیث کو اپنے استدلال کی بنیاد بناتا ہے تو وہ خود رسول اللہ ﷺ کو تضاد بیانی (استغفر اللہ) کا مرتکب ثابت کرنے کی جسارت کرتا ہے جس سے دین کی بنیاد ہی ہل کر رہ جائے گی''۔

ساتویں اعتراض کا جواب:

میرے خیال میں موصوف کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں تو ابھی تک حجاب اور ستر کے درمیان کوئی فرق ہی معلوم نہیں۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا محمول ہے ستر عورت پر اور المرأۃ کلھا عورۃ محمول ہے حجاب عورت پر اور واقعی اس سے مراد عورت کے جسم کو تکریم دینا مقصود ہے تاکہ اسے مرد حضرات کے ناجائز تصرف سے محفوظ کیا جا سکے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ جب ہم پوری حدیث پر مکمل عمل کریں کہ المرأۃ کلھا عورۃ۔ اگر کل عورت مستور ہو گی تو اس کی

تکریم بھی مکمل ہوگی ورنہ اگر اس کا چہرہ جلوہ افروز ہوگیا تو جس تکریم کی آپ بات کر رہے ہیں وہ اُسے حاصل نہیں ہوسکتی۔

اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اسے ایک بڑی گٹھی میں بند کر کے اس پر زندگی حرام کردی جائے۔ تو یاد رکھیے یہ الزام آپ صرف چند مسلمانوں پر نہیں لگا رہے ہیں بلکہ اس ذات پر بھی لگا رہے ہیں جس نے فرمایا:

"وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ اولیٰ" (۱۷)

اس ذات پر بھی لگا رہے ہیں جس نے فرمایا۔

المرأۃ عورۃ فانھا اذا خرجت استشر منھا الشیطان وانھا لاتکون اقرب إلی اللہ منھا الا فی قعر بیتھا. (۱۸)

اگر بقول آپ جو عورتیں حجاب میں رہتی ہیں تو انہیں ایک بڑی گٹھی میں بند کر کے اس پر زندگی حرام کردی گئی ہے۔ تو ایسی زندگی جو چہرے کے پردے والی تھی۔ امہات المومنین کی بھی تھی۔ صحابیات کی بھی تھی۔ ام خلاد رضی اللہ عنہا کی بھی تھی کیا ان پر بھی زندگی حرام کردی گئی تھی۔ آپ صرف حیا کو ختم کرنے اور محاشی وعریانیت کے پھیلانے کی خاطر اتنے بڑے بڑے جملے ادا کر رہے ہیں جس کے نتیجے کا آپ کو خود معلوم نہیں کہ کتنا بھیانک ثابت ہوگا۔

ہم مسلمان تو صرف اس بات کے مکلف ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول ہمیں جو حکم دے رہا ہے ہم اس پر عمل کریں۔ اگر ایک ڈاکٹر حلال آمدنی کی خاطر تھیٹر میں دوران آپریشن تین تین چار چار گھنٹے یا بعض اوقات اس سے بھی زیادہ اپنے آپ کو چہرہ بند کر سکتا ہے۔ صرف اس لیے کہ یہ میرے رزق کا ذریعہ ہے اور اللہ کے حکم کے مطابق حلال روزی کما رہا ہوں انسانیت کی خدمت کر رہا ہوں۔ اگر کوئی آدمی کیمیکل کمپنی میں آٹھ گھنٹے پردہ پوش رہ کر رزق کما سکتا ہے تو کیا ایک عورت صرف گھر سے نکلنے کے لیے اللہ کے حکم کی خاطر اپنا چہرہ نہیں ڈھانپ سکتی اور اگر وہ چہرہ ڈھانپ لے تو کیا اس پر زندگی حرام کردی گئی۔ برائے مہربانی اللہ کی حدود میں تجاوز نہ کیا کریں۔

تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا ومن یتعدد حدود اللہ فاولئک ھم الظالمون (۱۹)

اللہ نے اپنا عشق عطا فرماتے ہیں وہ احکام میں اس قسم کے شکوک وشبہات کو پیدا نہیں ہونے

ارشاد احمد حقانی کا آٹھواں اعتراض:

موصوف فرماتے ہیں:

''اسی لیے امام ابوحنیفہ چہرہ، ہتھیلی اور پاؤں کو عورۃ سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں جبکہ امام شافعی، امام مالک اور احمد بن حنبل صرف چہرہ اور ہتھیلی کو عورۃ سے مستثنیٰ بیان کرتے ہیں یہاں یہ بات ذہن میں رکھنی مفید ہوگی فقہ میں مالکی اور حنبلی قدرے سخت تعبیر والے سمجھے جاتے ہیں لیکن وہ بھی چہرہ اور ہتھیلی کو مباح سمجھتے ہیں''۔

آٹھویں اعتراض کا جواب:

اب مندرجہ ذیل عبارات کی روشنی میں آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ائمہ اربعہ کے نزدیک چہرے کا پردہ ضروری ہے کہ نہیں۔

(۱) فمذهب المالكية انه لا يجوز النظر إلى شيء من بدن المرأة لا إلى الوجه والكفين ولا إلى غيرهما ولا يجوز للمرأة ابداء الوجه و الكفين للأجانب وذلک كما صرح به ابن المنير المالكي أن كل بدن الحرة عورة

ترجمہ: مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ عورت کے بدن کی کسی بھی جگہ کو دیکھنا جائز نہیں نہ تو چہرہ اور ہتھیلیاں اور نہ ہی دیگر بدن کو اور عورت کے لیے جائز نہیں کہ غیروں کے لیے چہرہ اور ہاتھ کھلے رکھے جیسا کہ علامہ ابن المنیر مالکی نے اس کی تصریح کی ہے کہ آزاد عورت کا پورا بدن ستر ہے۔

(۲) ومذهب الشافعي على مافى الزواجران الوجه والكفين ظهرهما وبطنهما إلى الكوعين عورة فى النظر من المرأة ولوامة على الأصح. (۲۱)

اور امام شافعی کا مسلک بمطابق الزواجر کی تصریح کے یہ ہے کہ عورت کے

چہرے اور ہتھیلیوں کا ظاہر و باطن کلائی تک ستر ہے دیکھنے کے اعتبار سے خواہ عورت باندی ہو یا آزاد۔

(۳) واما مذهب امام احمد فظاهره أنه ايضاً لايجوز للنساء كشف الوجه و الكفين للأجانب ذلک لانه فسر "ما ظهر منها" بالثياب تفسير ابن مسعود دون الوجه والكفين. (۲۲)

اور امام احمد کا مذہب بھی بظاہر یہی ہے کہ عورت کے لیے جائز نہیں کہ اجنبیوں کے واسطے چہرہ اور ہتھیلیوں کو کھولے اس لیے کہ امام احمد نے ''ماظھر منھا'' کا ترجمہ کپڑوں سے کیا ہے جیسے حضرت ابن مسعود نے کیا ہے۔ چہرہ اور کفین مراد نہیں ہے۔

(۴) واما مذهب امام ابو حنيفه انه يحل النظر إلى مواضع الزينة الظاهرة منها من غير شهوة واما عن الشهوة فلا يحل بقوله عليه السلام "العينان تزنيان وليس زنا العين الا النظر عن الشهوة ثم قال الأفضل للشاب غض البصر عن وجه الاجنبية وكذا الشابة لما فيه من خوف حدوث الشهوة والوقوع في الفتنة ويؤيده المروى عن عبدالله بن مسعود انه قال لقوله تبارک وتعالیٰ "الا ماظهر منها" انه الرداء والثياب فكان غض البصر وترک النظر أزكى واطهر. (۲۳)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ زینت ظاہرہ کے مقام کو بغیر شہوت کے دیکھنا حلال ہے البتہ شہوت کے ساتھ دیکھنا جائز نہیں آپ علیہ السلام کے قول کی وجہ سے کہ آنکھیں زنا کرتی ہیں اور آنکھوں کا زنا بجز نظر شہوت کے نہیں۔ پھر فرمایا تو جوانوں کے لیے افضل یہی ہے کہ اجنبیہ کے چہرے سے نظروں کو نیچے رکھے اسی طرح نوجوان لڑکیاں بھی کیوں کہ اس طرح شہوت پیدا ہونے اور فتنہ میں پڑ جانے کا خوف رہتا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت اس بات کی تائید کرتی ہے کہ انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے قول ''الا ماظھر منھا'' کی تفسیر چادر اور کپڑوں سے کی ہے تو نگاہوں کو پست رکھنا اور نظر نہ

کرنا از کی واطہر ہے"۔

اب مسالک اربعہ کے تناظر میں یہ معلوم ہوتا ہے ائمہ ثلاثہ کے ہاں تو چہرے کا کھولنا تک جائز نہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اگر خوف فتنہ ہو تو پھر کشف وجہ بھی ممنوع ہو جائے گا۔ آج کل ماحول کے اعتبار سے آپ خود اندازہ لگائیں کہ اس پرفتن دور میں کیا کوئی یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ اگر عورت چہرہ کھول کر بازاروں میں گھومنے لگے یا کسی ضرورت سے گھر سے باہر نکلے تو کوئی بھی شخص اُسے گندی نگاہ سے نہیں دیکھے گا۔ ہرگز نہیں موجودہ اخلاقی پستی کو ایک طرف رکھیں۔ علامہ قہستانی اپنے زمانے کا رونا روتے ہوئے فرماتے ہیں:

منع النظر من الشابة فی زما ننا ولو بلا شھوة. (۲۴)

نوجوان عورت کو ہمارے زمانے میں دیکھنا ممنوع ہے اگرچہ بلاشہوت ہی کیوں نہ ہو۔

ان ادلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ اور کفین حجاب میں شامل ہیں۔ اور کسی نے یہ قسم کھالی کہ ہزاروں دلیلوں کے باوجود بھی میں نہ مانوں تو یہ مرض لاعلاج ہے۔ اگر تو ہی نہ مانے تو بہانے ہزار ہیں۔

ارشاد احمد حقانی کا نواں اعتراض:

موصوف مزید رقمطراز ہیں۔

"اب میں سورۃ الاحزاب کی جلباب والی آیت کو لیتا ہوں، اس آیت میں حکم شرعی نہیں بلکہ ایک ایجابی پہلو ہے جس سے مقصود ایک معاشرتی مسئلے سے نبٹنا ہے، ہر طور سب اس پر متفق ہیں کہ یہ آیت باندی اور آزاد عورت کی تمیز سے متعلق ہے اس سے زیادہ خیال آرائی کی یہ آیت متحمل نہیں کیونکہ متن اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا"۔

نویں اعترض کا جواب:

یہ بات تو رب لم یزل ہی جانتا ہے کہ آیا ایسا کوئی مفسر بھی گذرا ہے جس نے دعویٰ کیا ہو کہ اس آیت میں حکم شرعی نہیں حالانکہ اس آیت میں ادناء جلباب کا حکم شرعی واضح طور پر موجود ہے

اور اسی حکم شرعی کے ذریعے معاشرتی مسئلے کو نبٹا جا رہا ہے۔ اور جہاں مفسرین کی آراء سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت باندی اور آزاد عورت کی تمیز سے متعلق ہے وہاں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس آیت میں چونکہ خطاب صرف ازواج مطہرات یا بنات النبی ﷺ ہی کو نہیں بلکہ واضح طور پر تمام مسلمان عورتوں کو ہے اسی لیے اس میں عام عورتوں کو حکم سے خارج کرنے کے لئے کسی تاویل یا تخصیص کی کوئی گنجائش بھی نہیں ہے۔

اگر یہ آیت اس سے زیادہ خیال آرائی کی متحمل نہیں تو تفسیر ابن جریر (ج ۲۲ ص ۲۹) پر ابن جریر کا قول احکام القرآن للجصاص (ج ۵۔ص ۲۴۵) پر امام جصاص کا قول غرائب القرآن بر حاشیہ ابن جریر (ج ۲۲ ص ۳۲) پر علامہ نیشاپوری کا قول، تفسیر ابن کثیر (ج ۲۵ ص ۲۳۰) پر امام رازی کا قول، تفسیر بیضاوی (ج ۴ ص ۱۶۴) پر قاضی بیضاوی کا قول، عون المعبود (ج ۱۱ ص ۱۸۵) پر علامہ سیوطی اور صاحب جامع البیان کے اقوال۔ البحر المحیط (ج ۷ ص ۲۵۰) پر علام ابوحیان کا قول، تفسیر قرطبی (ج ۱۴ ص ۲۴۳) پر امام قرطبی کا قول زاد المیسر (ج ۶ ص ۴۲۲) پر ابن جوزی کا قول، تفسیر ابو السعود (ج ۷ ص ۱۱۵) پر امام ابو السعود کا قول، تفسیر آیات الاحکام (ج ۶ ص ۳۷۴) پر علامہ جمل کا قول ملاحظہ فرمائیں جنہوں نے بالاتفاق چہروں کو جلباب سے چھپانے کو ثابت کیا ہے۔ اگر یہ آیت اس سے زیادہ خیال آرائی کی متحمل نہیں اور متن اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا تو ان ائمہ و مفسرین نے کیا عورتوں سے بغض کی وجہ سے (نعوذ باللہ) انہیں پردہ کامل کرانا چاہا یا یہ ائمہ قدامت پرست تھے؟ اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو آپ کو یہ بات ماننی پڑے گی کہ اس آیت میں کوئی حکم شرعی موجود ہے اور اس پر تمام ائمہ و مفسرین کا اتفاق بھی ہے۔

ارشاد احمد حقانی کا دسواں اعتراض:

موصوف مزید کھسیانے انداز میں رقم طراز ہیں۔

> ''قدامت پرستی کا المیہ وہ ذہن ہے جو ہر آیت کے پیچھے اپنے موقف کی سچائی کا متلاشی رہتا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ سورۃ النور آیت ۳۱ اور الاحزاب آیت ۵۹ سے اس کے موقف کو ضعف پہنچتا ہے تو وہ الاحزاب کی آیت ۵۳ کا سہارا لیتا ہے......... قدامت پرست حضرات کو بھی اس کمزور پہلو کا احساس ہے اس

لیے وہ ازواج مطہرات کا سہارا لیتے ہیں اور استدلال کرتے ہیں کہ کیا جس سلوک کا روادار ازواج النبی ﷺ کو قرار دے دیا گیا ہے وہی سلوک عام مسلمان خواتین کیساتھ معاملہ کرتے وقت باعث تقلید نہیں ہونا چاہیے؟ سورہ احزاب کی پوری پانچ آیات (۵۳ تا ۵۷) حضور اکرم ﷺ کی ازواج کے بارے میں ہیں جن میں ان کی دوبارہ شادی سے ممانعت والی آیت بھی شامل ہے یہ اپنے نفس مضمون اور بوجہ متن مخصوص آیات ہیں جن میں انہیں عزت وتکریم دے کر ان کا جداگانہ تشخص واضح کیا جارہا ہے۔ ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ازواج النبی ﷺ ہونا ایک شرف ہے لیکن اس شرف کی ایک قیمت ہے جو ہر کوئی نہیں دے سکتا۔ قدامت پرست اس مخصوص حکم کو عام کیوں شامل کرنا چاہتے ہیں جو ازواج مطہرات کے لیے مخصوص ہے؟ کیا عام عورت بھی نبی ﷺ کی بیوی کی طرح ہوتی ہے"۔

دسویں اعتراض کا جواب:

قارئین نے گذشتہ اوراق میں ملاحظہ فرمالیا ہوگا کہ سورۃ النور آیت ۲۳ اور الاحزاب آیت ۵۹ سے کس کے موقف کو تقویت ملتی ہے اور کس کے موقف کو ضعف اور پھر وہ کون ہے جو سورۃ الاحزاب آیت ۵۹ سے ناقص استدلال کرتے ہوئے آیت ۵۳ تا ۵۷ کا سہارا لینا چاہتا ہے۔ آیا وہ قدامت پرست علماء ہیں یا ماڈرن ازم اسکالرز جو وقت کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں اور اپنی ذات میں تبدیلی لانے کے بجائے اسلام کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور جو حضرات اسلام پر پابند عمل ہیں انہیں قدامت پرست جیسے القابات سے نواز کر ان کی سبکی کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ علماء حقہ ہی کی نشانی ہے کہ:

لا یخافون لومۃ لائم۔ (۲۵)

کہ وہ کسی ملامت گر کی ملامت سے ڈرتے نہیں۔

سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۳ تا ۵۷ میں امھات المومنین کو تین آداب بتلائے گئے ہیں۔

دعوت طعام اور مسلمانوں کے لیے بعض آداب واحکام

۲: پردہ کا حکم

۳: نبی ﷺ کی وفات کے بعد کسی اور سے نکاح کا عدم جواز

اس آیت کی تشریح میں سب سے پہلے امام قرطبی ہی کی تفسیر کو مقدم رکھیں گے۔ وہ فرماتے ہیں۔

"فی هذه الآية دليل على أن الله تعالیٰ أذن في مسألتهن من وراء الحجاب في حاجة تعرض، أو مسألة يستفتين فيها، و يدخل في ذلك جميع النساء بالمعنى، وبما تضمنته اصول الشريعة من أن المرأة كلها عورة، بدنها وصوتها، كما تقدم، فلا يجوز كشف ذلك الألحاجة كالشهادة عليها أو داء يكون ببدها، أو سؤالها عما يعرض وتعين عندها. (۲۲)

ترجمہ: "یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ازواج مطہرات سے ضرورت پڑنے پر پردے کے پیچھے سے حاجت پیش اور اس حکم میں تمام مسلمان عورتیں داخل ہیں۔ اس لیے کہ اس آیت کے علاوہ خود شریعت کے دوسرے اصول بھی یہی بتاتے ہیں کہ عورت مکمل ستر ہے اس کا جسم بھی اس کی آواز بھی۔ پس اس کا اظہار جائز نہیں مگر ضرورت کے تحت جیسے گواہی دینا یا بیماری جو اس کے ہاتھ پر ہو یا کسی ایسی چیز کا سوال کرنا جس کا اس کے پاس ہونا معین ہو"۔

حافظ ابن کثیر اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے اس امت کے لیے غیرت کا معاملہ پسند فرمایا اور اسے حجاب کا حکم دیا اور بلاشبہ حکم اللہ کی طرف سے اس امت کے اکرام اور احترام کی وجہ سے ہے۔ (۲۷)

ابن العربی لکھتے ہیں۔

"مسلمان مردوں اور ازواج مطہرات کے درمیان پردے کے احکامات اگرچہ خاص نبی کریم ﷺ اور ان کی ازواج کے سلسلے میں نازل ہوئے ہیں مگر یہ سب کے لیے عام ہیں۔ اس لیے کہ ہم حضور ﷺ کی اتباع اور آپ کی راہنمائی میں چلنے کے پابند ہیں الا یہ کہ کسی حکم کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ

فرمادے کہ یہ حکم پیغمبر کے ساتھ خاص ہے، عام امت اس سے مستثنیٰ ہے۔

(۲۸)

ابن العربی کے قول کی دلیل میں یہ آیت بھی پیش کی جاسکتی ہے۔

اے نبی جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے مطابق طلاق دو اور ان کی عدت گنتے رہو۔(۲۹)

ظاہر ہے کہ اس آیت میں خطاب صرف نبی کریم ﷺ کو ہے اور جن کے بارے میں خطاب کیا جارہا ہے وہ ازواج مطہرات ہیں تو ماڈریٹ اسلام والوں کے اصول کے مطابق عدت کا لحاظ رکھتے ہوئے حیض کے بجائے طہر میں طلاق دینا اور پھر عدت کی مدت کا حساب رکھنا صرف نبی کریم ﷺ اور ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہونا چاہیے تھا حالانکہ بالاتفاق و بالاجماع یہ صرف ان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لیے یہ حکم ہے معلوم ہوا کہ خطاب خاص ہے لیکن حکم عام ہے اسی طرح سورہ احزاب کی آیت ۵۳ تا ۵۷ میں بھی خطاب خاص اور حکم عام ہے۔ لیکن نبی کی ازواج نبی کے بعد کسی سے نکاح نہیں کرسکتیں یہ حکم بھی خاص ہے کیونکہ قرآن کریم نے فرمادیا:

وازواجه امهاتهم (۳۰)......اور نبی کی بیویاں ان (امتیوں) کی مائیں ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نبی کی زوجات سے تزوج کو منع کردیا گیا کیونکہ وہ جنت میں بھی نبی کی زوجات ہوں گی اور عورت جنت میں آخری شوہر کے ساتھ ہوگی۔(۳۱)

اس تصریح سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حجاب کا جو حکم ازواج مطہرات کو ہوا ہے تو اس امر میں عام مسلمان خواتین کو بھی باعث تقلید ہونا چاہیے کہ نہیں۔ اور یہ کہ جس طرح عدت کا شمار ازواج مطہرات کے ساتھ خاص نہیں بالکل اسی طرح حجاب بھی ان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عام مسلمان خواتین بھی اس حکم میں شامل ہیں۔

ارشاد احمد حقانی کا گیارھواں اعتراض:

موصوف کے رشحات قلم مزید ملاحظہ فرمائیں:

''سورۃ الاحزاب میں جہاں جلباب والی آیت آئی ہے چونکہ حکم عمومی تھا اس

لیے ازواج نبی ﷺ اور بنات نبی ﷺ کے ساتھ ہی مسلمان خواتین سے بھی اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا لیکن اس سے پہلے کی پوری پانچ آیات (۵۳ تا ۵۷) میں مومنوں کو خاص کر ازواج نبی ﷺ کے ساتھ سلوک معاملہ کے بارے میں سمجھایا گیا ہے ان میں عام مسلم خواتین کا ذکر نہیں ہے۔ کیا اتنے اہم معاملہ پر اللہ تعالیٰ عام مسلمان خواتین کو الجھن میں مبتلا کرنا چاہتے تھے؟ کیا یہ بات قرآن کے لیے مشکل تھی کہ سورۃ الاحزاب آیت ۵۹ کی طرح بقیہ پانچ آیات میں بھی مسلمان عورتوں کا ذکر کرتا"۔

گیارہویں اعتراض کا جواب:

جہاں تک الجھن میں مبتلا کرنے کی بات ہے تو عرض ہے کہ خدا اور اس کا رسول امتیوں پر خود ان کے نفوس سے زیادہ مہربان ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ حجاب الجھن میں مبتلا ہونے کی بات نہیں۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ عورت کے لیے گھر میں قرار پکڑنا الجھن میں ڈالتا ہے یا گلی کوچوں میں پھرتے رہنا۔ یا اگر کسی ضرورت سے وہ حجاب کے ساتھ نکل جائے تو یہ زیادہ الجھن میں ڈالتا ہے یا بغیر حجاب کے نکلنا اس حال میں کہ کوئی بس اسٹاپ تک اس کا پیچھا کرے یا اسے بے ہودہ نگاہوں سے اور بتیسی باہر نکال کر اس کا خیر مقدم کرے اور اس پر آوازیں کسے۔ لازمی بات ہے کہ سکون حجاب میں ہے اور الجھن بے حجابی میں ہے۔

اللہ رب العزت نے چاہا کہ بنت حوا سکون واطمینان سے رہے اور اُسے کسی قسم کی الجھن نہ ہو لہٰذا حجاب کو مشروع کیا۔ جب کہ آپ جو کشف وجہ پر اصرار کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ قرآن نے سورہ احزاب آیت ۵۹ کی طرح بقیہ پانچ آیات میں بھی مسلمان عورتوں کا ذکر کیوں نہیں کیا۔ تو جناب یہ بات آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ عدت کا شمار کرنا صرف ازواج مطہرات پر نہیں بلکہ ہر مسلمان عورت کے لیے یہ حکم ہے تو اللہ رب العزت نے صرف نبی کو اپنی ازواج کے بارے میں حکم کیوں دیا اور مسلمانوں کو ان کی عورتوں کے بارے میں کیوں نہیں دیا۔ فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔ یا تو یہ حکم بھی صرف ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہونا چاہیے تھا اور اس کے قائل آپ بھی نہیں یا جس طرح یہاں حکم عام ہے اسی طرح وہاں بھی ہے۔

ارشاد احمد حقانی کا بارھواں اعتراض:

طارق جان صاحب لکھتے ہیں:

''کیا سورۃ النور (آیت ۳۱) کا نزول اس لیے تھا کہ وہ سورہ احزاب کی زیر بحث آیت سے متصادم ہو؟ اگر یہ بات نہیں تو کیا پھر یہ نسخ ومنسوخ کا مسئلہ ہے؟ اگر ایسا ہے تو بتایا جائے۔ اگر نہیں تو پھر سوال یہ ہے کہ کیا قرآنی احکامات (نعوذ باللہ) ترتیب اور نظم سے محروم ہیں''؟

بارہویں اعتراض کا جواب:

موصوف کو نہ معلوم حجاب شرعی کے ثبوت پر آیتوں میں کس طرح تصادم نظر آرہا ہے۔ نزول آیات کے اعتبار سے سب سے پہلی آیت سورہ احزاب کی ۵۳ ویں آیت ہے اور یہی آیت آیت حجاب کہلاتی ہے جو حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نبی کریم ﷺ کے عقد نکاح میں آنے کے وقت نازل ہوئی جو بروایت انس رضی اللہ عنہ ۵ ہجری میں ہوا ہے اور سورہ نور کی آیات واقعہ افک کے وقت نازل ہوئیں اور یہ ۶ ہجری میں پیش آیا۔ احزاب کی آیات میں حجاب و شرعی پردے کا حکم ہے اور سورہ نور کی آیات میں غض بصر، شرمگاہوں کی حفاظت، اخفاء زینت و آواز کے اخفاء کا حکم دیا گیا ہے اس میں نہ تصادم نہ نسخ جاری ہوا ہے۔

موصوف دیندار طبقہ کو نصیحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''میرے خیال میں اب وقت آگیا ہے کہ دیندار حضرات دین کے بارے میں غلو چھوڑ دیں ورنہ زمانہ انہیں چھوڑ دے گا.......... دیندار حضرات کو اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہیے کیا وجہ ہے کہ پوری تاریخ عالم میں بشمول ملت اسلامیہ خیر کامیاب تو ہوا لیکن تا دیر جاوی نہ رہ سکا ہر طرف شر ہی شر ہے۔ اس کی وجہ ماسوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ جو اہل خیر کہلاتے ہیں ان میں سے بیشتر حکمت سے عاری ہیں اور عموماً اعتدال سے محروم متشدد رویوں کو دین سے تعبیر کرتے ہیں''۔

حضرت والا سے عرض ہے کہ جو فیلڈ (یعنی اجتھاد) آپ کی نہیں ہے آپ اسے چھوڑ دیں اور اسے موجودہ زمانے کے علماء ومفتیان دین متین کے سپرد ہی رہنے دیں جو کج فہمی سے ماوراء ہوتے ہیں اور اگر اختلاف کرتے بھی ہیں تو بلا دلیل و بے ڈھنگا نہیں کرتے۔ اور یہ بات کہ زمانہ کسے چھوڑے گا اور کسے نہیں تو آپ خود اپنی ذات میں غور کریں کہ چوبیس گھنٹے میں کتنے لوگ مسائل پوچھنے کے لیے آپ سے مراجعت کرتے ہیں اور کتنے لوگ اس دیندار عالم سے رابطہ کرتے ہیں تو آپ کی آنکھیں خود بخود کھل جائیں گی کہ زمانے نے تو اصلاً آپ کو چھوڑ دیا ہے۔

البتہ ملت اسلامیہ میں خیر تا دیر کیوں حاوی نہ رہ سکا اس وجہ سے نہیں کہ اہل خیر حکمت سے عاری و اعتدلال سے محروم ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو کچھ جان دار علامت قیامت ظاہر کرنا تھی۔

ارشاد احمد حقانی کا تیرھواں اعتراض:

پھر جناب ارشاد احمد حقانی صاحب روزنامہ جنگ ۱۶ جنوری ۲۰۰۳ کے کالم میں بحوالہ طارق جان صاحب کے مزید بحث بطور تتمہ کے لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

> ”میں نے اس موضوع پر اپنی گذشتہ معروضات میں جو موقف اختیار کیا تھا وہ کوئی نرالا نہ تھا اور نہ ہی اسے جدید دور سے متاثر ہو کر تحریر کیا تھا۔ متقدمین کے ہاں چہرے کا پردہ مسئلہ تھا ہی نہیں یہ تو متاخرین کی ایجاد ہے اور اس کی بنیاد بھی مصلحت تھی نہ کہ کوئی شرعی نص اس لیے میں نے اپنے موقف کے حق میں تین نسلوں یعنی صحابۂ کرامؓ تابعین اور تبع تابعین کی آراء کو اکھٹا کیا پھر تفسیر کی قدیم کتب میں سے القرطبی کی الجامع الاحکام القرآن، آلوسی کی روح المعانی فی تفسیر القرآن منتخب کیں۔ یہ تفاسیر کم وبیش ۸۰۰ سال پرانی ہیں .... میں نے اپنے موقف کی اساس فقہ کی مستند کتاب المغنی اور جصاص کی احکام القرآن جو کہ فقہی آراء سے مالا مال ہے پر رکھی تا کہ اس مسئلہ پر ائمہ اربعہ کی رائے کو سامنے لایا جا سکے“۔

تیرھویں اعتراض کا جواب:

ہم نے گذشتہ بحث میں جو کچھ تحریر کیا ہے اس سے واضح معلوم ہو جاتا ہے کہ چہرے کا پردہ متاخرین کی ایجاد ہے یا صحابۂ کرامؓ و رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ سے ہی اس پر عمل ہو رہا تھا اور یہ کہ اس کی بنیاد مصلحت تھی یا کوئی شرعی نص۔ اس مسئلے میں صحابۂ کرامؓ تابعین و تبع تابعین کا کیا قول تھا وہ بھی گذر چکا۔ اسی طرح قرطبی اور آلوسی نے اپنی تفاسیر میں چہرے کا پردہ ثابت کیا ہے کہ نہیں اس کے بھی حوالے گزر چکے اور اس مسئلے میں ائمہ اربعہ کی کیا رائے ہے وہ بھی حوالے کے ساتھ ضبط تحریر ہو چکے۔ اس کے باوجود بھی حجاب شرعی میں چہرے اور کفین کے داخل ہونے کا انکار ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ اور چہرے کے پردہ کو ظلم کہنا یہ قرآن کریم کی اس آیت کے منافی ہے: وما اللہ یرید ظلما للعباد (۳۲)

ارشاد احمد حقانی کا چودھواں اعتراض:

اور اللہ اپنے بندوں پر ظلم کا ارادہ نہیں کرتا۔ دیکھیے طارق جان صاحب کیا لکھتے ہیں۔

> ''یہ سارا عمل اس لیے بھی ہے کہ سخت گرمیوں میں یہ حضرات خواتین کو برقعے اوڑھا کر سمجھتے ہیں کہ وہ شریعت کے تقاضوں کو پورا کر رہے ہیں ایسے مرد جو ایسی سوچ رکھتے ہیں ذرا خود آدھ گھنٹہ کے لیے گرمیوں میں برقعہ پہن کر دکھائیں وہ اپنے ظلم سے آگاہ ہو جائیں گے۔

چودھویں اعتراض کا جواب:

یا سبحان اللہ کیا کہنے اگر بقول آپ کے چہرے کا پردہ صرف امہات المومنین کے لیے خاص تھا تو کیا اللہ رب العزت نے یہ ظلم ان کے ساتھ روا رکھنا بہتر سمجھا۔ اگر یہ ظلم ہے تو آپ کے بقول امہات المومنین اس سلسلے میں سب سے اول جماعت مظلومین کہلائے گی۔ (نعوذ باللہ) اگر یہ ظلم ہے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس ظلم کو اپنے حق میں بہت عمدہ و بہتر جانا اور ساری زندگی اس طرح پردہ کیا کہ کسی نامحرم نے پھر ان کا چہرہ تک نہ دیکھا اور صرف یہ ہی نہیں

بلکہ انہوں نے اس زعم میں کہ موت کے بعد کوئی ان کے جسم کو نہ دیکھ سکے ایک خاص قسم کی ڈولی تیار کروائی اور وصیت کی کہ میری وفات کے بعد تجہیز کے لیے اس کو استعمال کیا جائے تاکہ کوئی شخص بدن کے کسی حصے کو بھی نہ دیکھ سکے، اگر یہ ظلم ہے تو پھر ام خلادؓ نے بھی میدان جنگ میں اس ظلم کو سہا ہے۔ اور وہاں بھی اپنے چہرے کا ظہور نہ ہونے دیا اور جہاں تک بات ہے کہ مرد حضرات خود آدھا گھنٹہ کے لیے برقعہ پہن کر دکھائیں وہ اپنے ظلم سے آگاہ ہو جائیں گے تو یہ بے چارے پوسٹ مارٹم کرنے والے ڈاکٹر تین تین گھنٹے تک اپنے چہروں کو ڈھانپ کر رکھتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ بھی مظلوم ہیں۔

ارشاد احمد حقانی کا پندرھواں اعتراض:

پھر سائنسی تحقیقات پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

''مزید برآں طبی نقطہ نگاہ سے ناک اور منہ کو دیر تک ڈھانپے رکھنا صحت کے لیے ضرور رساں ہے جسے جاننے کے لیے کچھ زیادہ علم کی ضرورت نہیں۔ مثلاً سانس لیتے وقت ہم ہوا سے آکسیجن لیتے ہیں جو ہمارے خون کو صاف کرتی ہے اور پھر منہ کے ذریعے سے کاربن ڈائی آکسائیڈ کی شکل میں ہم اسے خارج کرتے ہیں۔ اب اگر ہم ناک کے راستہ سے اسی خارج شدہ کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس کو واپس لیں تو خون کی صفائی اور خلیوں کو آکسیجن کی رسائی کیسے ممکن ہوگی؟ اس سے بالآخر صحت کے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں''۔

پندرھویں اعتراض کا جواب:

حالانکہ حجاب پہننے سے خواتین منہ اور ناک کے ذریعے لگنے والی بیماریوں مثلاً نزلہ زکام اور مختلف جلدی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتی ہیں اور حجاب ہی کی وجہ سے عورتوں کو سانس لیتے وقت چھنی ہوئی ہوا میسر آتی ہے جو ان کے پھیپھڑوں کو مختلف بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے اگر عورتوں کے پردے کو طبی لحاظ سے سمجھنا ہو تو اس کے لیے عورتوں کی اسلامی زندگی اور جدید سائنسی تحقیقات کا مطالعہ کریں۔

ارشاد احمد حقانی کا سولہواں اعتراض:

آخر میں حضرت فرماتے ہیں: ''ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، شافعی، مالک اور حنبل چہرے کے پردہ کو ضروری نہیں سمجھتے۔ یہ ایک ایسا اجماع ہے جسے شاید ہی توڑا جا سکے اگر اس میں مجھ جیسے عامی سے قرآن فہمی میں غلطی ہوئی ہے تو یہ غلطی ائمہ اربعہ سے بھی ہوئی ہے''۔

سولہویں اعتراض کا جواب:

ائمہ اربعہ کے متعلق یہ کہنا کہ وہ چہرے کے پردہ کو ضروری نہیں سمجھتے۔ یہ ان کے مسلک سے لاعلمی ہے۔ ہم نے گذشتہ اوراق میں باحوالہ ائمہ اربعہ کے مسلک کو قلم بند کر دیا ہے۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ قرآن فہمی میں آپ یا مجھ جیسوں سے غلطی ہو سکتی ہے لیکن ائمہ اربعہ و مفسرین سے یہ غلطی سرزد نہیں ہوئی ان کے مسلک کو سمجھنے کے لیے آپ کو دوبارہ ان کے اقوال کی طرف رجوع کرنا چاہیے تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ائمہ اربعہ نے چہرہ کے پردے پر اتفاق و اجماع کیا ہے۔

خرد کا نام جنون اور جنون کا نام خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ایک سطحی ذہن و سوچ کو لے کر آپ ان ائمہ کرام و حضرات مفسرین پر بہتان مت باندھیے۔ اور اللہ کی حدود سے تجاوز کرنے سے باز رہیں۔ ورنہ جو حشر تجدد پسندوں کا ہوا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بھی اس زد میں آجائیں۔

پردے کے حوالے سے مزید جو اعتراضات مختلف حضرات نے ہمارے علم کے مطابق کیے ہیں اب ہم ان کی طرف آتے ہیں۔

ارشاد احمد حقانی کا سترھواں اعتراض:

عصر حاضر میں ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی معاشرے میں جلباب یا دوپٹے کے بغیر راہ میں عورت کو کوئی تنگ نہیں کرتا تو کیا وہاں بھی چادر اور دوپٹہ اوڑھنا ضروری ہو جائے گا۔

سترھویں اعتراض کا جواب:

اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے روزنامہ اسلام کے کالم نگار مفتی ابراہیم صادق آبادی فرماتے ہیں۔ جلباب یا دوپٹے کا حکم کسی عارضی سبب سے نہ تھا بلکہ ہر مسلمان خاتون کا نسوانی شعار اور اس کی عفت وعصمت کا نشان تھا، معترض نے غلط طور پر یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ گویا جلباب اوڑھانے کا ایک مقصد جنسی طور پر بدنہاد لوگوں سے مسلمان عورتوں کو محفوظ رکھنا ہے احادیث میں تو اس کی پوری تصریح موجود ہے کہ مسلمان خواتین صحابۂ کرامؓ بلکہ خود ذات رسالت مآب ﷺ سے بھی چہرے کا پردہ کرتی تھیں۔

ارشاد احمد حقانی کا اٹھارواں اعتراض:

اکثر غیر ملی مہذب معاشروں میں مسلمان عورت کسی محرم کی رفاقت کے بغیر بلا خوف وخطر طویل سفر کرسکتی ہے اور کوئی نامحرم ہم سفر اس کی طرف آنکھ تک اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا۔

اٹھارویں اعتراض کا جواب:

اس کے جواب میں مفتی صاحب فرماتے ہیں: اگر آپ یورپ کے اس ننگے معاشرے میں جو بے حیائی اور عریانی کے تمام ریکارڈ توڑ کر اپنے ننگ پن میں جنگلی جانوروں کو بھی مات دے گیا ہے مسلمان عورت کو کسی محرم کے بغیر اکیلے یک دم چھوڑنے کو تیار ہیں تو یہ آپ کا دل گردہ ہے ورنہ عام مشرقی مسلمان تو اس کے تصور سے بھی کانپ اٹھتا ہے۔ لیکن یاد رکھیے اگر اتنی کھلی چھوٹ ملنے کے بعد مشرقی عورت مغربی معاشرے میں پہنچ گئی اور وہاں اس کا مال ومتاع لٹ گیا یا عزت وعصمت تاراج ہوگئی یا جان پر بن گئی تو اس پر افسوس یا تعجب نہ کیجئے کہ یہ کوئی انہونی بات نہیں بلکہ اس حیوانی معاشرہ کا لازمہ ہے۔

ارشاد احمد حقانی کا انیسواں اعتراض:

”دراصل فتنے کا باعث عورت کے وہ اعضاء نہیں ہوتے جو بالعموم کھلے رہتے

ہیں بلکہ فتنے کا اہم ترین سبب ایک عورت کی حرکات وسکنات اور اس کے وہ افعال ہوتے ہیں جو اس کی چال ڈھال سے ظاہر ہوتے ہیں جو اس کی اندرونی خواہشات کا پتہ دیتے ہیں اور ایک عورت کو نقاب اور برقعے کے اندر یہ سب کھیل کھیلنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ کیونکہ نقاب اور برقعے کی وجہ سے اس کی شناخت نہیں ہوسکتی اور اُسے اس بات کا ڈر نہیں کہ کوئی نزدیک یا دور کا جاننے والا اسے پہچان لے گا، اگر اس کا چہرہ کھلا ہوتا تو اس کو اپنے خاندان اور عزت کا خیال رہتا اور اس کی وجہ سے شرم وحیا اسے ایسی حرکات نہ کرنے دیتی جن کی طرف لوگوں کی نظریں اٹھتی ہیں''۔

انیسویں اعتراض کا جواب:

اس کا جواب دیتے ہوئے مفتی صاحب رقم طراز ہیں۔

ہر وہ شخص جسے سوچنے کو دماغ اور دیکھنے کو دو آنکھیں ملی ہیں بیٹھ کر از خود فیصلہ کرلے کہ دنیا جہاں میں اب تک بے حیائی اور بدکاری کے کاروبار کو کس نے فروغ دیا ہے؟ بے حجاب اور بے مہار عورتوں نے یا عفت مآب با پردہ خواتین نے؟ آج بھی دنیا بھر کے سینما ہالوں، نائٹ کلبوں، ہوٹلوں، تفریح گاہوں، رقص وسرور کی مجلسوں اور شراب وشباب کی محفلوں کو زینت بخشنے والی حوازادیاں کس قبیلے سے تعلق رکھتی ہیں؟ کیا یہ کرتوت برقع پوش خواتین کے ہیں؟ سچی بات یہ ہے کہ بے دینی اور آخرت سے بیزاری انسان کی عقل وخرد کو ایسا مسخ کردیتی ہیں کہ ایک بدیہی سی حقیقت کا سمجھنا بھی دشوار ہوجاتا ہے دیکھ لیجئے بے پردگی کی لعنت نے عقل پر کیا پردہ ڈال دیا کہ نیکی میں برائی اور برائی میں نیکی نظر آرہی ہے۔

ان عقل کے اندھوں کو الٹا ہی نظر آتا ہے
مجنون نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

المراجع والمصادر...... باب ششم

☆	نام کتاب	جلد مع صفحہ	مصنف	مطبع
۱	شرعی پردہ	ص:۵تا۸	مولانا عاشق الٰہی	دارالاشاعت کراچی
۲	احکام القرآن	۲۲۹/۱۲	علامہ قرطبی	داراحیاء التراث بیروت
۳	ایضا			
۴	القرآن الکریم	۳۱/۲۴		
۵	احکام القرآن	۲۲۹/۱۲	علامہ قرطبی	داراحیاء التراث بیروت
۶	القرآن الکریم	۴۲/۲		
۷	احکام القرآن	۲۹۲/۱۴	علامہ قرطبی	داراحیاء التراث بیروت
۸	الصارم المشہور	۱۱۷	حمود بن عبداللہ	دارالسلام بیروت
۹	الصارم المشہور	۱۱۵	حمود بن عبداللہ	دارالسلام بیروت
۱۰	الصارم المشہور	۱۱۶	حمود بن عبداللہ	دارالسلام بیروت
۱۱	الصارم المشہور	۱۱۶	حمود بن عبداللہ	دارالسلام بیروت
۱۲	احکام القرآن	۲۴۳/۱۴	علامہ قرطبی	داراحیاء التراث بیروت
۱۳	احکام القرآن	۲۴۳/۱۴	علامہ قرطبی	داراحیاء التراث بیروت
۱۴	روح المعانی	۸۹/۲۲	علامہ آلوسی	داراحیاء التراث بیروت
۱۵	روح المعانی	۸۹/۲۲	علامہ آلوسی	داراحیاء التراث بیروت
۱۶	روح المعانی	۸۹/۲۲	علامہ آلوسی	داراحیاء التراث بیروت
۱۷	القرآن الکریم	۳۳/۳۳		
۱۸	حجاب	ص:۷۹	محمد اسماعیل میمن	مظہری کتب خانہ کراچی
۱۹	القرآن الکریم	۲۲۹/۲		
۲۰	روح المعانی	۵۲/۶	علامہ آلوسی	داراحیاء التراث بیروت

۲۱	روح المعانی	۵۲/۶	علامہ آلوسی	داراحیاء التراث بیروت
۲۲	روح المعانی	۵۲/۶	علامہ آلوسی	
۲۳	احکام القرآن	۴۶۱/۳	مفتی محمد شفیع	ادارۃ القرآن کراچی
۲۴	روح المعانی	۸۹/۲۲	علامہ آلوسی	داراحیاء التراث بیروت
۲۵	القرآن الکریم	۵۴/۵		
۲۶	احکام القرآن	۲۲۸/۱۴	علامہ قرطبی	داراحیاء التراث بیروت
۲۷	حجاب	ص:۱۶!	محمد اسماعیل میمن	مظہری کتب خانہ کراچی
۲۸	حجاب	ص:۱۶	محمد اسماعیل میمن	مظہری کتب خانہ کراچی
۲۹	القرآن الکریم	۱/۶۵		
۳۰	القرآن الکریم	۶/۳۳		
۳۱	احکام القرآن	۲۲۸/۱۴	علامہ قرطبی	داراحیا التراث بیروت
۳۲	القرآن الکریم	۳۱/۴۰		
۳۳	الصارم المشہور	۱۱۸	حمود بن عبداللہ	دارالسلام بیروت
۳۴	الصارم المشہور	۱۲۰	حمود بن عبداللہ	دارالسلام بیروت
۳۵	الصارم المشہور	۱۲۱	حمود بن عبداللہ	دارالسلام بیروت
۳۶	الصارم المشہور	۱۲۱	حمود بن عبداللہ	دارالسلام بیروت
۳۷	ادلہ	۱۶۲	احمد آل بوطامی	وزارۃ اوقاف قطر
۳۸	ادلہ	۱۶۲	احمد آل بوطامی	وزارۃ اوقاف قطر
۳۹	الصارم المشہور	۱۲۳	حمود بن عبداللہ	دارالسلام بیروت
۴۰	الصارم المشہور	۱۲۳	حمود بن عبداللہ	دارالسلام بیروت
۴۱	الصارم المشہور	۱۲۳	حمود بن عبداللہ	دارالسلام بیروت
۴۲	الصارم المشہور	۱۲۴	حمود بن عبداللہ	دارالسلام بیروت
۴۳	صحیح بخاری	۳۰۲/۱	محمد بن اسماعیل	قدیمی کتب خانہ کراچی

باب ہفتم

کیا پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے یا نہیں؟

باب ہفتم

کیا پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے یا نہیں؟

پردہ عربی زبان کے لفظ حجاب کا لفظی ترجمہ ہے، حجاب قرآن مجید کی اس آیت میں آیا ہے جس میں اللہ نے لوگوں کو نبی ﷺ کے گھر میں بے تکلف آنے جانے سے منع فرد یا تھا اور حکم دیا تھا کہ اگر گھر کی خواتین سے کوئی چیز مانگنی ہو تو حجاب کی اوٹ سے مانگ لیا کرو، اسی حکم سے پردے کے حکم کی ابتداء ہوئی پھر جتنے احکام اس سلسلے میں آئے ان سب کے مجموعے کو احکام حجاب کہا جانے لگا۔

پردے کے احکام قرن مجید کی چوبیسویں اور تینتیسویں سورت میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں نبی کریم ﷺ نے ان کی تشریح اپنے مختلف ارشادات میں فرمائی، یہ احکام جس کا جی چاہے قرآن مجید کی سورنور اور سورہ احزاب میں اس کی تفاسیر میں اور حدیث کی مستند کتابوں میں دیکھ سکتا ہے۔

پردے کے احکام جو اسلام نے مسلمانوں کو دیئے ہیں ان پر تھوڑا سا بھی غور کیا جائے تو سمجھ میں آسکتا ہے کہ ان کے تین بڑے مقاصد ہیں:

۱)...... اول یہ کہ عورتوں اور مردوں کے اخلاق کی حفاظت کی جائے اور ان خرابیوں کا دروازہ بند کیا جائے جو مخلوط سوسائٹی میں عورتوں اور مردوں کے آزادانہ میل جول سے ہوتی ہے

۲)...... دوسرے یہ کہ عورتوں اور مردوں کا دائرہ عمل الگ کیا جائے تا کہ فطرت نے جو فرائض عورت کے سپرد کیے ہیں انہیں وہ سکون کے ساتھ انجام دے سکے۔

۳)...... تیسرے یہ کہ گھر اور کاندان کے نظام کو مظبوط اور محفوظ کیا جائے جس کی اہمیت

زندگی کے دوسرے نظاموں سے کم نہیں بلکہ کچھ بڑھ رہی ہے۔

پردے کے بغیر جن لوگوں نے گھر اور کاندان کے نظام کو محفوظ کیا ہے انہوں نے عورت کو غلام بنا کر تمام حقوق سے محروم کر کے رکھ دیا ہے اور جنہوں نے عورت کو اس کے حقوق دینے کے ساتھ پردے کی پابندیاں بھی نہیں رکھیں ان کے ہاں گھر اور کاندان کا نظام بکھر گیا ہے اور روز بروز بکھرتا چلا جارہا ہے اسلام عورت کو پورے حقوق بھی دیتا ہے اور اس کے ساتھ گھر اور کاندان کے نظام کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کہ پردے کے احکام اس کی حفاظت کے لئے موجود نہ ہوں۔

عورت اور مرد کا دائرہ عمل الگ کرنا خود فطرت کا تقاضا ہے فطرت نے ماں بننے کی خدمت عورت کے سپرد کر کے آپ یہ بتا دیا کہ اس کے کام کی اصل جگہ اندرون خانہ ہے یا بیرون کانہ اور باپ بننے کا فرض مرد کے ذمہ ڈال کر خود اشارہ کر دیا ہے کہ اسے کن کاموں کے لئے مادری (ماں بننے) کے بھاری بوجھ سے سبکدوش کر دیا گیا ہے دونوں قسم کی خدمات کے لئے عورت اور مرد کو الگ الگ جسم دیئے گئے ہیں قوتیں الگ صفات الگ نفسیات الگ دیئے ہیں فطرت نے جسے ماں بننے کے لئے پیدا کیا ہے اسے صبر و تحمل بخشا ہے مزاج میں نرمی عطا کی اسے وہ چیز دی ہے جسے ماما کہتے ہیں یہ ایکم جس کے ذمے ڈالا گیا ہے اس کے لئے وہ کام موزوں نہیں ہیں جن کے لئے سختی اور سخت مزاجی کی ضرورت ہے یہ عورت کے ساتھ بڑی بے انصافی ہے کہ وہ اس پورے بوجھ کو بھی اٹھائے جو فطرت نے ماں بننے کے سلسلے میں اس پر ڈالا ہے جس میں مرد ایک رتی برابر بھی اس کے ساتھ کوئی حصہ نہیں لے سکتا اور پھر وہ مرد کے ساتھ آ کر سیاست اور تجارت اور صنعت و حرفت اور لڑائی دنگے کے کاموں میں بھی برابر کا حصہ لے ذرا سوچئے !انسانیت کی خدمت میں آدھا حصہ تو وہ ہے جسے پورا عورت سنبھالتی ہے باقی آدھے حصے میں سے آپ کہتے ہیں کہ آدھا بار اس کا بھی عورت پر ڈالا جائے تو گویا تین چوتھائی عورت کے ذمے پڑا اور مرد کے ذمہ ایک چوتھائی، کیا یہ انصاف ہے؟

گھر اور خاندان جن کی اہمیت کو ترقی کے جوش میں بھلا دیا جاتا ہے دراصل وہ کارخانے ہیں جہاں انسان تیار ہوتے ہیں یہ کارخانے دوسری مصنوعات بنانے کے کارخانوں کی نسبت کچھ کم اہمیت کے حامل نہیں ان کارکانوں کے لئے جن صفات نفسیات اور قابلیتوں کی ضرورت ہے وہ فطرت نے سب سے بڑھ کر عورت کو دی ہیں ان کو چلانے کے لئے جن خدمات اور محنتوں اور

مشقتوں کی ضرورت ہے ان کا زیادہ سے زیادہ بوجھ فطرت نے عورت ہی پر ڈالا ہے اور ان کارکانوں میں کرنے کے کام بہت ہیں کوئی فرض شناسی کے ساتھ ان اکاموں کو کرنا چاہے تو اسے سر کھجانے کی مہلت نہ ملے اور پھر ان کو جتنی زیادہ قابلیت سلیقے اور دانش مندی کے ساتھ چلایا جائے اتنے ہی زیادہ اعلیٰ درجے کے انسان تیار ہو سکتے ہیں اس لئے عورت کو زیادہ سے زیادہ عمدہ تعلیم اور تربیت دینے کی ضرورت ہے ان کارخانوں کو سکون اطمینان اور اعتماد کے ساتھ چلانے کے لئے اسلام نے پردے کا ڈسپلن قائم کیا تا کہ عورت یہاں پوری دلجمعی کے ساتھ اپنا کام کرے اور اس کی توجہ غلط سمتوں میں نہ بٹے اور مرد بھی پوری طرح مطمئن ہو کر زندگی کے اس شعبے کو اس کے ہاتھوں میں چھوڑ دیں اب کیا ترقی کے نام پر اس ڈسپلن کو ختم کر دینا دانشمندی ہے

اس بات کا کوئی امکان نہیں ہے کہ اسلام جو کہ مکمل قانونی اور معاشی حقوق عورت کو دیتا ہے انہیں برقرار رکھتے ہوئے اسلام کے قائم کردہ ڈسپلن اور پھر کاندانی نظام برباد ہونے سے بچارہ جائے لہٰذا ترقی کا جو معیار بھی آپ کے سامنے ہوا اسے نگاہ میں رکھ کر سوچ لیں کہ آپ کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور کیا کھونا چاہتے ہیں۔

مسلمان ایک زمانے میں خلیج بنگال سے لیکر اٹلانٹک تک حکمران رہے ہیں سائنس اور فلسفے میں وہ دنیا کے استاد تھے تہذیب وتمدن میں کوئی دوسری قوم ان کی ہمسر نہ تھی اگر یہ ترقی تھی تو یہ ترقی اس معاشرے نے کی تھی جس میں پردے کا رواج تھا اسلامی تاریخ بڑے بڑے اولیاء مدبرین علماء حکماء مصنفین اور فاتحین کے ناموں سے بھری پڑی ہے یہ عظیم الشان لوگ جاہل ماؤں کی گودوں میں پل کر تو نہیں نکلے تھے خود عورتوں میں بھی بڑی بڑی عالم وفاضل خواتین کے نام ہم کو اسلامی تاریخ میں ملتے ہیں وہ علوم وفنون اور ادب میں کمال رکھتی تھیں پردے نے اس ترقی سے مسلمانوں کو نہیں روکا تھا آج بھی اس طرز کی ترقی ہم کرنا چاہیں تو پردہ ہمیں اس سے نہیں روکتا۔

البتہ اگر کسی کے نزدیک ترقی بس وہی ہو جو اہل مغرب نے کی ہے تو بلاشبہ اس میں پردہ بری حائل ہے مگر یہ مت بھولیں کہ مغرب نے یہ ترقی اخلاق اور کاندانی نظام کو خطرہ میں ڈال کر کی ہے وہ عورت کو اس کے دائرہ عمل سے نکال کر مرد کے دائرہ عمل میں لے آیا ہے اس طرح اس نے اپنے دفتر اور کارخانے چلانے کے لئے دگنے ہاتھ تو حاصل کر لئے اور بظاہر بڑی ترقی کر لی مگر گھر اور کاندان کا سکون کھو دیا آج بھی وہاں اگر گھر آباد ہیں تو صرف گھر گرہستن عورتوں کی

بدولت ہی آباد ہیں مردوں کے ساتھ کمانے والی عورتیں کہیں بھی گھر کا انتظام نہیں چلا رہی اور نہ ہی چلا سکتی ہے ان کے مکان آج طلاقوں پر ختم ہو رہے ہیں ان کے بچے تباہ ہو رہے ہیں ان کے لئے ٹھکانہ اگر ہے تو کلب میں ہے یا ہوٹل میں گھر ان کے لئے سکون کی جنت نہیں رہے اور اپنی تھکن مٹانے کے لئے انہوں نے بہتر انسان تیار کرنے کا کام چھوڑ دیا اس ترقی پر اگر کوئی ریجھتا رہے تو ریجھے۔

مکتبہ عثمانیہ......کی چند دیگر مطبوعات

قصص النبیّین عربی	مولانا سید ابولحسن علی الندوی حاشیہ : محمد طفیل الاتکی یہ کتاب وفاق المدارس کے نصاب بنات میں شامل ہے، پہلے یہ کتاب حاشی کے بغیر شائع ہوا کرتی تھی اب الحمدللہ بہترین اور مفید لغوی وصرفی حاشیہ سے مزین ہو کر شائع ہوئی ہے جو طالبات و معلمات کے یکساں مفید ہے۔ (چاروں حصے یکجا مجلد)
وظائف زوجین	امفتی محمد طلحہ نظامی (فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی) یہ کتاب ازدواجی زندگی سے متعلق مستند وظائف پر مشتمل ہے، اس میں کل پانچ ابواب اس ترتیب پر ہیں (۱)......شادی بیاہ کے مجرب وظائف (۲)......میاں بیوی سے متعلق مجرب وظائف (۳)......اولاد سے متعلق مجرب وظائف (۴)......جسمانی بیماریوں کے مجرب وظائف (۵)......چند متفرق مفید وظائف
شادی بیاہ اور طلاق کے شرعی احکام	مفتی عبدالرؤف سکھروی اس کتاب میں نکاح کی اہمیت، نکاح کا مسنون طریقہ، منگنی کی حقیقت اور مہر کی شرعی مقدار، شادی کارڈ کی شرعی حیثیت، چھواروں کی تقسیم کا مسئلہ، شادی میں گانا بجانے کا حکم، جہیز کی حقیقت، نیوتہ اور سلامی کی شرعی حیثیت، طلاق کے نقصانات، طلاق سے بچنے کا طریقہ اور طلاق دینے کا شرعی طریقہ جیسے اہم مسائل پر کلام کیا گیا ہے۔

شرعی پردہ کیوں؟ کیسے؟	مولانا محمد افتخار احمد (فاضل جامعہ دار العلوم کراچی) اس کتاب میں پردے اور پردے سے متعلق تمام مباحث کو بڑے اچھے انداز میں مکمل حوالہ جات کے ساتھ جمع کیا گیا ہے، اس کتاب کی مزید خصوصیت یہ ہے کہ پردے پر کیئے جانے والے اشکالات کا مدلل جواب بھی دیا گیا ہے۔ کتاب کے ابواب کی ترتیب اس طرح ہے۔ (۱) اسلامی تعلیمات میں خواتین اور پردہ (۲) پردہ قرآن وحدیث اور اقوال صحابہ کی روشنی میں (۳) پردے کے فوائد اور بے پردگی کے نقصانات (۴) پردے کے حدود اور مسائل (۵) پردے کے جدید مسائل (۶) پردے پر اعتراضات اوران کا جواب
لباس اور زینت قرآن وسنت کی روشنی میں	مولانا مفتی محمد اعجاز شاشی اس کتاب میں لباس اور زینت سے متعلق تمام مباحث ومسائل پر قرآن وسنت کی روشنی میں کلام کیا گیا ہے، کتاب اپنے موضوع سے متعلق مسائل پر مکمل اور جامع کتاب ہے۔
اللہ تعالی کے محبوب بندوں کی صفات	مولانا محمد طیب صاحب (فاضل جامعہ دار العلوم کراچی) اس کتاب میں سورہ فرقان کے آخری رکوع میں عباد الرحمٰن کی بیان کی گئی صفات پر مفصل روشنی ڈالی گئی، اللہ کے محبوب بندوں کی بارہ صفات اور آخر میں ان کی جزاوانعام تفصیل کیساتھ بیان کئے گئے ہیں
جنتی عورت	حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد الحق قاسمی صاحب اس کتاب گھریلو زندگی سے متعلق آنحضرت ﷺ کی تعلیمات اور احادیث کی روشنی میں خواتین کی اصلاح کی گئی ہے، دنیا کے گھر کو جنت نما گھر بنانے میں یہ کتاب بہت مفید ہے۔
دروس البلاغة	مع شرحه شموس البراعة

شرح عقود رسم المفتی عربی، جدید	علامہ ابن عابدین شامیؒ عنوانات : محمد طفیل اتکی کتاب علامہ شامی کی وہ شہرہ آفاق کتاب ہے جو درجہ سابعہ اور درجہ تخصص فی الفقہ والافتاء کے نصاب میں شامل ہے، مگر یہ پرانے طرز پر طبع تھی جس کی وجہ سے اس سے استفادہ کافی مشکل تھا اس پر اب مکمل تین طرح کی فہارس......عنوانات کا اضافہ کر کے جدید طریقے پر شائع کیا گیا ہے۔ (کارڈ)
سیر الصحابیات مع اسوہ صحابیات	مولانا سعید احمد ندوی، مولانا عبدالسلام ندوی اس کتاب میں آپ ﷺ کی ازواج مطہرات...... آپ ﷺ کی بنات طاہرات...... اور آپ ﷺ کی صحابیات کے حالات وواقعات بیان کئے گئے، خواتین کے لئے بڑی سبق آموز کتاب ہے......اسی وجہ سے وفاق المدارس کے نصاب طالبات میں شامل ہے۔ (مجلد)
ازدواجی زندگی کے رہنما اصول	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم العالی گھریلو زندگی سے متعلق اک لاجواب اور پُر اثر کتاب، جس میں اولاد و بیوی کو جہنم سے بچانے کی فکر...... شوہر کے حقوق ...... بیوی کے حقوق ......اور اولاد کی اصلاح وتربیت کے موضوع پر سیر حاصل کلام کیا گیا ہے
تربیت اولاد کے رہنما اصول	حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہم العالی تربیت اولاد کے بارے میں کئے متفرق بیانات کو یکجا کیا گیا ہے، یہ کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے نہایت ہی جامع اور مفید ہے۔
گلدستۂ حمد ونعت	مرتب : مفتی محمد طلحہ نظامی اس کتاب میں مشہور ومعروف اور پسندیدہ کثیر تعداد میں حمد اور نعتیں جمع کی گئی ہیں......

لباس اور بالوں کے شرعی احکام	مفتی محمد طفیل اٹکی (فاضل جامعہ دار العلوم کراچی) اس کتاب میں لباس اور بالوں اور ان کے متعلقات کو سوال و جواب کے انداز میں مستند اردو فتاوی کے حوالوں کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔ ابواب یوں ہیں: ۱)......مردوں کے لباس کے شرعی احکام ۲)......مردوں کے بالوں کے شرعی احکام ۳)......عورتوں کے لباس کے شرعی احکام ۴)......عورتوں کے بالوں کے شرعی احکام ۵)......زیب و زینت اور بناؤ سنگھار کے شرعی احکام ۶)......شرعی پردے کی حقیقت اور اہم متفرق مسائل و احکام
تیسیر النظر اردو شرح شرح نخبة الفكر	مفتی محمد طفیل اٹکی شرح نخبہ الفکر کی جدید، بہترین اور تفصیلی اردو شرح ہے۔ ... کتاب کے نکات کو سمجھنے اور اصول حدیث کے اشارات کو حل کرنے کے لئے لاجواب شرح
خواتین کے لئے تربیتی مضامین	مرتب:...... مفتی محمد طلحہ نظامی اس کتاب میں خواتین کی اسلامی زندگی ...... خواتین کی تعلیمی زندگی...... خواتین کی گھریلو زندگی ...... خواتین کی طب و صحت ...... خواتین کے فقہی مسائل...... سے متعلق اہم اور مفید مضامین کو جمع کیا گیا ہے۔
موت کی تیاری کیسے کریں ؟	مرتب:...... مفتی محمد طلحہ نظامی اس کتاب میں مرنے سے پہلے موت کی تیاری ...... دنیوی زندگی میں نیک اعمال پر ابھارنے ...... حسن خاتمہ کی تدابیر بیان کی گئی ہیں۔
اولاد کی تربیت کیسے کریں؟	مرتب:...... مفتی محمد طلحہ نظامی اس کتاب میں اولاد کی تربیت سے متعلق کیے گئے مختلف علماء کرام کے بیانات کو جمع کیا گیا ہے